قرآن کی پکار

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

انتساب

میری والدہ محترمہ مریم رحمہ اللہ علیہا کے نام

اللہ پاک ان کے درجات بلند کرے اور ان پہ رحمت

فرمائے جس طرح انھوں نے بچپن میں مجھ پر شفقت فرمائی۔ آمین

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادی له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان محمد اعبده ورسوله اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى محمد صلى الله عليه وسلم وشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة فی النار.

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں (اس لئے) ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں، (اوراپنے ہر کام میں) اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم اس رب العالمین سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، اوراس پر ایمان لاتے ہیں۔ اورہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، اوراپنے نفس کی برائیوں سے بھی اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ (یقین مانو) کہ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جسے وہ گمراہ کردے اس کے لئے کوئی رہبر نہیں ہوسکتا اور ہم (تہہ دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور (اسی طرح دل کی گہرائیوں سے) ہم اس بات کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے (خاص) بندے اوراس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حمد وصلوۃ کے بعد (یقیناً) تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اورتمام راستوں سے بہتر راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اورتمام کاموں میں سے بدترین کام وہ ہیں، جو اللہ کے دین میں اپنی طرف سے نکالے جائیں (یادرکھو) دین میں جو نیا کام نکالا جائے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ جامع (Comprehensive) خطبہ جو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہر وعظ کے شروع میں پڑھا کرتے تھے یہ خطبہ مسلم، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ میں ہے۔

باب آغاز

میری پیدائش سے پہلے میری دادی نے منت مانی تھی کہ اللہ میرے بیٹے کو بیٹا عطا فرمائے تو میں اسے پاکپتن (بابا فرید) کے دربار پہ لے کر جاؤں گی اور پھر ہم پاکپتن گئے، یہ میرے بچپن کی بات ہے۔اس کے بعد میں نے اپنے ننھیال میں پڑھائی کا سلسلہ شروع کیا کیونکہ میرے ددھیال میں کوئی اسکول نہ تھا۔ وقت کا پہیہ اپنی رفتار سے گھومتا رہا اور میں نے اپنی زندگی کے تیرہ سال مکمل کر لئے اور میں نے مڈل کا امتحان پاس کر لیا۔

ان دنوں میرے ماموں مرزا فقیر محمد حفظہ اللہ تعالیٰ انجینیئر نگ یونیورسٹی لاہور میں زیر تعلیم تھے۔ یونیورسٹی میں سلفیہ رائزنگ انجینیئر نگ نامی تنظیم بہت فعال تھی اور وہ توحیدی لٹریچر اسٹوڈنٹس میں تقسیم کرتی تھی۔ میرے ماموں حفظہ اللہ تعالیٰ وہ کتابیں گھر لے آیا کرتے تھے وہ کتابیں الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ، حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ تعالیٰ، حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ، اور علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی تھیں۔ میں بھی انہیں پڑھتا اور سوچتا کہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے یا تو وہ غلط ہے یا دنیا کی اکثریت نہ صرف غلط بلکہ گمراہی میں ڈوبی ہوئی ہے۔لیکن ایک بات مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی کہ ان کتابوں میں یا تو اللہ کے قرآن کی بات تھی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تھی جو کبھی بھی غلط نہیں ہوسکتی باقی کسی بھی شخص کی بات خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو غلط بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے فطرتاً مسلمان پیدا کیا ہے یقیناً وہ فطرت (خالص اسلام) سے متاثر ہوگا بشرطیکہ اللہ نے ہدایت والوں سے اس کا نام نہ کاٹ دیا ہو۔ بہر حال ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد میں کچا پکا اہلحدیث بن گیا تھا لیکن ابھی بہت کچھ باقی تھا اور پھر اللہ کا کرنا کہ میری شادی اس لڑکی سے ہوگئی جو اہلحدیث کو شادی سے پہلے گالیوں سے نوازا کرتی تھی۔ اگر میری سات پشتوں میں کوئی اہل توحید نہ تھا تو میرے سسرال والے بھی لفظ توحید سے بیگانہ تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انہوں نے گھر میں جنتری رکھی ہوئی تھی کہ کس دن چراغ جلانا ہے اور کس دن ختم دلانا ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو ڈاکٹر کی بجائے وہ دربار پہ جاتا اور وہ لوگ پہلے دن اپنی بھینس کا دودھ گھر میں استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ پانی میں بہا دیتے کہ اس سے بھینس کے دودھ میں برکت ہوگی کیونکہ دودھ اور پانی کا مالک خضر خواجہ ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

شادی کے وقت مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ میری پکی پکی اہلحدیث بھی شاید جاتی رہے گی مگر دل تو میرے مولا کریم کے ہاتھ میں ہیں کہ جس طرف چاہے موڑ دے۔ اور پھر وہی ہوا۔

کہ پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

شادی کی دوسری رات نمازِ فجر کے وقت میری بیگم مجھے کہنے لگی کہ مجھے اہلحدیث والی نماز بتلائیں کیسے پڑھتے ہیں؟ میں سمجھا مذاق کر رہی ہے مگر وہاں دل کی دنیا پلٹ چکی تھی۔ مجھے کہنے لگی کہ جس کا دامن تھاما ہے مسلک اور طریقہ بھی اسی کا چلے گا اور اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب وہ رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھ رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے شاید آزمائش کے لئے ہمیں شادی کے بعد چار سال تک اولاد کی نعمت سے محروم رکھا اور اس دوران ہمیں کچھ رشتہ داروں کی طرف سے مشورہ ملا کہ اگر تم عبداللہ شاہ غازی کے دربار پر دیگ چڑھاؤ تو تمھاری مراد پوری ہوسکتی ہے۔ مگر ہم نے اللہ کی دی ہوئی استقامت سے کہا کہ بے اولاد مر جانا منظور ہے لیکن دربار پر جانا منظور نہیں اور الحمد اللہ میری بیوی نے میرا بھر پور ساتھ دیا۔

جب بندہ صرف اللہ کے دربار سے امیدیں وابستہ رکھتا ہے تو اللہ پاک اس کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا اللہ پاک نے ہمیں شادی کے چار سال بعد بیٹے کی نعمت سے نوازا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری دادی کو بھی توحید کی نعمت عطا کر دی اور اب محلے کی عورتیں انہیں وہابن (اللہ والی) کے قابلِ فخر طعنہ سے نوازتی ہیں۔

میں نے پانچ سال پہلے داڑھی رکھ لی تھی لیکن سنت کے مطابق نہ تھی ایک دن میں داڑھی

کی تراش خراش کے بعد گھر پہنچا تو میری بیگم کہنے لگی اس کو بھی کٹوادو، اللہ پر اتنا احسان چڑھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور کہنے لگی اگر میں زندہ رہی تو میرا بیٹا ایک دن بھی شیو نہیں کرے گا میں نے ازراہِ مذاق کہا کہ اگر اس نے شروع سے داڑھی رکھ لی تو کوئی اسے اپنی بیٹی نہیں دے گا کہنے لگی جو داڑھی سے "بِدک" جائے مجھے ایسی بہو کی ضرورت ہی نہیں ہے مگر میرا بیٹا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (بلکہ حقیقی بات ہے کہ فرض) ضرور اپنائے گا ان شاء اللہ۔

سچی بات ہے میرا سر اللہ کے حضور جھک گیا اور سچ فرمایا تھا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ایک دولت خانہ ہے اور اس کی بہترین دولت نیک بیوی ہے، اور اب بھی جب وہ اپنے ماں باپ کے گھر جاتی ہے تو گیارہویں اور ختم والے برتنوں کو ہاتھ نہیں لگاتی بے شک اس کے ماں باپ راضی ہوں یا ناراض، وہ کہتی ہے یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف ہے لہٰذا جائز نہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو اپنے دین پہ ڈٹ جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں، میں محترم بھائی عبدالمجید کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے اس کتاب پر نظر ثانی کے لیے وقت نکالا۔ اس موقع پر محترم بھائی ابراہیم کا بھی انتہائی مشکور ہوں جن کی کوششوں سے اس کتاب کی طباعت کے مراحل بحسن خوبی انجام پائے۔

اس کتاب میں کوئی بھی خوبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی فضل وکرم ہے جبکہ کوئی بھی غلطی بندہ آثم کی کوتاہی کا نتیجہ ہے۔

عبداللہ اثری

ابتدائے کائنات

اللہ اسباب کا محتاج نہیں ہے:

اللہ پاک نے ارض وسماوات کو لفظ کن سے بنایا اور جب چاہے گا لفظ کن سے ان کو ختم کر دے گا۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اللہ کسی وزیر، مشیر یا سیکٹری کا محتاج ہے بلکہ اس کی شان اس سے بہت بلند ہے۔

انما قولنا لشیء اذا اردناه ان نقول له کن فیکون ﴿النحل: ۴۰﴾

ہم جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو صرف ہمارا یہ کہہ دینا ہوتا ہے ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔

آسمان اور زمین کی پیدائش:

اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ یہ چھ دن اتوار سے لے کر جمعہ تک ہیں، جمعہ کے دن ہی آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی ہفتے والے دن کوئی تخلیق نہیں ہوئی اس لئے اسے یوم السبت کہا جاتا ہے، کیونکہ سبت کے معنی قطع (کاٹنے) کے ہیں یعنی اس دن تخلیق کا کام قطع ہو گیا۔ کنگ جیمز کی مستند بائیبل میں یہ الفاظ موجود ہیں (And He rested on Seventh day) آسمان اور زمین کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

ان ربکم اللہ الذی خلق السموات و الا رض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش ﴿یونس: ۳﴾

بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا۔

الذی خلق السمٰوٰت والارض وما بینھما فی ستة ایام ثم استوی علی العرش الرحمن فسئل به خبیرا. ﴿الفرقان: ۵۹﴾

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا کر دیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا، وہ رحمٰن ہے، آپ اس کے بارے میں کسی خبردار سے پوچھ لیں۔

ولقد خلقنا السمٰوٰتِ والارض وما بینهما فی ستة ایام وما مسنا من لغوب. ﴿ق:۳۸﴾

یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کو (صرف) چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہمیں تکان نے چھوا تک نہیں۔

و هو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستة ایام وکان عرشه علی الماء لیبلوکم ایکم احسن عملا ولئِن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت لیقولن الذین کفروا ان هذا الا سحر مبین ﴿هود:۷﴾

اللہ ہی وہ ہے جس نے چھ دن میں آسمان وزمین کو پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل والا کون ہے، اگر آپ ان سے کہیں کہ تم لوگ مرنے کے بعد اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے تو کافر لوگ پلٹ کر جواب دیں گے کہ یہ تو نرا صاف جادو ہے۔

ثم استوی الی السماء وهی دخان فقال لها وللارض ائتیا طوعا او کرها قالتا اتینا طاعین ﴿حم السجده : ۱۱﴾

پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں (سا) تھا پس اسے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں۔

سائنسی وضاحت:

موجودہ سائنسی تحقیق بتاتی ہے کہ ابتدائے کائنات گرم گیسوں اور گرد و غبار کے بہت بڑے گولے (Nebula) سے ہوئی اور اس وقت ساری کائنات صرف یہی ایک گولہ تھا۔ تاہم اس سے پہلے نباتات میں پانی موجود رہا اور اللہ کا عرش پانی پہ تھا۔ موجودہ زمانے میں تمام سائنس دانوں کا اس نظریہ (Big Bang Theory) پر اتفاق ہے کیونکہ اب سائنس اتنی

ترقی کرچکی ہے کہ کئی نئے ستارے اس (Nebula) سے وجود میں آتے ہوئے مشاہدہ کئے جا سکتے ہیں، اس کے علاوہ مختلف کہکشاؤں (Galaxies) اور ستاروں کی رفتار اور ان کے رخ کے تعین سے بھی یہ حقیقت ثابت ہوچکی ہے کہ سب ایک مرکز سے بکھر رہے ہیں۔

(تیسیر القرآن: صفحہ ۹۶۵)

نوٹ: سائنسی حوالہ جات کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن سائنس کا محتاج ہے، بلکہ قرآن کی حقانیت بتانا مقصود ہے کہ قرآن نے اس دور میں جب کوئی ذرائع نہیں تھے۔ یہ حقائق افشاں کئے جن کی سائنس چودہ سو سال بعد تائید کر رہی ہے۔ ایسی چیزیں ایک مسلمان کے دل میں ایمان کو مزید تقویت دیتی ہیں اور کافر کے لیے مزید حجت پیدا کرتی ہیں۔

قرآن کی تعلیمات وحی الٰہی پر مشتمل ہیں جن کے غلط ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ سائنس کی تحقیق غلط بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی، یہ ایک جاری عمل کا نام ہے۔

ایک سعی ناتمام:

سائنس بجائے خود مادی حقیقتوں کی تلاش، ایک سعی ناتمام اور ایک سفر مسلسل ہے۔ سائنس کے سامنے جب کسی مسئلے پر کافی مواد جمع ہو جاتا ہے اور کسی حقیقت کی جھلک محسوس ہونے لگتی ہے تو قیاس یا مفروضہ (Hypothesis) نمودار ہوتا ہے پھر جب بہت سے سائنس دان اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے مزید ثبوت مل جاتے ہیں تو اسے نظریہ (Theory) کا مقام دیا جاتا ہے پھر جب ایک لمبے عرصے تک اس نظریے کے پے در پے ثبوت دنیا بھر میں بہم پہنچتے رہتے ہیں اور سب سائنس دان اس پر متفق ہو جاتے ہیں تو اس نظریے کو قانون (Law) کا رتبہ دے دیا جاتا ہے اصولی طور پر قانون بننے کے بعد اس نظریے میں تبدیلی یا ترمیم نہیں ہونی چاہیے لیکن کیا کیا جائے کہ انسانی علم ہے ہی اتنا ناقص کہ قانون بنانے کے بعد بھی ترمیمات ہونے کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں ایک زمانے میں قانون (Gravitational Law) کو ترمیم سے بالاتر سمجھا جاتا تھا لیکن آئن سٹائن نے آکر اس کو ناقص قرار دے کر اس

میں ترمیم کر ڈالی سر جیمز جین کے نزدیک بیسویں صدی کی سب سے بڑی دریافت آئن سٹائن کی یہی تھیوری ہے لطف یہ ہے کہ قانون کو ایک تھیوری نے توڑ ڈالا حالانکہ تھیوری قانون سے کم درجہ پر ہوتی ہے واضح رہے کہ نظریہ اضافت کو ابھی تک قانون کا مقام نہیں دیا جاسکا اس طرح سائنس تلاش حقیقت کے راستے پر آہستہ آہستہ بھٹک بھٹک کر رینگ رہی ہے (مجلّہ الدعوۃ محرم ۱۴۲۴ھ قرآن اور عصری تحقیق)

اسلام غور وفکر کی دعوت دیتا ہے:

اس کے بعد مشرکین عرب نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس خدا کی عبادت کا ہمیں کہتے ہیں اس کا کچھ حال تو بیان کیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں نظم اور تدبیر کے متعلق سات اہم امور کا تذکرہ کیا گیا ہے اور غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے

ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنهار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما أنزل الله من السماء من ماء فاحیا به الأرض بعد موتهاو بث فیها من کل دابة و تصریف الریح و السحاب المسخر بین السماء والأرض لأیت لقوم یعقلون ﴿البقرة: ۱۶۴﴾

آسمان اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لئے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اتار کر، مردہ زمین کو زندہ کر دینا، اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا، اور بادل، جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقل مندوں کے لیے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔

مزید غور اور فکر کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ آسمان کو دیکھو کہ اتنی بڑی چھت بغیر ستونوں کے کھڑی ہے کیا اب بھی تمہیں اللہ کے بارے میں شک ہے؟

خلق السمٰوٰت بغیر عمد تر ونها والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وبث فیها من کل دابة وانزلنا من السماء ماء فانبتنا فیها من کل زوج کریم ﴿لقمان: ۱۰﴾

اسی نے آسمانوں کو بغیر ستون پیدا کیا ہے تم انہیں دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین میں

پہاڑوں کو ڈال دیا تا کہ وہ تمہیں جنبش نہ دے سکے اور ہر طرح کے جاندار زمین میں پھیلا دیئے۔اور ہم نے آسمان سے پانی برسا کر زمین میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اگا دیئے۔

ان فی خلق السمٰوٰت والأرض واختلاف الیل والنھار لایت لاولی الالباب. ﴿آل عمران: ۱۹۰﴾

آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

الذی خلق الموت و الحیوٰۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا وھوالعزیز الغفورالذی خلق سبع سمٰوٰت طباقا ما تری فی خلق الرحمن من تفٰوت فارجع البصر ھل تری من فطور. ﴿الملک: ۲. ۳﴾

جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔(تو اے دیکھنے والے) اللہ رحمٰن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا، دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لے کیا کوئی شگاف بھی نظر آ رہا ہے۔

پہاڑوں کی تخلیق کا مقصد:

والجبال أوتادا. ﴿نبا: ۷﴾

اور پہاڑوں کو میخیں (نہیں بنایا؟)

سائنسی وضاحت:

کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اس کے توازن میں ہلکی سی بھی کمی آ جائے تو مرکز گریز قوت (Net Centrifugal Force) موثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے کھانا شروع کر دیتا ہے

امریکہ کی سائنس اکیڈمی کے صدر اپنی کتاب (Earth) میں لکھتے ہیں کہ پہاڑوں کی جڑیں بہت گہری ہوتی ہیں سائنس کی یہ ایجاد انیسویں صدی سے پہلے ممکن نہ تھی۔

تخلیق آدم:

اللہ پاک کی بے شمار تخلیقات میں سے شاہکار تخلیق انسان ہے جس کو اللہ پاک نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور اس کی تخلیق مٹی سے کی پھر اسے عقل و شعور عطا فرمایا جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہے

ولقد خلقنا الإنسان من صلصا ل من حمإ مسنون. ﴿الحجر: ٢٦﴾

یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔

یہ آدم علیہ السلام کے متعلق ہے یعنی انہیں حمإ مسنون (گوندھی ہوئی سڑی، بدبودار) مٹی سے بنایا اور جب وہ سوکھ کر کھن کھن کرنے لگا (یعنی صلصال) ہو گیا تو اس میں روح پھونکی گئی۔ (تفسیر احسن البیان)

ولقد خلقنا الإنسان من سللة من طين ثم جعلنٰه نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظما فکسونا العظٰم لحما ثم أنشأنٰه خلقا أخر فتبٰرک اللّٰه أحسن الخٰلقين. ﴿المومنون: ١٢ – ١٤﴾

یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا۔ پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بنا دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا۔ برکتوں والا وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

سائنسی وضاحت:

علقہ اس میں تین مفہوم پائے جاتے ہیں

۱۔ خون چوسنے والا کیڑا

۲۔ لٹکی ہوئی چیز

۳۔ خون کا لوتھڑا

علقہ کے مرحلے میں جنین کی عمر لگ بھگ پندرہ دن ہوتی ہے مائیکروسکوپ میں دیکھنے سے جنین اس مرحلہ میں ہو بہو خون چوسنے والے کیڑے سے مشابہ ہوتا ہے دوسری جانب جیسے خون چوسنے والا کیڑا دوسروں کے خون پر پلتا ہے اسی طرح جنین ماں کے خون سے خوراک حاصل کرتا ہے علقہ کا دوسرا مفہوم لٹکی ہوئی چیز ہے اس مرحلہ میں جنین بعینہ رحم مادر کی دیوار پر اوپر سے نیچے لٹکا ہوا ہوتا ہے علقہ کا تیسرا مفہوم خون کا لوتھڑا ہے اس مرحلہ میں بھی خون کا لوتھڑا معلوم ہوتا ہے اس مرحلہ میں جنین میں نسبتاً خون کی زیادہ مقدار پائی جاتی ہے۔ دوسری جانب اس مرحلہ میں خون کا دوران نہیں ہوتا لہذا خون کے لوتھڑے سے بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے سائنس دانوں نے متعلقہ حقائق ۱۶۷۷ء میں دریافت کئے جبکہ قرآن نے یہ مراحل چودہ سو سال پہلے ہی بتا دیئے اس زمانے میں نہ مائیکروسکوپ کا وجود تھا اور نہ ہی سائنسی تحقیق کے ادارے موجود تھے ﴿بحوالہ تیسیر القران: صفحہ ۶۹۵﴾

یہ بھی اللہ کی قدرت ہے کہ لوتھڑے کا ہڈی اور ہڈی کا گوشت سے بظاہر کوئی جوڑ نہیں ہے لیکن اللہ کے حکم سے لوتھڑا ہڈی اور ہڈی گوشت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو ماں کے پیٹ میں چالیس یوم اکٹھا کیا (بنایا) جاتا ہے پھر وہ اسی طرح چالیس یوم میں علقہ (Blood Clot) بن جاتا ہے پھر وہ اسی طرح چالیس یوم میں گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔

سائنس کا سابقہ نظریہ اور اس میں ترمیم:

علم الجنین (Embryology) سائنس کی وہ شاخ ہے جس میں رحم مادر کے اندر جنین کے نشوونما پانے کی منزلوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس بارے میں سائنس کی پہلی تحقیق یہ تھی کہ بچے کی ہڈیاں اور عضلات ایک ساتھ ہی نشوونما پاتے ہیں اور اسے قرآنی آیت سے متصادم سمجھا جاتا تھا لیکن اب اعلیٰ درجے کی خوردبین کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوگئی جو ایک سائنٹیفک پبلی کیشن میں بعنوان ارتقائے انسان لکھی گئی کہ ساتویں ہفتے کے دوران ڈھانچہ سارے جسم کے اندر پھیل جاتا ہے اور ہڈیاں اپنی معروف ہیئت اختیار کر لیتی ہیں ساتویں ہفتے

کے اختتام اور آٹھویں ہفتے کے دوران عضلات ہڈیوں کے گرد اپنی پوزیشن لے لیتے ہیں

انسانی بدن کے نشو ونما پانے کے مراحل جس ترتیب سے قرآن میں بیان کئے گئے ہیں جدید علم الجنین کی دریافتوں کے عین مطابق ہے (قرآن رہنمائے سائنس)

الذی احسن کل شیء خلقه وبداخلق الانسان من طین. ثم جعل نسله من سللٰة من ماء مهین ﴿السجده :٨. ٧﴾

جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔ پھر اس کی نسل ایک بے وقت پانی کے نچوڑ سے چلائی۔

خلق من ماء دافق. یخرج من بین الصلب والترائب ﴿سورة طارق: ٧. ٦﴾

وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔

سائنسی وضاحت:

مرد کے وہ غدود جن سے مادہ منویہ پیدا ہوتا ہے (Testicles) ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان واقع ہوتے ہیں پھر پیدائش سے پہلے یا اس کے کچھ دیر بعد فوطوں میں اتر جاتے ہیں کیونکہ وہاں درجہ حرارت چند ڈگری کم ہوتا ہے اور وہی درجہ حرارت ان کے عمل کے لیے درکار ہوتا ہے مگران کا کنٹرول مرکز وہیں یعنی ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔

اس کے بعد انسانی اعضاء کی بناوٹ کے بارے میں فرمایا

ثم جعل نسله من سللة من ماء مهین ثم سوّٰه ونفخ فیه من روحه وجعل لکم السمع والأبصار و الافئِدة قلیلا ما تشکرون. ﴿السجدة: ٨. ٩﴾

پھر اس کی نسل ایک بے وقعت پانی کے نچوڑ سے چلائی۔ جسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی، اسی نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے (اس پر بھی) تم بہت ہی تھوڑا احسان ہی مانتے ہو۔

شاہکار تخلیق کی ہلکی سی جھلک:

اس کائنات میں اللہ پاک کی شاہکار تخلیق انسان جو اپنی جسامت کے لحاظ سے بہت بڑا تو

نہیں مگراس کی ساخت پرغورکریں تواس جیسی مشینری آج تک کوئی نہیں بناسکا اور نہ بناسکے گا۔

مرد کے مادہ تولید کے ایک مکعب سینٹی میٹر میں ڈھائی کروڑ حیوانات منویہ ہوتے ہیں اور ایک دفعہ کے اخراج میں کئی مکعب سینٹی میٹر مادہ خارج ہوتا ہے جس میں ماہرین کے اندازے کے مطابق پچاس کروڑ حیوانات منویہ موجود ہوتے ہیں ان نصف ارب جرثوموں میں سے ہر ایک اپنے اندر ایک انسان بن جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

جسم انسانی چھوٹے چھوٹے خلیات سے مل کر بنتا ہے ایک اوسط قد وقامت کے انسانی جسم میں ان خلیات کی تعداد ایک کروڑ ارب کے قریب بتائی جاتی ہے کروڑوں خلیے (Cell) روزانہ ختم ہوتے رہتے ہیں اور دوسرے خلیے اسی وقت ان کی جگہ لے لیتے ہیں اندازہ ہے کہ ہر سیکنڈ میں خون کے دس لاکھ سرخ خلیات ختم ہو جاتے ہیں اسی تعداد میں نئے خلیے جنم لیتے ہیں۔

خود خلیوں کے اندر پورا نظام حیات ہے جسے سائنس نے پچھلے ۳۵ سالوں میں ڈھونڈ نکالا ہے اور جس کے نتیجہ میں (Genetics) یعنی جینات کی ایک پوری نئی سائنس ابھر کر سامنے آ گئی ہے۔

دادا، پردادا، نانا، پرنانا اور ماں باپ کے یہی جین (Gene) بچے میں منتقل ہوتے ہیں تو وہ کالا یا گورا ہوتا ہے اس کی آنکھیں نیلی یا بھوری یا سیاہ ہوتی ہیں۔

انسانی دماغ میں ۱۲۵رب سے زیادہ نیوٹرون ہوتے ہیں جو اپنا کام ہر وقت کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ نیند کے دوران بھی ان کا کام اسی طرح جاری رہتا ہے ساری دنیا کا ٹیلی فون نظام بھی اس کے برابر کام نہیں کرسکتا اور آگے بڑھیے دل کو دیکھیں جو خود تو چھوٹا سا ہوتا ہے یعنی اندازاً نصف پونڈ کے برابر لیکن اس میں دو پمپ ہوتے ہیں ایک پھیپھڑوں کو خون کی ترسیل کے لیے تاکہ وہاں سے آکسیجن جذب کر سکے دوسرا صاف شدہ خون کو سارے بدن میں دوڑانے کے لیے ایک آدمی کی اوسط زندگی میں دل ۳۰ لاکھ ٹن خون پمپ کرتا ہے اگر آدمی ستر سال زندہ رہے

تو دل چار کھرب دفعہ دھڑکتا ہے اس کے پھیپھڑے ۵۰ کروڑ مرتبہ پھولتے اور سکڑتے ہیں۔

انسانی آنکھ میں ایک کھرب سے زیادہ روشنی قبول کرنے والے ریشے ہوتے ہیں انسان میں خون کی شریانوں کو اگر ناپا جائے تو ان کی لمبائی ۶۰ ہزار سے ایک لاکھ میل لمبی ریلوے لائن کے برابر نکلے گی۔

انسانی جسم ۳۰ کروڑ کیمیاوی اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ اگر آپ ان اعداد وشمار پر مشتمل اجزاء کو لفظوں میں لکھنا چاہیں تو اس سے دس ہزار ضخیم کتابوں کی ایک لائبریری بن جائے گی تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (مطالعہ فطرت اور ایمان)

اے انسان یہ تیرے جسم کی تفصیلات کی ہلکی سی جھلک ہے تو سوچ کہ ان کے بنانے والا کتنی عظمتوں اور رفعتوں کا مالک ہوگا؟

تمام جانداروں کی پانی سے پیدائش:

واللہ خلق کل دابة من ماء فمنھم من یمشی علی بطنه ومنھم من یمشی علی رجلین ومنھم من یمشی علی اربع یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علی کل شی ء قدیر ﴿النور: ۴۵﴾

تمام کے تمام چلنے پھرنے والے جانداروں کو اللہ پاک ہی نے پانی سے پیدا کیا ہے ان میں سے بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سائنسی وضاحت

تمام زندہ مخلوق میں پانی کی مقدار کم از کم 60 % تک پائی گئی ہے DNA یعنی Deoxyribonucleric acid عموماً کروموسومز میں پایا جاتا ہے یہ دھاگے سے مشابہ شکل رکھتا ہے یہ (DNA) جنین کے تعمیراتی بلاک ہیں اسی سے وراثت کا تعین ہوتا ہے مرکزہ (Necleus) میں یہ (DNA) ایک سانچہ کی مانند عمل کرتا ہے جس سے انہی خواص کے حامل

دیگر حیاتیاتی مرکبات تشکیل پاتے ہیں جدید حیاتیاتی علم نے ثابت کر دیا ہے کہ (ATP) جو کہ فاسفورس امینوایسڈ اور شوگر کا مرکب ہوتا ہے

یہ H^+ صرف پانی ہی سے حاصل ہوتا ہے یہ معلومات جیمس ڈی وائس کی ۱۹۵۰ء میں (DNA) سے متعلق تحقیقات سے حاصل ہوئیں (تیسیر القرآن)

سنریهم آیتنا فی الافاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق اولم یکف بربک انه علی کل شیء شهید ﴿حم السجده: ۵۳﴾

عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے گا کہ حق یہی ہے، کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے واقف و آگاہ ہونا کافی نہیں۔

مرحلہ وار تخلیق:

خلقکم من نفس واحدة ثم جعل منها زوجها وانزل لکم من الانعام ثمنیة ازواج یخلقکم فی بطون امهتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمت ثلث ذلکم الله ربکم له الملک لا اله الا هو فانی تصرفون ﴿الزمر: ٦﴾

اسی نے تم سب کو ایک شخص سے پیدا کیا ہے، پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور تمھارے لئے چوپایوں میں سے (آٹھ نر مادہ) اتارے وہ تمہیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے تین تین اندھیروں میں، یہی اللہ تمھارا رب ہے اسی کے لئے بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں بہک رہے ہو۔

یعنی آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد حضرت حوا علیہا السلام ان کی پسلی سے پیدا ہوئی یہ بھی اللہ پاک کی قدرت کا کمال ہے کیونکہ اور کسی عورت کی تخلیق اس طرح نہیں ہوئی تین اندھیروں سے مراد ماں کا پیٹ، رحم اور اس کے بعد اندر کی جھلی تین اندھیرے ہیں۔

سائنسی وضاحت:

بچہ دانی میں زندگی کے تین مراحل ہوتے ہیں قبل از جنین ابتدائی ڈھائی ہفتے تشکیل جنین

آٹھویں ہفتے کے اختتام تک اورآٹھویں ہفتے کے بعد جنین کی نشوونما تا وضع حمل (Basic Human Embryology, Williams p.3RD Edition 1984, p.64)

مجھے صرف لڑکا چاہیئے ورنہ......

وانه خلق الزوجين الذكرو الانثى. من نطفة اذا تمنى ﴿سورة النجم :۴۵. ۴۶﴾

اور یہ کہ اسی نے جوڑا یعنی نراور مادہ پیدا کیا ہے۔نطفہ سے جبکہ وہ ٹپکایا جاتا ہے۔

سائنسی وضاحت:

علم تکوینیات (Genetics) اور مالیکولر حیاتیات (Molecular Biology) کے ترقی پا جانے کے بعد قرآن مجید کی بتائی ہوئی حقیقت کی سائنسی طور پر تصدیق ہو چکی ہے اور یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ بچے کی جنس کا تعلق مرد کے نطفہ کے خلیوں کی بنا پر ہوتا ہے اس عمل میں عورت کا کوئی دخل نہیں جنس کے تعین میں اہم کردار لونئے (کروسومز) ادا کرتے ہیں ۴۶ کروموسومز میں سے ۲ لونئے جنسی لونئے ہوتے ہیں باقی آٹوسوم یعنی غیر جنسی ہوتے ہیں مرد کے دو جنسی لونیوں (XY) اور عورت کے جنسی لونیوں کو (XX) کہا جاتا ہے انہیں (X) یا (Y) ان کی شکلوں کے ان حروف سے مشابہ ہونے کی بنا پر کہتے ہیں (Y) لونیوں میں مذکر جین ہوتے ہیں اور (X) لونیوں میں مونث جین ہوتے ہیں

انسانی بچے کی تخلیق کا آغاز ان لونیوں کے مذکر اور مونث جینز کے انضمام (Cross Combination) سے ہوتا ہے جو مرد اور عورت میں جوڑا جوڑا موجود ہوتے ہیں عورت کے جنسی خلیہ (Sex Cell) کے دونوں اجزا جو بیضہ ریزی (Ovulation) کے دوران دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں (X) لونئے ہوتے ہیں دوسری جانب مرد کا جنسی خلیہ دو مختلف اقسام کے تخموں (Sperms) کو پیدا کرتا ہے ان میں سے ایک کے اندر (X) لونئے اور دوسرے کے اندر (Y) لونئے ہوتے ہیں اگر عورت کا (X) لونیہ اس تخم سے جا ملے جس کے

اندر (X) لونیہ ہی موجود ہو تو اس کے ہاں پیدا ہونے والا بچہ لڑکی ہوگی اور اگر اس تخم سے مل جائے جس میں (Y) لونیہ ہو تو یہ پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوتا ہے۔ (قرآن رہنمائے سائنس)

۲۰ ویں صدی کے علم تکوینیات کی اس دریافت سے پہلے کسی کو ان حقائق سے آگاہی حاصل نہ تھی بلکہ یہ عقیدہ تھا کہ بچے کی جنس کا تعلق عورت کی جسمانی اہلیت سے ہے جب بچیاں ہی پیدا ہوتی تو عورت کو منحوس سمجھا جاتا اور وارث کی تلاش میں سوکن لانے کو مرد دھمکی کے طور پر استعمال کرتا قرآن نے ان توہمات کا خاتمہ کر دیا۔

نوٹ: مرد میں (X) اور (Y) کروسومز کی تعداد اللہ کی مشیت پر منحصر ہے یعنی اولاد صرف اور صرف اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے لیکن میڈیکلی جو (Process) ہوتا ہے اس میں بچے کی جنس سے عورت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

یہ سب تخلیقات اللہ کی ہیں اگر تمہیں شک ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی اور ذات ہے جس نے آسمان اور زمین کے درمیان کچھ پیدا کیا ہے تو دکھاؤ وہ ذات کونسی ہے۔

ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ بل الظلمون فی ضلل مبین ﴿لقمان: ١١﴾

یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ (کچھ نہیں)، بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

انسان کی تخلیق کا مقصد:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ﴿الذاریات: ٥٦﴾

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

غلط استدلال:

لو لاک لما خلقت الا فلاک

”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو جہانوں ہی کو پیدا نہ کرتا۔“

یہ روایت موضوع ہے جیسا کہ امام صنعانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الاحادیث الموضوعۃ

ص۵۲ اور علامہ عجلونی نے کشف الخفاء میں اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ میں ذکر کیا ہے مزید تفصیل کے لیے (احکام ومسائل: ص۵۹)

ایک طرف اللہ کا واضح فرمان اور دوسری طرف موضوع (من گھڑت) روایت۔ اس میں سے کونسی بات تسلیم کی جائے گی؟

سائنسی ٹامک ٹوئیاں (نظریہ ارتقاء):

انیسویں صدی عیسوی میں چارلس ڈارون (۱۸۰۸۔۱۸۸۲ء) نے اصل الانواع (Origin of Spicies) لکھ کر اس نظریہ کو باضابطہ طور پیش کیا پھر اس نظریہ ارتقاء کو تسلیم کرنے والوں میں بھی کافی اختلاف ہوئے ڈارون نے بندر اور انسان کو ایک ہی نوع قرار دیا کیونکہ حس اور ادراک کے پہلو سے ان دونوں میں کافی مشابہت پائی جاتی ہے گویا ڈارون کے نظریہ کے مطابق انسان بندر کا چچیرا بھائی ہے، لیکن کچھ انتہا پسندوں نے انسان کو بندر ہی کی اولاد قرار دے دیا ہے کچھ ان سے بھی آگے بڑھے تو کہا کہ تمام سفید انسان چمپینزی (Chimpenzy) سے پیدا ہوئے ہیں سیاہ فام انسان کا باپ گوریلا ہے اور لمبے ہاتھوں اور سرخ بالوں والے انسان تگنان بندر کی اولاد ہیں ﴿آئینہ پرویزیت: صفحہ۲۱۱﴾

ڈارون تھیوری بچگانہ حرکت ہے (دیگر سائنس دانوں کی رائے):

ایک اطالوی سائنسدان روزا کہتا ہے کہ گزشتہ ساٹھ سال کے تجربات نظریہ ڈارون کو باطل قرار دے چکے ہیں۔

فرخو کہتا ہے کہ انسان اور بندر میں بہت فرق ہے اور یہ کہنا بالکل لغو ہے کہ انسان بندر کی اولاد ہے۔

میفرٹ کہتا ہے کہ ڈارون کے مذہب کی تائید ناممکن ہے اور اس کی رائے بچوں کی باتوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

آغاسیز کہتا ہے کہ ڈارون کا مذہب سائنسی لحاظ سے بالکل غلط اور بے اصل ہے اور اس قسم

کی باتوں کا علم سائنس سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

مادہ پرست دہریوں کا نظریہ:

نظریہ ازلیت کائنات (Infinite Universe Model) جو یہ کہتا ہے کہ کائنات ازل سے موجود ہے۔

اور نظریہ ازلیت کائنات کی بساط بھی الٹ گئی:

کائنات کے ازلی و ابدی ہونے کا عقیدہ مادے کے لافانی (Indestructible) ہونے کے تصور پر استوار تھا مگر ایٹمی توانائی کے دریافت ہو جانے کے بعد اس تخیل کی بساط بھی الٹ گئی ہے خود سائنس نے ثابت کر دکھایا ہے کہ قوت مادے میں تبدیل ہو جاتی ہے ($E=mc^2$) اور مادہ پھر قوت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

حرکیات حرارت کے دوسرے قانون (Second Law of Thermodynamics) نے بھی واضح کر دیا کہ جس طرح اس کائنات کا ایک نقطہ آغاز مسلمہ ہے اسی طرح اس کا ایک روز خاتمہ بھی یقینی ہے۔ (قرآن رہنمائے سائنس)

مادہ پرست دہریوں کا فلسفہ چرخہ کاتنے والی بڑھیا کے جوتے کی نوک پر:

ایک مولوی صاحب نے ایک بڑھیا کو چرخہ کاتتے دیکھ کر فرمایا بڑی بی چرخہ ہی کاتا ہے یا اللہ کی کوئی پہچان بھی کی بڑھیا نے جواب دیا سب کچھ اس چرخے سے سیکھ لیا مولوی صاحب نے پوچھا بتاؤ اللہ موجود ہے یا نہیں بڑھیا نے جواب دیا ہر گھڑی ہر رات دن ہر وقت موجود ہے اس کی دلیل بھی میرا چرخہ ہے کیونکہ جب میں اس کو چلاتی رہتی ہوں چلتا رہتا ہے جب چھوڑ دیتی ہوں تو یہ ٹھہر جاتا ہے جب اس چھوٹے سے چرخے کو چلانے والے کی ہر وقت ضرورت ہے تو زمین و آسمان اور چاند سورج جیسے اتنے بڑے چرخوں کو کس طرح چلانے والے کی ضرورت نہیں ہو گی؟

قرآن کی فتح اور سائنس کی ہزیمت:

سائنس عرصہ دراز کی ٹامک ٹوئیوں کے بعد بالا آخر قرآن کی صداقت ماننے پر مجبور ہوگئی اوراب جو(Latest) تحقیق (Big Bang) تھیوری کے نام سے پیش کی گئی ہے قرآن کی صداقت پیش کررہی ہے۔

قرآن میں دی ہوئی یہ اطلاع دورِ حاضر کی دریافتوں کے عین مطابق ہے آج کی فلکی طبیعات (Astrophysics) اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ پوری کائنات اپنی پوری مادی وسعتوں سمیت ایک عظیم دھماکے کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئی تھی اس واقعے کو بگ بینگ (Big Bang) یا انفجارِ عظیم کہا جاتا ہے بگ بینگ سے ثابت ہوتا ہے کہ کائنات ایک نقطے سے وجود میں آئی۔ جدید سائنسی حلقے اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ کائنات کا آغاز اوراس کے وجود کی واحد معقول اور قابلِ ثبوت وضاحت بگ بینگ ہی ہے کیونکہ اس سے پہلے مادے (Matter) کا وجود ہی نہ تھا حالتِ عدم (Condition of Non.Existence) تھی جس میں نہ مادہ تھا نہ توانائی تھی اور نہ ہی وقت موجود تھا۔ اسے مابعدالطبیعیاتی طور پر یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ مادے، توانائی اور وقت کو ایک ساتھ تخلیق کیا گیا۔ ماڈرن فزکس نے اس حقیقت کو صرف حال ہی میں دریافت کیا ہے لیکن قرآن نے اس کا چودہ سو سال پہلے اعلان کردیا تھا۔

امریکہ کے ادارہ خلائی تحقیق (Nasa) نے ۱۹۹۲ میں جو خلائی سیارہ (Cobe) چھوڑا تھا اس میں لگے ہوئے حساس آلات نے بگ بینگ کے بقیہ آثار کا مشاہدہ کیا جو اس عظیم دھماکے کا واضح ثبوت ہیں یہ کائنات کے عدم سے وجود میں آنے کی سائنسی وضاحت ہے

﴿قرآن رہنمائے سائنس: صفحہ ۱۰۹﴾

سائنس مذہب کے بغیر لولی لنگڑی ہے:

جو حال منکرین حدیث کا حدیث کو چھوڑ کر ہوا وہی سائنس کا مذہب سے ہٹ کر ہوا۔ لیکن آج پھر یورپ کی لیبارٹریوں میں (Lab Equipments) کے ساتھ قرآن کی تفسیر اور

صحاح ستہ کا سیٹ لازمی ہوتا جارہا ہے۔

مذہب مطالعہ سائنس کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اپنے تحقیقی کام کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے مذہب کے افشاں کردہ حقائق سے بھی مدد لے سکتے ہیں اس سے ٹھوس نتائج برآمد ہونے کے ساتھ منزل بھی قریب آجائے گی اس کا سبب یہ ہے کہ مذہب وہ واحد ذریعہ ہے جو زندگی اور کائنات کے ظہور میں آنے سے متعلق سوالات کا صحیح اور متعین جواب فراہم کرتا ہے اگر تحقیق صحیح بنیادوں پر استوار ہو تو وہ آفرینش کائنات اور نظام زندگی کے بارے میں مختصر ترین وقت میں کم سے کم قوت کو بروئے کار لانے سے بھی بڑے بڑے حقائق تک پہنچا دے گی۔

البرٹ آئن سٹائن کا مقولہ ہے: سائنس مذہب کے بغیر لولی لنگڑی ہے۔

(قرآن رہنمائے سائنس)

اثبات وجود اله العالمین:

کسی بدو سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی کی کیا دلیل ہے تو اس نے کہا:

یاسبحان الله ان البعرلیدل علی البعیر. وان اثر الاقدام لدل علی المسیر. فسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج. وبحار ذات امواج الایدل ذلک علی وجود اللطیف الخبیر؟

یعنی مینگنی سے اونٹ معلوم ہو سکے اور پاؤں کے نشان زمین پر دیکھ کر معلوم ہو جائے کہ کوئی آدمی گیا ہے تو کیا یہ برجوں والا آسمان، یہ راستوں والی زمین، یہ موجیں مارنے والے سمندر اللہ تعالیٰ باریک بین اور باخبر کے وجود پر دلیل نہیں بن سکتے؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی یہی سوال ہوتا ہے تو آپ جواب دیتے ہیں چھوڑو میں کسی اور سوچ میں ہوں لوگوں نے مجھ سے کہا ہے ایک بہت بڑی کشتی جس میں طرح طرح کی تجارتی چیزیں ہیں، نہ کوئی اس کا نگہبان ہے، نہ چلانے والا ہے باوجود اس کے وہ برابر آ جا رہی ہے اور بڑی بڑی موجوں کو خود بخود چیرتی پھاڑتی گذر جاتی ہے، ٹھہرنے کی جگہ پر ٹھہر جاتی ہے،

چلنے کی جگہ چلتی رہتی ہے نہ اس کا کوئی ملاح ہے اور نہ منتظم۔

سوال کرنے والے دہریوں نے کہا، آپ کس سوچ میں پڑ گئے کوئی عقل مند ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ اتنی بڑی کشتی اتنے بڑے نظام کے ساتھ تلاطم والے سمندر میں آئے جائے اور کوئی اس کو چلانے والا نہ ہو آپ نے فرمایا افسوس تمہاری عقلوں پر ایک کشتی تو بغیر چلانے والے کے نہ چل سکے لیکن یہ ساری دنیا، آسمان وزمین کی سب چیزیں ٹھیک اپنے کام پر لگی ہوئی ہیں اور ان کا حاکم اور مالک کوئی نہ ہو؟ یہ جواب سن کر وہ لوگ ہکا بکا رہ گئے اور حق معلوم کر کے مسلمان ہو گئے (تفسیر ابنِ کثیر)

سائنس کی تائید:

البرٹ آئن اسٹائن رقمطراز ہے:

Everyone who is seriously involved in the pursuit of science becomes convinced that a spirit is manifest in the laws of the universe a spirit vastly superior to that of man, and one in the face of which we with our modest powers must feel humble.

سنجیدگی و انہماک سے سائنسی تفتیش میں مشغول فرد کو بالا آخر ماننا ہی پڑتا ہے کہ قوانین فطرت کے پس پردہ ایک طاقت کارفرما ہے انسانی طاقت سے کہیں عظیم موجودہ صورتحال جس سے ہم اپنے حقیر اختیارات کے ساتھ دوچار ہیں ہم کو لازماً اپنی عاجزی و بےبسی کا اعتراف کرنا چاہیے۔(اسلام اور سائنس:۱۰۔۹)

خالق اور موجد میں فرق:

الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر(الملک:۱۴)

کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو۔

انسانی تخلیق اس لحاظ سے کامل نہیں ہوتی ہے کہ وہ تخلیق (Creation) نہیں بلکہ (Proessing & Assembling) ہوتی ہے مثال کے طور پر اگر کسی نے کمپیوٹر بنایا ہے

تو اس کی باڈی کسی نے بنائی ہے اس کی ڈسک کسی اور نے بنائی ہے اور (Mother Board) کسی اور ادارے نے بنایا ہے پھر ان میں سے کسی نے بھی کوئی بنیادی خام مال (Raw Material) خودنہیں بنایا اللہ تعالیٰ تو عدم سے ہر چیز کو وجود میں لاتا ہے اس کے علم کی وسعت کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔

عام طور پر مسلمانوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ سائنس اور اسلام میں تضاد ہے سائنس کا مطالعہ گناہ ہے حالانکہ تضاد (Clash) نہیں ہے۔لیکن یہ مطالعہ اقبال کے ان اشعار کی روشنی میں ہونا چاہیئے۔

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو
پر ایک سخن بندہ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت نہ بھولو

دنیا بھر کے سائنس دانوں اور انجینئروں کا مبلغ علم صرف اتنا ہی ہے کہ وہ مختلف خام مال (Raw Material) سے ضروریات زندگی بنا لیتے ہیں یا مادہ کی شکل ہی تبدیل کر لیتے ہیں وہ بھی اللہ کی مشیت اور مرضی سے اس کے علاوہ ایک ذرہ یا ایٹم بھی کوئی انسان پیدا نہیں کر سکا (تیسیر القرآن:صفحہ۶۹۲)

اکبرالہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے

مذہب کبھی سائنس کو سجدہ نہ کرے گا
انسان اڑے بھی تو خدا ہو نہیں سکتا

احسان فراموش:

اولم یر الانسان انّا خلقنٰہ من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین. وضرب لنا مثلاو نسی خلقہ قال من یحی العظام وھی رمیم. (یسٓ :۷۸. ۷۷)

کیا انسان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے؟ پھر یکا یک وہ صریح

جھگڑالو بن بیٹھا۔ اور اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور اپنی (اصل) پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے؟

سائنسی وضاحت:

عورتوں کے بیضہ کا سائز ملی میٹر کا دسواں حصہ ہوتا ہے جبکہ اس کا وزن ایک گرام کا لاکھواں حصہ (A Millionth part of Gram) مرد کے حیوان منی (Sperm Cell) کا سائز ایک ملی میٹر کا سولہواں حصہ ہوتا ہے اس شدید کمزوری سے آغاز اور اللہ سے بغاوت انسان کو زیب دیتی ہے؟

شانِ نزول:

یہ آیت ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی وہ اسے ہاتھ سے چورا کر رہا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہا تھا کہ اللہ اس طرح مٹی ہونے کے بعد اٹھائے گا؟ عقل کا دشمن یہ بھول گیا کہ جو تجھے پہلی دفعہ پیدا کر سکتا ہے اس کے لیے دوسری دفعہ پیدا کرنا تو اس سے بھی آسان ہے۔

اللہ ہی خالق اور رازق ہے:

ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین. (الذاریات: ۵۸)

اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں ہے توانائی والا اور زورآور ہے۔

مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا ایمان ہے کہ پتھر کے اندر جو کیڑا موجود ہے اس کا رازق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس چیز کو مزید جلا بخشنے کے لیے دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں

حیاتیات پر تحقیق کرنے والے ایک گروپ نے ایک فوٹو پیش کیا جس میں ایک کیڑے کو برف میں پھنسا ہوا دکھایا گیا ہے جبکہ اس کیڑے کے منہ میں سبز پتے کا ٹکڑا ہے۔

دوسری مثال:

آتش فشاں کے لاوے سے بننے والی ایک غار میں ایک لمبی مخلوق کا سراغ ملا لاوے کا

درجہ حرارت ۳۰۰۰۔۲۰۰۰ ڈگری سنٹی گریڈ تک ہوتا ہے لہذا پہلے سے کسی مخلوق کے موجود ہونے کا امکان نہیں بلکہ یہ نئی مخلوق تھی جب لیبارٹری میں تحقیق کی گئی تو انکشاف ہوا کہ اس کا نہ تو نظام ہضم تھا اور نہ ہی نظام تنفس مزید تحقیق سے انکشاف ہوا کہ اس کی جلد پر موجود (Bacteria) اسے خوراک مہیا کرتے تھے انہیں کے ذریعے اسے آکسیجن ملتی تھی۔ اللہ اکبر

منصوبہ بندی والے بے چارے ایسے ہی پریشان ہیں کہ ہم اسی رفتار سے بڑھتے رہے تو کھائیں گے کہاں سے؟ وہ ذرا اس بات پر غور کریں کہ اللہ پاک جس رفتار سے آبادی بڑھاتا ہے اس سے زیادہ رفتار سے وسائل میں اضافہ کرتا ہے۔ آج سے بیس سال پہلے اگر ایک ایکڑ سے دس من گندم پیدا ہوتی تھی تو آج وہی زمین تیس من گندم پیدا کر رہی ہے۔

بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے کہ اس کا رزق لکھ دیا جاتا ہے ہمارے حکمرانوں کو اس چیز کی فکر نہیں ہونی چاہیے کہ ہم کھائیں گے کہاں سے انہیں فکر اس چیز کی چاہیے کہ ہمارے ملک کا قانون قرآن اور حدیث پر مبنی کیوں نہیں ہے؟

یہ چیز اللہ پہ توکل سے حاصل ہوتی ہے آپ دیکھیں کہ کوئی کوا (M.B.B.S.) ہوتا ہے؟ یا کسی چڑیا نے (C.S.S.) کیا ہوا ہے؟ دونوں صبح خالی پیٹ اپنے گھونسلے سے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔

انبیاء کی بعثت کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے بعد اس کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے نبی اور رسول بھیجے اور ان پاک باز نفوسِ قدسیہ کا ایک ہی مقصد (One Point Agenda) تھا کہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو یہ باور کروانا کہ لوگو تمھارا الٰہ ایک ہے اس کے سوا تمھارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے تم ایک اللہ کی عبادت کرو، وہ اکیلا تمھارا حاجت روا، مشکل کشا، داتا، گنج بخش اور غریب نواز ہے، کوئی فرشی داتا اور مشکل کشا نہیں۔ اللہ پاک کا فرمان ہے

ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت ﴿النحل: ۳۶﴾

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام

معبودوں (طاغوت) سے بچو۔

وما ارسلنک من قبلک من رسول الا نو حی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون (الانبیاء: ۲۵)

تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

The word Taghut covers a wide range of meanings : It means anything i.e. , all the false deities worshipped other than the Real God (Allah) .It may be Satan, devils, idols, stone,sun, stars, angles human beings, who were falsely worshipped and taken as Taghut . Likewise saints, graves, rulers,leaders, are falsely worshipped , and wrongly followed. (The Noble Quran)

طاغوت کے معنی میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے اس میں ہر وہ چیز (شیطان، جنات، بت، پتھر، سورج، ستارے، فرشتے اور انسان اسی طرح اولیاء، قبریں اور حکمران) شامل ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے (عبادت سے مراد سجدہ ہی نہیں بلکہ عبادت کی جتنی بھی اقسام ہیں ان میں کوئی بھی ان کے ساتھ روا رکھی جائے تو یہ ان کی عبادت ہی ہے)

ایک ہی مقصد(One Point Agenda):

لقد ارسلنا نوحا الی قومہ فقال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم (الاعراف: ۵۹)

ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ کو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

والی عاد اخاھم ھودا قال یقوم اعبدو وااللہ مالکم من الہ غیرہ افلا تتقون (الاعراف: ۶۵)

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اے

میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، سو کیا تم نہیں ڈرتے۔

والی مدین اخاھم شعیبا قال یقوم اعبدوااللہ مالکم من الہ غیرہ (الاعراف: ۸۵)

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

والی ثمود اخاھم صالحاً قال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ (الاعراف: ۷۳)

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموت والارض لا الہ الا ھو یحی ویمیت فامنوا باللہ و رسولہ النبی الا می الذی یومن باللہ و کلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون (الاعراف: ۱۵۸)

آپ کہہ دیجیئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی اتباع کرو تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ۔

قل انما امرت ان اعبداللہ ولا اشرک بہ الیہ ادعواوالیہ ماب. ﴿الرعد: ۳۶﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کر دیجیئے کہ مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ شرک نہ کروں، میں اسی کی طرف بلا رہا ہوں اور اسی کی جانب میرا لوٹنا ہے۔

قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو روکنے کی ہر کوشش ناکام ہوتے دیکھا تو (Give & Take) کچھ لو کچھ دو کی پالیسی اختیار کی انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہی چاہتے ہو تو ہم تیار ہیں لڑکی چاہتا ہے جس سے کہے گا شادی کر دیں گے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہا میرا صرف ایک ہی مشن ہے کہ تم معبودان باطلہ کو چھوڑ دو اور صرف ایک الہ کی پرستش کرو اور میں یہ دعوت اس وقت تک دیتا رہونگا جب تک میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ ہے اور اس سے باز نہیں آ ؤں گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مذاہب کی پیش گوئیاں:

سارے انبیاء آئے اور اپنی ذمہ داری اور ڈیوٹی پوری کر کے اللہ کے پاس چلے گئے اور تمام انبیاء کی دعوت کسی مخصوص علاقے ،بستی یا ملک کے لئے تھی مگر ابھی فخرِ آدم، قائدِ اعظم، افضل البشر اور محسنِ انسانیت کی آمد باقی تھی کہ اس ذاتِ بابرکت کے بارے میں سابقہ مذاہب میں واضح پیش گوئیاں موجود تھیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی خاص قبیلے اور گروہ کے لئے نہیں تھی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے لئے نبی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجے گئے نبوت کا عالی شان منصب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکت پر اختتام پذیر ہو گیا اور سابقہ شریعتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے منسوخ ہو گئیں اگر چہ ان کتب میں بے شمار تحریفات ہو چکی ہیں مگر پھر بھی آخری پیغمبر کے بارے ایسے اشارے موجود ہیں جو صرف آمنہ کے لال پر حرف بہ حرف پورے اترتے ہیں۔

عہد نامہ قدیم (old testament) جسے تورات بھی کہا جاتا ہے۔اس کا باب نمبر ۱۸ جس کا نام (Deuteronomy) ہے۔اس کی آیت بھی ۱۸ ہے۔جو اس طرح ہے:

(I (God) will rase them up a prophet from among their brethen, like unto thee (Moses), and will put my word in his mouth; and he shell speak unto them all that I shell command him)

”میں انہی کے بھائیوں کے درمیان سے ایک پیغمبر مبعوث کروں گا جو تمھاری (موسیٰ علیہ السلام) کی مثل ہو گا۔اور اپنے الفاظ (وحی) اس کے منہ میں رکھوں گا اور وہ انہیں ساری باتیں بتلائے گا جس کا میں اسے حکم دوں گا۔“

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ان دونوں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم، عیسیٰ علیہ السلام) میں سے جو

موسیٰ علیہ السلام کے مثل ہوگا وہ اس پیش گوئی کا مصداق ہوگا۔

ا۔موسیٰ علیہ السلام کے باپ تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی باپ تھے اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں سے مختلف بغیر کے باپ کے پیدا ہوئے۔

۲۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کو نبوت چالیس سال کی عمر میں ملی اور عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی نبی تھے۔

۳۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرائیں اور عیسیٰ علیہ السلام لکڑ ہارے کا کام کرتے تھے۔

۴۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کی قبر مدینہ اور فلسطین میں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبر موجود نہیں ہے۔

۵۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے نام کا پہلا حرف:م: ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا نام:ع: سے شروع ہوتا ہے۔

اس سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ یہ خوش خبری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اسی طرح عہد نامہ جدید(New testament)انجیل میں ہے باب نمبر ۲۸ آیت نمبر ۱۶ عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے:

''میں جاؤں گا تو وہ آئے گا۔جب وہ آئے تو اس کی اتباع کرنا ہوگی۔وہ ہمیشہ ہمیشہ تم میں رہے گا۔(یعنی اس کی نبوت اور سنت قیامت تک رہے گی)''

(بحوالہ مجلّہ الدعوۃ جنوری ۲۰۰۰)

(The Hundred Greatest Leaders of the World) دنیا کے سو بڑے لیڈر کا مصنف آج بھی شہادت دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے لے کر آج تک سب سے بڑے لیڈر رہیں۔

بے مثال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور لاجواب معجزہ:

پہلے انبیاء پر جو کتابیں نازل ہوئیں وہ بھی منجانب اللہ تھیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یا تو

ان میں تحریفات کردی گئیں یا جس زبان میں وہ اتری تھیں وہ دنیا سے ناپید ہوگئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کیونکہ قیامت تک کے لئے ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی کتاب کے ایک ایک حرف کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ پاک نے لیا ہے۔

اور اس (قرآن) کے کتاب اللہ ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں اور وحی الٰہی سے بولتے ہیں مزید یہ دنیا کی معروف زبان عربی میں نازل ہوا اور جس دور میں یہ نازل ہوا اور جن لوگوں کے سامنے نازل ہوا وہ نہ صرف عرب بلکہ انہیں اپنی فصاحت اور بلاغت پہ اس قدر ناز تھا کہ غیر عرب کو عجمی (گونگا) کہا کرتے تھے ان کو اللہ نے کھلا چیلنج دیا کہ اگر تمہیں اس کے کلام اللہ ہونے میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت بنالاؤ تمھارے پاس بھی وہی حروفِ تہجی ہیں۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فا توا بسورة من مثله وادعوا شهداء کم من دون الله ان کنتم صدقین (البقرہ:۲۳)

ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو تم اس جیسی ایک سورت تو بنالاؤ۔ تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور اپنے مددگاروں کو بھی بلالو۔

یہی چیلنج چار اور مقامات پر بھی ہے (یونس:۱۴) (ہود:۳۴) (بنی اسرائیل:۸۸) (الطّور:۳۴)

لیکن یہ چیلنج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود قائم ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا۔ اس چیلنج کو قبول کرنے کی توفیق تو کسی کو نہیں ہوئی لیکن موجودہ دور کا ابوجہل (جارج بش) کہتا ہے یہ دہشت گرد (مجاہدین) تیار کرنے والی (Terrorist Maker) کتاب ہے پینٹا گون کے "چوڑوں" کو تو سمجھ آ گئی کہ قرآن کیا چیز ہے لیکن قرآن ہماری طاقوں سے باہر نہیں آیا۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
دھو دھو کر پلایا جاتا ہوں تعویذ بنایا جاتا ہوں

ہم نے اسے صرف قسمیں کھانے کے لیے اور دردزہ کے تعویذ لکھنے کے لیے سمجھا اور اتنا

اونچا رکھا کہ ہاتھ بھی نہ پہنچ سکے اور اگر سالانہ صفائی کے دوران گر پڑے تو مولوی صاحب کے گھر ڈھائی کلو گندم پہنچا دو، اللہ اللہ خیر سلا یا پھر کوئی مصیبت آن پڑی ہے کہ کسی کی جان نہیں نکل رہی تو اس کے سرہانے سورۃ یسین پڑھو تا کہ جلد اس سے جان چھوٹ جائے۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ہر نبی کو ایسے معجزے دیئے گئے کہ جنہیں دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائے اور میرا معجزہ اللہ کی وحی قرآن پاک ہے۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ میرے پیروکار بہ نسبت اور نبیوں کے بہت زیادہ ہوں گے۔ (کیونکہ یہ معجزہ قیامت تک باقی رہے گا اور لوگ اس کی حقانیت دیکھ کر ایمان لاتے رہیں گے)

دوسری طرف صرف بائبل کی تحریفات کا یہ حال ہے کہ اس کی ایک آیت دوسری سے متصادم ہے جو اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ یہ اصلی حالت میں نہیں ہے۔ اگر اصلی حالت میں بھی ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد اس کی تعلیمات منسوخ ہو چکی ہوتیں۔

چنانچہ کولیئرز انسائیکلو پیڈیا کا مقالہ نگار لکھتا ہے۔

The first three Gospels resemble one another in both language and content. The Gospel of John is diffrent, in many respects, from the first three Gospels

پہلی تین اناجیل زبان (طرزِ بیان) اور مشمولات، دونوں کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مشابہ ہیں (مگر) یوحنا کی انجیل بہت اعتبار سے تینوں اناجیل سے مختلف ہے

(Collier's Encyclopaedia, vol.9,p.200)

(بحوالہ عیسائیت تجزیہ و مطالعہ: صفحہ ۳۱۱)

ایک اور مسیحی فاضل لکھتا ہے:

The forth Gospel is so different from the Synopitcs in Structure, contents and theological outlook, it cannot be treated with them

چوتھی انجیل بناوٹ، مشمولات اور کلامی والٰہیاتی نظریات میں اناجیل متوافقہ سے اتنی

مختلف ہے، کہ اس پران کے ساتھ اکٹھی گفتگو نہیں کی جاسکتی۔

(R.H.Fuller; A Critical Introduction to the New Testament,p.168)

معروف فاضل ہارنیک نے بھی لکھا ہے:

The author of the fourth Gospel acted with sovereign freedom, transposed event and put them in a strange light. He drew up the discussions himself , and illustrated great thoughts with imaginary situations.

چوتھی انجیل کے مصنف نے مکمل آزادی اور بغیر کسی پابندی کے، واقعات کی ترتیب کو بدلا ہے اوران پر عجیب انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ وہ (مسیح سے منسوب) بحثوں کو خود ہی بناتا اور (اپنے)" عظیم" خیالات کی وضاحت کے لئے فرضی واقعات کا سہارا لیتا ہے۔

(Adolf Harnack : What is Christianity,p20.)

(بحوالہ عیسائیت تجزیہ ومطالعہ: صفحہ ۳۱۴)

ان سارے حوالہ جات کا مقصد یہ ہے کہ عیسائی خود ساختہ صلیب اور جھوٹی بائیبل کے لئے کس قدر مخلص ہے اس کو موجودہ حالات کے تناظر میں بخوبی سمجھا جا سکتا ہے، لیکن مسلمان قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعلیمات کیساتھ اس قدر بے بس ہے آخر کیوں؟

قرآن کی صداقت:

فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون (الروم: ۴۔ ۲)

رومی مغلوب ہو گئے ہیں۔ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے چند سال میں ہی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس روز مسلمان شادمان ہوں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ایک فارس (ایران) دوسری روم کی۔ ایران کی حکومت آتش پرست اور روم کی حکومت عیسائی (اہل کتاب) تھی۔ مکہ کے

مشرکین کی ہمدردیاں فارس کے ساتھ تھیں جبکہ مسلمانوں کی ہمدردیاں روم کے عیسائیوں کے ساتھ تھیں ان دونوں طاقتوں میں سرد جنگ تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چند سال بعد ایرانی رومیوں پر غالب آ گئے جس پر مشرکوں نے جشن منایا اور مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی اس آیت میں یہ پیش گوئی ہے کہ رومی جلد ہی غالب آ جائیں گے بظاہر یہ ناممکن نظر آ رہا تھا کیونکہ ۶۱۵ء میں ایران نے روم کو ایسی شکست دی لگتا تھا کہ روم دنیا سے مٹ جائے گا۔ ان حالات میں مشرکین مکہ نے طعنے دینے شروع کر دئے جس طرح رومی مٹ چلے ہم بھی آپ کو نیست و نابود کر دیں گے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابوجھل سے شرط لگائی کی رومی پانچ سال میں غالب آ جائیں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بضع کا لفظ تین سے دس سال کے لیے استعمال ہوتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس مدت میں اضافہ کر لیا اور رومی نو سال بعد دوبارہ غالب آ گئے رومیوں کی یہ فتح صداقت قرآن کی بہت بڑی دلیل ہے۔

انگریز مورخ گبن کے مطابق اس پیش گوئی کے بعد سات آٹھ برس تک بھی ایسے حالات نہ تھے کہ روم کے غلبہ کے آثار ہوں۔ رومیوں کی فتح کی مسلمانوں کو اس وقت اطلاع ملی جب وہ مشرکین کی بدر میں ٹھکائی کر چکے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ مل گئے یہ جوئے کی حرمت سے پہلے کا واقعہ تھا۔

مستشرقین کے اس الزام کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے مضامین انجیل اور تورات سے لیے ہیں اس واقعہ سے چولیں نہیں ہل جاتی ؟

افلا یتدبرون القران ولو کان من عند غیر اللہ لوجد و ا فیہ اختلافا کثیرا (النساء: ۸۲)

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے ؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

قرآن لاثانی کتاب ہے:

ذلک الکتب لا ریب فیہ ھدی للمتقین (البقرۃ: ۲)

اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔

ولقد جئنهم بکتب فصلنه علی علم هدی و رحمة لقوم یومنون. (الاعراف: ۵۲)

اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس کو ہم نے اپنے علم کامل سے بہت واضح کر کے بیان کر دیا ہے، وہ ذریعہ ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے ہیں۔

تاثیر قرآن یورپ کی نظر میں:

یسیان فرانسیسی لکھتا ہے قرآن ایسا زندہ اور پرزور ایمانی جوش پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

سر ولیم سیور لکھتا ہے کہ قرآن نے فطرت کائنات کی دلیلوں سے اللہ کو سب سے اعلیٰ ہستی ثابت کر کے انسان کو اسکی اطاعت پر جھکایا۔

مسٹر عما توئل ڈی انش لکھتا ہے قرآن کی روشنی اس وقت پورے یورپ میں نمودار ہوئی جب تاریکی محیط ہو رہی تھی اور اس سے یونان کے مردہ علم و عقل کو زندگی مل گئی۔

قرآن آسان ہے:

ولقد یسرنا القران للذکر فهل من مدکر (القمر: ۱۷)

اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے پس کیا کوئی نصیحت کرنے والا ہے؟

اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ قرآن آسان ہے لیکن آج کے مولوی صاحب کو اس سے اختلاف ہے وہ کہتا ہے قرآن کوئی آسان تھوڑی ہے اس کے سمجھنے کے لیے کم از کم چودہ طبق روشن ہونے ضروری ہیں اور بیس علوم میں ماہر ہونا ضروری ہے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں چار انسان ہی ایسے آئے جنہوں نے قرآن کو سمجھا اور اب امت مسلمہ بانجھ ہوگئی کہ قرآن کو سمجھنے والا کوئی پیدا

نہیں ہوسکتا، کیونکہ مولوی صاحب کوخطرہ ہے کہ اگر عام آدمی نے بھی قرآن اٹھالیا تو اس کی دال کہاں گلے گی؟

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

قرآنی آیات معلوم ہوجانے کے بعد نہ ماننے والوں کی سزا:

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایتہ انہ لا یفلح الظلمون (الانعام: ۲۱)

اوراس سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اللہ کی آیات کو جھوٹا بتلائے ایسے بے انصافوں کو کامیابی نہ ہوگی۔

ومن اظلم ممن ذکر بایت ربہ فاعرض عنہا. (الکھف:۵۷)

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے وہ پھر بھی منہ موڑے رہے۔

قرآن کو لیٹرین کی راہ کس نے دکھائی؟

گوانٹانا موبے میں امریکی فوجیوں نے قرآن کی بے حرمتی کی قرآن کے اوراق کو گندے گٹر میں بہایا گیا اور لیٹرین میں رکھا گیا قرآن کے اوراق سے استنجا کیا گیا۔(نعوذ باللہ من ذلک)

فرنگیوں نے اپنی پست ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کی کتاب کی بے حرمتی کی جس کا ایک مسلمان کو اتنا دکھ کہ اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا،لیکن افسوس کہ اپنوں نے بھی قرآن سے کوئی اچھا سلوک نہیں کیا ہے۔

میں اگرسوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغاں نے مجھے

والذی رعف فلا یر قادمہ فارادان یکتب بدمہ علی جبھتہ شیئا من

القران قال ابوبكر الاسكاف يجوز قيل لو كتب بالبول قال لو كان فيه شفاء لا باس به(فتاوى قاضى خان باب الحظر والا باحة)

اگر کسی کی نکسیر بند نہ ہوتی ہو تو اس نے اپنے ماتھے پر خون کے ساتھ قرآن میں سے کچھ لکھنا چاہا تو ابوبکر اسکاف نے کہا یہ جائز ہے کہا گیا اگر وہ پیشاب کے ساتھ لکھے تو اس نے کہا اگر اس میں شفا ہو تو کوئی حرج نہیں (بحوالہ آپکے مسائل اور انکا حل جلد۲)

رجل وضع رجله على المصحف ان كان على وجه الاستخفاف يكفروا لا فلا

آدمی نے اپنا پاؤں قرآن مجید کے اوپر رکھا اگر بے ادبی کی نیت سے ہو تو کافر ورنہ نہیں (فتاوی عالمگیری: صفحہ۳۲۲)

ان الهداية كالقرآن قد نسخت. ما صنفوا قبلها فى الشرع من كتب.

بے شک ہدایہ قرآن کی طرح ہے اس نے تمام سابقہ مذہبی تصنیفات کو منسوخ کر ڈالا ہے (مقدمہ ہدایہ)

کہتا ہے بزرگوں نے لکھی اعلیٰ کتابیں
لا ریب اِک قرآن ہے تجھے یاد نہیں ہے

تعلم بعض القرآن ووجد فراغا فالا فضل الاشغال با لفقه (رد المختار شامى)

کسی نے کچھ قرآن پڑھ لیا۔ اب اگر اسے فرصت ملے تو اس کے لیے فقہ کے ساتھ مشغول ہونا افضل ہے۔

تعلم الفقه افضل من تعلم باقى القرآن (در مختار مصرى: ص ٢٩)

کچھ قرآن پڑھ لینے کے بعد فقہ سیکھنا باقی قرآن سیکھنے سے افضل ہے۔

النظر فى كتب اصحابنا من غير سماع افضل من قيام اليل (در مختار مصرى: ص ٢٩)

فقہ حنفی کی کتابوں کا صرف دیکھ لینا ہی رات بھر کے قیام سے افضل ہے۔

ہماری رائے میں ہمارے مقلد بھائی بھی یقیناً قرآن سے محبت رکھتے ہیں۔ لیکن ہمارے بھائی بھی سوچیں کہ ان کے اندر اتنا حوصلہ ہے کہ وہ کہہ سکیں کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بات

قرآن اور حدیث کے خلاف ہوئی تو ہم امام صاحب کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی بات مانیں گے؟ اور جو حوالہ جات اوپر درج ہیں، ہم ان سے اظہارِ برات کرتے ہیں۔

بلھے شاہ نے کہا کہ:

وید قرآن پڑھ پڑھ تھکے
سجدے کردیاں گھس گئے متھے
پڑھ پڑھ نفل نماز گزاریں
اچیاں بانگاں چانگاں ماریں

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خانقاہی دنیا اکبر کے دینِ الٰہی کا تسلسل ہے بلھے شاہ نے بہت بڑی جسارت کی قرآن اور وید کو ایک ہی پلڑے میں رکھ دیا اس سے بڑھ کر قرآن کی اور کیا توہین ہوگی؟

اسلام کیا ہے؟

اسلام دین فطرت ہے:

اسلام دین فطرت ہے اور ہر پیدا ہونے والا بچہ اسلام پر پیدا ہوتا لیکن اس کے والدین اور ماحول اسکی فطرت کو بدل دیتے ہیں

فاقم وجهک للدین حنیفا فطرت الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (الروم: ۳۰)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے کو بدلنا نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

ان اباهریرة رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم (ما من مولود الا یولد علی الفطرة، فابواه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه، کما تنتج البهیمة بهیمة جمعاء، هل تحسون فیها من جدعاء؟) (صحیح بخاری: کتاب الجنائز)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جانور صحیح سالم بچہ جنتا ہے۔ کیا تم نے کان کٹا ہوا بچہ بھی دیکھا ہے؟

اسلام عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا لفظی ترجمہ تسلیم کرنا اور مان لینا ہے اسی سے اسلام لانے والے کو مسلم کہا جاتا ہے اور عربی میں بنیادی طور پر اس اونٹ کے لئے استعمال ہے جس کی ناک میں نکیل پڑی ہوتی ہے اور اس کا سرا کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہو۔ یعنی مسلمان اپنی مرضی کا مالک نہیں ہوتا اس کی مہار اللہ اور اس کے رسول کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

اسلام کے نام پر حاصل کیے ہوئے ملک میں فقہ حنفی کا مطالبہ کیوں؟

جو ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا اس کی اساس کلمہ طیبہ کو بنایا محمد علی جناح رحمہ اللہ نے جب حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ کو سندھ میں جی۔ایم۔سید کی طرف بھیجا تو محترم حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ ہم قرآن لے کر نکلتے اور لوگوں کو بتایا کرتے کہ لوگو ہم اس قرآن کے لیے پاکستان بنانا چاہتے ہیں۔ بدقسمتی سے وہ ملک ۵۷ سال گذر جانے کے باوجود بھی کتاب وسنت سے محروم ہے۔ ابھی وہ لوگ موجود ہیں جو قیامِ پاکستان کے وقت موجود تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو سکھوں کی کرپانوں پر رقص کرتے دیکھا وہ لوگ جن کے ماتھے کا محراب دیکھ کر چودھویں کا چاند بھی شرما جایا کرتا تھا ان کے سامنے ان کی بیٹیوں کو بے آبرو کیا گیا وہ عفت وعصمت والی بیٹیاں کہ جن کے ننگے سر کو کبھی سورج کی کرنوں نے بھی نہ دیکھا تھا اجتماعی زیادتی کا شکار ہوئیں آگ اور خون کا دریا عبور کرکے ہم نے یہ ملک حاصل کیا۔

اس قدر قربانیوں کے باوجود جو سب کی سب اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور کلمہ طیبہ کے نام پر دی گئیں پاکستان میں بات صرف شریعت بلوں سے آگے نہ بڑھ سکی (اللہ کا قانون مسلمان ملک میں بھی بلوں کا محتاج) (انا للہ وانا الیہ راجعون) کمیٹیاں بنائی گئیں بڑے زور وشور سے بیان جاری ہوئے کہ خون کی ندیاں بہادیں گے جوانیاں لٹادیں گے اسلام لائیں گے اسلام عالمگیر مذہب ہے اور جب عمل درآمد کی باری آتی ہے فتاوی عالمگیری آگے کر دیتے ہیں دلیل یہ ہے کہ پاکستان میں چونکہ حنفیوں کی اکثریت ہے لہذا اس ملک کا سپریم لاء فقہ حنفی ہونا چاہیے

پاکستان میں سٹیٹ لاء کے طور پر صرف فقہ حنفی کو جاری کرنا ہوگا حکومت ملک میں فقہ حنفی کو نافذ کر کے اقلیتوں کے لیے پرسنل لاء کا اہتمام کرے (جناب مولانا عبدالستار خان نیازی رپورٹ امام اعظم کانفرنس لاہور بحوالہ روزنامہ جنگ لاہور ۸۴۔۴۔۲۲)

کتنی نا معقول دلیل ہے کہ جس ملک میں حنفی اکثریت میں ہیں وہاں فقہ حنفی اور مالکی اکثریت والے ملکوں کے لئے فقہ مالکی، شافعی اور حنبلی جس جگہ اکثریت میں ہوں وہاں شافعی اور حنبلی فقہ۔ اسلام، کتاب اللہ اور فرمانِ رسول کس کے لئے؟

"**الا له الخلق و الامر**" ورلڈ بھی اللہ کی آرڈر بھی اللہ کا۔

کیا ایک مسلمان بھائی کا جواب یہ نہیں ہونا چاہیے؟

توحید

توحید کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی اس کی اساس لا الہ الا اللہ ہے کہ پہلے معبودان باطلہ کی نفی پھر ایک اللہ کا اقرار۔ کوئی بھی عقل مند شخص اس بات کا روادار نہیں ہوسکتا کہ نماز تو پڑھے مگر ورزش سے آگے نہ بڑھے حج تو کرے مگر وہ ایک مقدس سفر ہی رہے روزہ تو رکھے مگر بھوک مرنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو۔

ویسے تو اچھے کام عیسائی اور دوسری قوموں کے لوگ بھی کرتے ہیں لیکن انہیں کچھ حاصل نہیں کیونکہ ایک اللہ کا اقرار اور باقی سب کا انکار ان کی زندگی میں نہیں ہے لہذا ان کے اچھے کام بھی دنیا کی حد تک ہی ہوتے ہیں جیسا کہ مسند احمد میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاص بن وائل نے جاہلیت میں سو اونٹ قربان کرنے کی نذر مانی تھی ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کر دیئے عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا باپ توحید پرست ہوتا اور تم اس کی طرف سے روزے رکھتے یا صدقہ کرتے تو اسے ثواب مل جاتا اسے احمد نے روایت کیا۔ (توحید کے مسائل)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک حدیث میں ایک بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی دوسری بات میں نے کہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غیر اللہ کو اللہ کا شریک بناتا ہوا مر گیا وہ دوزخ میں داخل ہوگا میں نے کہا جو اس حال میں مرا کہ اس نے کسی کو اس کا شریک نہیں بنایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ﴿بخاری: کتاب التفسیر﴾

اللہ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ پر حق؟

جو اللہ کو ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں ایک مانے جو کہ اللہ کا حق ہے، تو پھر بندوں کا حق ہے کہ اللہ پاک انہیں معاف کردے سزا نہ دے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اونٹ کے پلان کی پچھلی لکڑی کے سوا کوئی چیز نہ تھی آپ نے فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا جی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دل و جان سے حاضر ہوں تھوڑی دیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور مخاطب کر کے کہا اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا جی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دل و جان سے حاضر ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے پتہ ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ سیدنا معاذ فرماتے ہیں میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے عرض کیا جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے پتہ ہے کہ اگر بندے یہ کام کر لیں تو بندوں کا حق اللہ کے ذمہ کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ذمے بندوں کا یہ حق ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے۔ (رواہ مسلم: کتاب الایمان)

لیکن افسوس صد افسوس کہ مسلمانوں کے ملک میں بھی اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو پیشانیاں شکن آلود ہو جاتی ہیں، تکفیری فتوؤں کی مشین گنوں کا رخ اہل توحید کی طرف ہو جاتا ہے۔ گستاخِ رسول اور گستاخِ اولیاء کے القابات سے نوازا جاتا ہے جس کی لفظی تصویر کشی اکبر الہ آبادی نے خوب کی ہے۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر لیتا ہے خدا کا نام اس زمانے میں

توحید کی اقسام:

Tauhid (Islamic Monotheism) has three aspects:

1.Oneness of the Lordship of Allah; Tauhid-ar-Rabubiya: To

believe that there is only one Lord for all the universe, its Creator, Organiser, Planner, Sustainer, and the Giver of Security, etc., and that is Allah. (The Noble Quran)

توحید کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں۔

توحید ربوبیت: اس پوری کائنات کا خالق، مالک، رازق، مدبر، دستگیری کرنے والا اور محافظ صرف اللہ واحد ہے اس کو توحید ربوبیت کہتے ہیں۔اس کے قائل مکہ کے مشرک بھی تھے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے ان شاءاللہ

2. Oneness of the worship of Allah ; Tauhid-al-Uluhiya: To believe that none has the right to be worshipped (e.g. praying, invoking, asking for help, (from the unseen), swearing, slaughtering sacrifices, giving charity , fasting , pilgrimage, etc) but Allah. (The Noble Quran)

توحید الوہیت: ہر قسم کی عبادت (نماز، دعا، التجا و پکار، مافوق الاسباب مدد، کسی مخصوص ہستی سے خوف اور طمع رکھنا، حلف، ذبیحہ، قربانی، نذرونیاز، صدقہ خیرات، روزہ، حج اور طواف) صرف اللہ کے لیے ہے۔

3. Oneness of the Names and the Qualities of Allah: Tauhid-al-Asma was-Sifat: To believe that:
i) We must not name or quality Allah except with that He or His Messenger (PBUH) has named or qualified Him; (The Noble Quran)

توحید صفات: اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن نے یا صاحبِ قرآن نے بیان کی ہیں ان کو بغیر کسی تاویل کے مان لینا اور وہ صفات اس انداز میں اور کسی کے اندر نہ جاننا (جیسے علم غیب یا دور اور نزدیک سے فریاد کا سننا اور کائنات میں ہر قسم کے تصرف کا اختیار اللہ پاک کو ہے)

جب یہ تینوں قسم کی توحید اکٹھی ہو جائے گی تو مکمل ہو کر لا الہ الا اللہ کی شکل اختیار کر لے گی ان میں سے ایک بھی قسم کا انکار لا الہ الا اللہ کے نامکمل ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔محض زبان سے اقرار کافی نہیں اس کے لیے آپ کا عمل بھی اس کی گواہی دے۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

لا الہ الا اللہ کی مکمل شکل یہ ہے کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ (None has the right to be worshipped but Allah) لا الہ الا اللہ پڑھنے سے یوں سمجھ لیں آپ کا کھاتہ (Account) کھل گیا اب اگر آپ نے تقاضے بھی نبھائے (یعنی شرک نہ کیا اللہ کو ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں ایک مانا) تو آپ کی ہر چھوٹی بڑی نیکی آپکے کھاتے میں جمع ہوتی رہے گی اور اگر وہاں پر آپ کا کھاتہ ہی نہ ہو جیسے کسی بنک میں آپ کا (Account) ہو تو آپ دس روپیے بھی لے کر جاؤ تو بنک والا آپکے کھاتے میں جمع کر لے گا اور اگر آپکا بنک میں کھاتہ ہی نہیں تو آپ ایک لاکھ بھی لے کر جائیں تو وہ جمع نہیں کرے گا حالانکہ آپ اسے کچھ دے ہی رہے ہیں لیکن وہ لینے سے انکار کر دے گا کہ آپ کا تو کھاتہ ہی نہیں میں کہاں جمع کروں؟ یہی مثال لا الہ الا اللہ سے کھاتہ کھلنے کی ہے، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جو کوئی مرا، اس حال میں کہ وہ (لا الہ الا اللہ) کو جانتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گیا (صحیح مسلم: کتاب الایمان)

غیر اللہ سے کچھ نہ ہو سکنے کا یقین اور اللہ سے سب کچھ ہو سکنے کا یقین اور اپنی تمام حاجات ایک اللہ سے مانگنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنی سب حاجتیں اپنے رب ہی سے مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے اور اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اپنے رب ہی سے مانگے۔ (مشکوۃ)

احادیث میں آتا ہے کہ اگر کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا چابک بھی گر جاتا تو وہ سواری سے خود اتر کر اٹھاتا کہ کہیں یہ بھی سوال میں شامل نہ ہو جائے۔

بیاں میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے

جسکا اظہار خرم علی بلہوری کی خوبصورت نظم میں ہوتا ہے

خدا فرما چکا قرآن کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں
کہ کا م آوے تمہارے بے کسی میں
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا
اللہ سے اور بزرگوں سے بھی کہنا
یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا
خبر قرآن میں ہے محقق
نہ بخشے گا اللہ مشرک کو مطلق
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو
تو پھر تم منتیں کیوں مانتے ہو
تمہیں یہ طور بد کس نے سکھایا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں ہے یہ بتایا
ہے شیطان دشمن اولاد آدم
سکھاتا ہے وہی راہ جہنم
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا
کسی کو وہ ہے قبروں پہ جھکاتا

غرض اللہ سے دونوں کو روکا
بھلا کر راہ، جا خندق میں جھونکا
بہت غفلت میں سوئے اب تو جاگو
اللہ کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو
وہ مالک ہے سب آگے اس کے لاچار
نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار
وہ کیا جو نہیں ہوتا اللہ سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

توحید پر کوئی کمپرومائز نہیں:

بخاری شریف کتاب الجہاد میں ہے کہ احد کے مقام پر جب مسلمانوں کو وقتی شکست کا سامنا کرنا پڑا اور احد کے دامن میں ایک غار نما خفیہ جگہ پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ کے ساتھ پناہ لی۔

تو ابوسفیان نے پکار کر کہا:

''کیا لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں'' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جواب دینے سے منع کر دیا چنانچہ ابوسفیان نے تین مرتبہ یہ جملہ دہرایا اور کوئی جواب نہ پا کر بڑا خوش ہوا اور پھر کہنے لگا ''کیا لوگوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' یہ جملہ بھی اس نے تین مرتبہ بولا مگر کوئی جواب نہ ملا اس کے بعد بولا: ''کیا لوگوں میں عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' یہ جملہ بھی اس نے تین دفعہ دہرایا مگر کوئی جواب نہ ملا چنانچہ وہ اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوا جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے یہ تو قتل کر دیئے گئے ہیں چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے فوراً بولے: ''تو نے جھوٹ کہا اللہ کی قسم اے اللہ کے دشمن ہم سب زندہ ہیں۔'' اس پر ابوسفیان نے نعرہ لگایا حبل بت زندہ باد۔

اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے اس پر صحابہ نے پوچھا کیا جواب دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بالا و برتر اور پر جلال ہے۔

جنگی حکمت عملی کا تقاضا تھا جواب نہ دیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ پر تھے کہ دشمن کو اس کی خبر کرنا اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنے والی بات تھی لیکن اللہ کی توحید کا تقاضا یہ ہے کہ جیسے ہی غیر اللہ کا نام بلند ہو تو مومن کا ہاتھ حرکت میں آ جائے اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان تو ضرور حرکت میں آنی چاہیے بے شک حالات جیسے بھی ہوں۔ جیسے ہی غیر اللہ کا نام بلند ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے؟ دوسری بات اس سے یہ ثابت ہوئی کہ کافر بھی یہ سمجھتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طاقت اور قوت کا محور و مرکز ہیں۔

لیکن احمد رضا خاں صاحب بضد ہے کہ اللہ کا عرش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں تلے ہے معاذ اللہ۔

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کہ ہے عرشِ حق زیر پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(مجموعہ نعت: ۲۰)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

مکلی کی زمین کے بارے میں حکمران سندھ جام نظام کے دور ۸۶۶۔۹۱۴ء میں مخدوم احمد اور حضرت مخدوم محمد نے فرمایا یہ وہ جگہ ہے جس کو عرش پر بھی فوقیت حاصل ہے۔ (بحوالہ مذہبی اور سیاسی باوے: صفحہ ۶۸)

ذرا سوچو تو سہی کہ تم نے کیا قدر کی اللہ کی اور کیا مقام دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کی توحید کی خاطر اپنی جان کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں اور تم اللہ کا عرش محمد کے پاؤں تلے بتاتے ہو۔ حقیقت میں تم نے اللہ کو الہ مانا ہی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہی

نہیں، اگر پیروی کی ہوتی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مرنے پر تیار ہو جاتے لیکن اللہ کی توحید پر کمپرومائز نہ کرتے۔ اب ذرا دل تھام کے صاحبِ قرآن کا یہ فرمان بھی سن لیجئے۔

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے دوست رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں اور تجھے جلا دیا جائے فرض نماز کو عمداً نہ چھوڑنا، اس لیے کہ جو اس کو جان بوجھ کر چھوڑ دے گا اس سے (اللہ) کا ذمہ ختم ہو جائے گا شراب نہ پینا اس لئے کہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔﴿رواہ ابنِ ماجہ :ابواب الفتن﴾

حقیقی بادشاہ:

اے میرے بندو تم مجھے نہ ہی کوئی نقصان اور نہ ہی کوئی نفع پہنچا سکتے ہو اے میرے بندو اگر اگلے پچھلے تمام انسان اور جن مل کر ایک انتہائی پرہیزگار انسان کی طرح ہو جائیں تو میری بادشاہی میں کچھ بھی اضافہ نہ ہو گا۔ اے میرے بندو اگر تمھارے اگلے پچھلے تمام انسان و جن بدکارترین انسان کی طرح ہو جائیں تو میری سلطنت میں کچھ بھی کمی نہ ہو گی اے میرے بندو اگر تمھارے اگلے پچھلے انسان و جن مل کر ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں پھر مجھ سے مانگیں پھر میں ہر شخص کو اس کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تو میری سلطنت سے اتنا بھی کم نہ ہو جتنا کہ سمندر میں سوئی ڈبو کر نکالنے سے پانی کم ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

جبکہ دنیا کے بادشاہوں کا حال یہ ہے کہ ایک حکایت مشہور ہے کہ کسی بادشاہ سے اس کے درباری نے پوچھ لیا کہ بادشاہ سلامت اگر آپ کسی جنگل میں ہوں اور آپ کو بہت زیادہ پیاس لگی ہو کہیں پانی کا نام و نشان تک نہ ہوں آپ مر رہے ہوں۔ ایسے میں آپ کو پانی کا ایک گلاس مل جائے تو آپ کتنی قیمت پر اس کو حاصل کر لیں گے؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ میں اپنی آدھی بادشاہت دیکر پانی کا گلاس حاصل کرلوں گا۔

درباری نے کہا کہ فرض کریں کہ وہ پانی کا گلاس آپ پی لیتے ہیں اور اندر جا کر اٹک جاتا ہے اور آپ کا پیشاب بند ہو جاتا ہے اور آپ مرنے کے قریب ہیں اس صورتحال سے نکلنے کے لیے آپ کیا قربانی دے سکتے ہیں بادشاہ نے جواب دیا کہ میں اپنی آدھی بادشاہت اس صورتحال سے نکلنے کے لیے قربان کر سکتا ہوں درباری نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت آپکی بادشاہت کی کل قیمت ایک گلاس پانی ہے واقعتاً انسان کی حقیقت یہی ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک عالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ اللہ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں۔ (بخاری)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پہاڑوں اور درختوں کو انگلی پر رکھ کر اور ان کو ہلا ہلا کر اللہ فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں میں ہی اللہ معبود برحق ہوں۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست مبارک میں لے گا پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں کہاں ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو سرکش اور متکبر سمجھا؟

ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے:

تسبح له السموت السبع والارض ومن فيهن وان من شيء الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم انه كان حليما غفورا ﴿بنی اسرائیل : ۴۴﴾

ساتوں آسمان اور زمینیں اور جو بھی ان میں ہے اس کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

کھانے کے برتنوں سے تسبیح کی آواز (بخاری)

چونٹیاں اللہ کی تسبیح کرتی ہیں (بخاری)

انا سخرنا الجبال معه يسبحن بالعشى والاشراق (ص:١٨)

ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام کو اور صبح کو تسبیح خوانی کریں۔

وان منها لما يهبط من خشية الله (البقرة:٧٤)

اور اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔

الم تران الله يسبح له من فى السموت والارض و الطير صفت كل قد علم صلاته و تسبيحه والله عليم بما يفعلون. ﴿النور: ا ۴ ﴾

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین کی کل مخلوق اور پر پھیلائے اڑنے والے کل پرند اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں۔ ہر ایک کی نماز اور تسبیح اسے معلوم ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ اس سے بخوبی واقف ہے۔

یہ شرف صرف اشرف المخلوق انسان کو حاصل ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح سے غافل ہے۔

اللہ بے نیاز ہے

قرآن کی پکار:

ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العلمیں(العنکبوت:٦)

اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

اگر کوئی برا عمل کرے گا تو اپنے لیے برا کرے گا تو اس کی سزا بھگتے گا تم سب انتہائی متقی بن جاؤ یا انتہائی گنہگار اللہ کی بادشاہت پر اس کا کوئی اثر نہیں سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

یا یھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید. (فاطر:١٥)

اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین. (الزمر:٦٥)

یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔

اللہ الصمد (اخلاص:٢)

اللہ بے نیاز ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت لائے ہیں اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے بنایا بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا، بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا

کیا پھر وہ قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھی، نہ فرشتے نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن نہ انسان پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا بہ اولیت حقیقتاً ثابت ہوا اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ۱۴ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔(نشر الطیب :ص ۵۔۶)

اگر عیسائی یہ کہے کہ (Allah is Light and Eisa is a piece of Light)

اللہ ایک نور ہے اور عیسی علیہ السلام اس نور کا ایک حصہ ہیں تو ہم کہیں کہ کافر ہیں کہ انہوں نے عیسی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ ہمارا مقصد کسی پر کفر کا فتوی لگانا نہیں اور نہ ہی ہم اس کو مسلمان بھائیوں کے لیے جائز سمجھتے ہیں، لیکن سوچو تو سہی اگر مسلمان بھی یہی کہے: اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے بنایا بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا: تو پھر عیسائی کافر اور مشرک کیوں؟

بریلوی بھائیوں کا موقف:

جناب احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں حضرت موسی سہاگ مشہور بزرگ گزرے ہیں میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ زنانہ وضع قطع رکھتے تھے۔ایک بار شدید قحط پڑا۔ قاضی اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لیے گئے۔آپ انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں۔ جب لوگوں کی التجا وزاری حد سے گذری، تو ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا ''مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ واپس لیجئے'' سہاگن بیوی کا یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اٹدیں اور جل تھل ہو گیا۔(ملفوظات احمد رضا: ص ۹۴ ج ۲)

مزید وضاحت:

حضرت موسی سہاگ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے۔ادھر سے قاضی

شہر جامع مسجد کو جاتے تھے۔انہیں دیکھ کر کہا یہ وضع مردوں کو حرام ہے۔مردانہ لباس پہنیے اور نماز کو چلیئے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا۔ چوڑیاں، زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لیے۔خطبہ سنا۔ جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاوند حی لا یموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کیے دیتے ہیں۔اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔(ملفوظات احمد رضا :ص۹۴ ج۲)

سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) ان الزامات سے جو یہ لوگ لگاتے ہیں۔ بریلوی بھائیوں نے اللہ کی بیوی بنا ڈالی معاذ اللہ اور دیو بندی بھائیوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور، نور الٰہی کے مادہ سے تھا۔غرض دونوں نے اللہ کی صفت اللہ الصمد پر کلہاڑا چلا دیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا عیسائیوں سے مناظرہ ہو گیا تو مولانا نے عیسائی مناظر سے کہا اگر عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں تو اللہ کی بیوی کا نام بتاؤ؟ عیسائی مناظر لاجواب ہو گیا شکر ہے اس نے احمد رضا صاحب کی ملفوظات نہیں پڑھی تھی ورنہ وہ فوراً جواب دے دیتا کہ: حضرت موسیٰ سہاگ۔

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے

قرآن کی پکار:

الحمد لله رب العلمين(الفاتحه: ۲)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

ولو ان ما فی الارض من شجرة اقلام وا لبحر يمده من بعده سبعة ابحر ما نفدت كلمت الله ان الله عزيز حكيم (لقمان: ۲۷)

روئے زمین کے (تمام) درختوں کے اگر قلمیں ہو جائیں اور تمام سمندروں کی سیاہی ہو اوران کے بعد سات سمندر اور ہوں تاہم اللہ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے بے شک اللہ غالب اور باحکمت ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جس کے ساتھ میں تیرا ذکر کروں اور تجھ سے دعا کروں اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ تو لا الہ الا اللہ پڑھا کر موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے پروردگار یہ تو سب ہی تیرے بندے پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام اگر میرے سوا ساتوں آسمانوں اوران کے اندر بسنے والی تمام چیزیں اسی طرح ساتوں زمین ایک پلڑے میں ہوں اور دوسرے پلڑے میں صرف لا الہ الا اللہ ہوان ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں سے یہ لا الہ الا اللہ والا پلڑا بھاری ہوگا (رواہ الحاکم فی المستدرک)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی کا ایک مرید لکھتا ہے:

کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (اشرف علی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے

غلطی ہوئی کلمہ پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی بجائے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور یہی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور سے چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر نا طاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا۔ تو دوسرے دن بیداری میں رقت رہی۔ خوب رویا اور اب بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

تو اشرف علی تھانوی صاحب بجائے اپنے مرید کو یہ کہنے کے کہ یہ خیال اپنے دل سے جھٹک دو اور اللہ سے توبہ کرو اسے یہ تسلی بخش جواب دیتے ہیں۔

اس واقعے میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(رسالہ الامداد: ص ۳۵)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ایک شخص خواجہ معین الدین چشتی کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے اپنا مرید بنائیں فرمایا پڑھ:

لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں چشتی اللہ کا رسول ہے (فوائد فریدیہ: ص ۸۳م ڈیرہ غازی خان)

پیر محکم دین کے پاس ایک شخص مرید ہونے کے لیے آیا بعد بیعت اس سے کہا پڑھ: لا الہ الا اللہ محکم دین رسول اللہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محکم دین اللہ کا رسول ہے (تذکرہ غوثیہ: ص ۱۱۰م گنج شکر اکیڈمی)

زمین اور آسمان کا قائم رہنا اس بات کی گواہی کہ اللہ ایک ہے

قرآن کی پکار:

ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ اذاً لذھب کل الہ بما خلق ولعلا بعضھم علی بعض سبحن اللہ عما یصفون ﴿المومنون: ۹۱﴾

نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا۔ جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں ان سے اللہ پاک (اور بے نیاز) ہے۔

الذی لہ ملک السموت والارض ولم یتخذو لداولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا. واتخذوا من دونہ الھۃ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون ولا یملکون لا نفسھم ضرا و لا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیو ۃ ولا نشورا ﴿الفرقان :۳. ۲﴾

اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا ساجھی ہے اور ہر چیز کو اللہ نے پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔ ان لوگوں نے اللہ کے سوا جنہیں اپنے معبود ٹھہرا رکھے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، یہ تو اپنی جان نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت وحیات کے اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کے وہ مالک ہیں۔

اگر اللہ کی کوئی اولاد ہوتی تو کب کی وہ علیحدہ ہو کر اپنے حصے کی سلطنت علیحدہ کر لیتی یا اس کے مقابل کوئی اور معبود ہوتا اور اس کھینچا تانی میں یہ زمین اور آسمان کب کے تباہ ہو چکے ہوتے زمین اور آسمان کا قائم رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ پاک ہے ان الزامات سے جو یہ لوگ لگاتے ہیں۔

عام کاروباری اصول ہے شراکت اس وقت کی جاتی ہے جب آپ کے پاس سرمایہ اور ٹیکنالوجی کی کمی ہو جبکہ اللہ تو ساری دنیا کا اکیلا خالق اور پالنہار ہے اسے شراکت کی کیا

ضرورت ہے؟ ظالموں نے ایسے ہمہ صفت اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو معبود بنالیا جو خود پیدا کیے گئے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ الہ ہو جو اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتا؟ اور اگر بالفرض اس کی مخلوق ہو وہ تو بھوکی مرجائے گی کہ الہ صاحب خود کسی سے مانگتے ہیں وہ کسی اور کو کیا دیں گے؟

پھر تم کیوں صرف اللہ کو ایک الہ نہیں مانتے آخر اس میں کیا چیز مانع ہے؟

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

حاجی امداداللہ صاحب فرماتے ہیں

اولیاءاللہ عالم کے دعالم ہیں یعنی ستون (شمائم امدادیہ: حصہ دوم ص ۵۵)

یعنی جس طرح ستونوں کے بغیر عمارت قائم نہیں رہ سکتی اسی طرح اولیاء کے بغیر یہ جہاں قائم نہیں رہ سکتا تعجب اس بات پر ہے کہ اب بھی ہم اہلِ توحید ہیں؟

بریلوی بھائیوں کا موقف:

دیدار علی بریلوی لکھتا ہے:

غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے اس کے بغیر زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ (رسول الکلام :ص ۱۲۹ طبع لاہور)

ایک جگہ احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

اولیاء کی وساطت سے خلق کا نظام قائم ہے۔ (الامن والعلی: ص ۳۴)

ایک دوسرے صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

حق اور غوث ایک کہوں تو روا نہیں
کس طرح دو کہوں کہ یہ دونوں جدا نہیں

(بحوالہ فاتحہ کا صحیح طریقہ: ص ۵۶)

جی کہیے اب بھی سمجھ آئی کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ کس قدر محتاج ہے؟ (معاذ اللہ) اللہ نہ ہوا وزیرِ اعظم جمالی ہو گیا کہ اس کی حکومت دوسروں کے آسرے پہ کھڑی ہے۔

اللہ کے سوا کوئی کارساز مشکل کشا حاجت روا نہیں

قرآن کی پکار:

له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشيء الا كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه وما هو ببالغهٖ وما دعاء الكفرين الا فى ضلل. ﴿الرعد: ۱۴﴾

اسی کو پکارنا حق ہے۔ جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں، ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔

اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا پانی کو اپنی طرف بلانے کے مترادف ہے حالانکہ پانی جامد چیز ہے آپ اسے کتنا ہی اپنی طرف بلائیں لیکن بے فائدہ ہے کیونکہ وہ آپکے منہ تک پہنچنے والا نہیں اسی طرح غیر اللہ کی پکار بھی بے فائدہ کیونکہ وہ آپ کی پکار نہیں سنتے۔

ام اتخذوا من دونه اولياء فالله هو الولى وهو يحى الموتى وهو على كل شيء قدير ﴿الشوریٰ: ۹﴾

کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز بنا لیے ہیں (حقیقی طور پر تو) اللہ ہی کارساز ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

وما انتم بمعجزين فى الارض وما لكم من دون الله ولى ولا نصير ﴿الشوریٰ: ۳۱﴾

اور تم ہمیں زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہو، تمھارے لیے سوائے اللہ کے نہ کوئی کارساز ہے نہ مددگار۔

رب المشرق و المغرب لا اله الا هو فاتخذه وكيلا ﴿المزمل: ۹﴾

مشرق اور مغرب کا پروردگار جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو اسی کو اپنا کارساز بنالے۔

اللہ اکیلا ہی کارساز ہے تم اس کی پہنچ سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے ہر جگہ اس کی بادشاہت ہے لہذا اسی کو کارساز کیوں نہیں بنا لیتے؟

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر نور محمد کے بارے میں کہتے ہیں:

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہرگز نہیں ہے التجاء

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا

اے شہہ نور محمد وقت ہے امداد کا

انکشاف کے دیوبندی مصنف اصلاحاتِ صوفیہ نامی کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

یہی لوگ مسند ارشاد کے وارث ہوتے ہیں ان سے مخلوق کی حاجت روائی ہوتی ہے۔

(انکشاف: ص ۲۵۰)

حاجی صاحب دنیا تک ہی محدود نہیں رہے بلکہ محشر کے دن بھی برملا کہیں گے نور محمد صاحب میری امداد کیجئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنین قیامت کے دن پریشان ہو کر جمع ہوں گے اور آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے ہم آج آپ کو اللہ کے حضور اپنا سفارشی بناتے ہیں آدم علیہ السلام کہیں گے میں اس کے لائق نہیں ہوں وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور کہیں گے کہ تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ سب نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ کہیں گے میں اس قابل نہیں ہوں وہ کہیں گے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن وہ بھی کہیں گے میں اس قابل نہیں موسیٰ علیہ

السلام کے پاس جاؤ ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا اور تورات دی تھی لوگ ان کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی کہیں گے مجھ میں اس کی جرات نہیں کہیں گے تم عیسی علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں لیکن عیسی علیہ السلام بھی کہیں گے کہ مجھ میں اس کی ہمت نہیں تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور اللہ نے ان کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ چنانچہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور رب سے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت مل جائے گی اور پھر میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا اور جب تک اللہ چاہے میں سجدے میں رہوں گا پھر مجھ سے کہا جائے اپنا سر اٹھاؤ اور جو چاہو مانگو، تمہیں دیا جائے گا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے لیکن ان کے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی (بخاری) دوسری جگہ اس کی وضاحت ہے مشرک کی شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں کریں گے۔

یہ تھیں حشر کی ہولناکیاں کہ انبیاء کہہ رہے ہیں ہم میں اس کی جرات نہیں، لیکن کمال ہے حاجی صاحب کے حوصلے پر کہ وہ انبیاء سے بھی بڑھ گیا۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

حضور ہی ہر مصیبت میں کام آتے ہیں حضور علیہ السلام ہی بہتر عطا کرنے والے ہیں عاجزی وتذلل کے ساتھ حضور کو نداء کرے حضور ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔ (الامن والعلی ص ۱۰)

صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی عطا کرنے والے ہیں:

علی جو چاہیں تو مقصد کو سربراہ کریں   گدا کو چاہیں تو اک پل میں بادشاہ کریں

(بحوالہ فاتحہ کا صحیح طریقہ: ص ۵۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نہیں کچھ اور بھی ہیں اللہ کا ہاتھ بٹانے والے۔

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لیے خاص فرمایا ہے کہ لوگ گھبرائے ہوئے ان کے پاس اپنی حاجتیں لاتے ہیں۔ (الامن والعلی: ص ۲۹)

ذرا مزید وسعت دیتے ہوئے "اور" میں کون کون شامل ہیں۔

ایوب صابری صاحب احمد رضا خان صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

خلق کے حاجت روا احمد رضا
ہے میرا مشکل کشا احمد رضا
کون دیتا ہے مجھ کو کس نے دیا
جو دیا تم نے دیا احمد رضا
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا
ہاں مدد فرما شاہ احمد رضا
حشر میں جب ہو قیامت کی تپش
اپنے دامن میں چھپا احمد رضا
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا
قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے
ہو میرا مشکل کشا احمد رضا
تو ہے داتا اور میں منگتا تیرا
میں تیرا ہوں اور تو میرا احمد رضا

(نور محمد اعظمی: ص ۴۷۔۴۸)

جو کروٹ بدلنا نہیں جانتے ہیں
انہیں آپ مشکل کشا کہتے ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے کہا جو اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں، نبی پاک نے فوراً ٹوکا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے ایسے کہو جو اکیلا اللہ چاہے جبکہ خان صاحب کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے بدر کا میدان سجا ہوا ہے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اللہ کے دربار میں اٹھے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اے اللہ یہ مٹھی بھر اسلام کے فدائی ہیں انہیں نصرت عطا فرما اگر یہ آج کٹ گئے تو قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو تلواروں کے سائے تلے بھی اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور خان صاحب فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر مصیبت میں کام آنے والے اور بہتر عطا کرنے والے ہیں کیا عشق رسول کا یہی تقاضا ہے؟

دوسری بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی، جو شخص خود مظلوم شہید ہو جائے، اس کا بیٹا کربلا میں مظلوم شہید کر دیا جائے۔ اپنے بیٹے کی تو کوئی مدد نہ کر سکیں جو جنت کے نوجوانوں کا سردار ہی نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ اور صحابی رسول بھی ہے، وہ دوسروں کو ایک پل میں گدا سے بادشاہ کر دیں۔ کیا ایسی بات اہل علم کو زیب دیتی ہے؟

جب اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی رضی اللہ عنہ کسی اور کی مدد تو ایک طرف اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے تو پھر کسی اور کے بارے میں یہ کہنا ہی فضول ہے اور اس پر تبصرہ فضول تر ہے۔

نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے

قرآن کی پکار:

الم تعلم ان الله له ملک السموت والارض وما لکم من دون الله من ولی ولا نصير (البقرة:۱۰۷)

کیا تجھے علم نہیں کہ زمین و آسمان کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا تمھارا کوئی ولی اور مددگار نہیں۔

وان يمسسک الله بضر فلا کاشف له الا هو وان يمسسک بخير فهو علی کل شیء قدير (الانعام: ۱۷)

اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہچائے تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ اور اگر تجھ کو اللہ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

والذين تدعون من دونه لا يستطيعون نصرکم ولا انفسهم ينصرون ﴿الاعراف:۱۹۷﴾

اور تم جن لوگوں کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمھاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔

ولا تدع من دون الله مالا ينفعک ولا يضرک فان فعلت فانک اذاً من الظلمين. (يونس: ۱۰۶)

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے۔ اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں اگر وہ تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہے یا نقصان تو ساری دنیا بھی مل جائے اس کو روک نہیں سکتے پھر تم کیوں دوسروں کو پکار کر اپنا شمار ظالموں میں کرتے ہو یہ خطاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن اصل مخاطب امت محمدیہ ہیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تو انسانوں کو شرک کی الائشوں سے پاک کرنے آئے تھے یہ کس طرح ممکن ہے آپ بھی اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کریں؟

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

دیوبندیوں کے مشہور عالم احسن گیلانی صاحب لکھتے ہیں:

پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں (حاشیہ سوانح قاسمی:۱۔۳۳۲)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ایک بریلوی عالم یوں فرماتے ہیں

اولیاء کا تصرف واختیار مرنے کے بعد اور زیادہ ہو جاتا ہے (فتاوی نعیمیہ: ص۲۴۹)

یہ بھی عجب بات ہے اگر مرنے کے بعد تصرف بڑھ جاتا ہے تو ان کو دفن کیوں کرتے ہو؟ زندگی میں وہ جو کام نہ کر سکے اب تصرف زیادہ ہو جانے کے بعد ان سے وہ کام کیوں نہیں لیے جاتے؟

خالق کے سوا سب کو موت ہے

قرآن کی پکار:

واعبدربک حتی یاتیک الیقین (الحجر: ۹۹)

اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آ جائے۔

کل من علیھافان. ویبقی وجه ربک ذوالجلل والاکرام (الرحمن: ۲۷. ۲۶)

زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔

انک میت وانھم میتون(الزمر: ۳۰)

یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں

عن عائشه رضی الله عنها عنها قالت : مات النبی صلی الله علیه وسلم وانه لبین حاقنتی وذاقنتی فلا اکره شدة الموت لا جد ابدا بعد النبی صلی الله علیه وسلم ﴿رواه البخاری: کتاب المغازی﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان فوت ہوئے۔ میں آپ کے بعد کسی کی موت کی سختی کو کبھی بھی ناپسند نہیں جانوں گی

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نعرہ حق:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کمرے سے نکلے اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب لوگوں سے باتیں کر رہے تھے آپ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ جا جناب عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور انہوں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو وہیں چھوڑ دیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا (وہ

جان لے) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے وہ کبھی فوت نہیں ہوگا (رواہ البخاری: کتاب المغازی)

اس کے بعد آپ نے قرآن کی آیت پڑھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہمیں ایسے محسوس ہوا کہ قرآن کی یہ آیت آج اتری ہے۔

یہاں ایک اہم نکتہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کیوں کہا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نہیں کرتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو فوت ہو جائے اس کی عبادت نہیں ہو سکتی اور جو لائق عبادت ہے وہ کبھی فوت نہیں ہوتا جو صرف اللہ پاک ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

زکریا صاحب لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنازہ کی تیاری کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا اور میں نے جا کر عرض کیا۔ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابوبکر یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں تو میں نے دیکھا ایک دم حجرہ کے کواڑ کھل گئے ایک آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو (فضائل صدقات)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

انبیاء اپنی قبور میں کھاتے پیتے ہیں۔

(ملفوظات:۳۔۲۷۶)

بعد از مرگ سمع و بصر کی قوت پہلے سے زیادہ ہو جاتی ہے۔

اولیاء اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں ان کے علم وادراک وسمع وبصر پہلے کی نسبت بہت قوی ہیں۔(بہار شریعت از امجد علی: ص ۵۸، بریلویت: ۱۱۲)

سیدنا سھل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوضِ کوثر پر تم سے پہلے موجود ہونگا۔ جو شخص میرے پاس سے گزرے گا پانی پیئے گا اور جو پی لے گا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ پھر میرے پاس کئی گروہ آئیں گے، جنہیں میں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے۔ اچانک میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا۔

دوسری روایت میں ہے پھر میں کہوں گا یہ تو میرے ہیں تب جواب دیا جائے گا: آپکو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کیں؟ لہذا پھر میں بھی کہہ دوں گا کہ ایسے لوگوں کے لئے دوری ہو، دوری ہو کہ جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کیں۔

اکیلے اللہ کا ذکر

قرآن کی پکار:

واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یومنون بالاخرۃ واذ اذ کر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون ﴿الزمر: ۴۵﴾

جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا (اور کا) ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں۔

ثم قیل لھم این ما کنتم تشرکون ﴿المومن: ۷۳﴾

پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ جنہیں تم شریک کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟

وضل عنھم ما کانو یدعون من قبل وظنوا ما لھم من محیص ﴿حم السجدہ: ۴۸﴾

اور یہ جن (جن) کی پرستش اس سے پہلے کرتے تھے وہ ان کی نگاہ سے گم ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب ان کے لیے کوئی بچاؤ نہیں۔

ذلک بان اللہ ھو الحق وان ما یدعون من دونہ الباطل و ان اللہ ھو العلی الکبیر. ﴿لقمان: ۳۰﴾

یہ سب (انتظامات) اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور اس کے سوا جن جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں اور یقیناً اللہ بہت بلندیوں والا اور بڑی شان والا ہے۔

واذا تتلی علیھم ایتنا بینت تعرف فی وجوہ الذین کفر واالمنکر یکادون یسطون بالذین یتلون علیھم ایتنا قل افا نبئکم بشر من ذلکم النار وعدھا اللہ الذین کفروا وبئس المصیر(لحج: ۷۲)

جب ان کے سامنے ہمارے کلام کی کھلی ہوئی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو آپ کافروں کے چہروں پر ناخوشی کے صاف آثار پہچان لیتے ہیں۔ وہ تو قریب ہوتے ہیں کہ

ہماری آیتیں سنانے والوں پر حملہ کر بیٹھیں، کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ بدتر خبر دوں۔ وہ آگ ہے، جس کا وعدہ اللہ نے کافروں سے کر رکھا ہے، اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

قرآن کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ اس کو جب بھی پڑھو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج کے حالات کی تصویر کشی ہے۔ بالکل ایسے ہی یہ کیفیت آج بھی دیکھی جا سکتی ہے جب صرف اللہ کا ذکر کرو لڑنے مرنے پہ تیار ہو جاتے ہیں اگر کہو وہ بھی اللہ کے بندے ہیں ان کے بھی کچھ اختیارات ہیں بڑے خوش ہوتے ہیں۔

بیٹے اور بیٹیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں؟

قرآن کی پکار:

لله ملک السموت والارض یخلق ما یشاء یھب لمن یشاء انا ثا و یھب لمن یشاء الذکور ﴿الشوریٰ: ۴۹﴾

آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی اپنی پیدائش کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں

میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں، جن کا نام غلام مرتضی ہے۔ان سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی، یعنی میری والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی، تو فرمایا عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے۔ اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا۔اس (رمز) کو کوئی نہیں سمجھا۔میری والدہ، جن کی نسبت سنا ہے کہ صاحب ذوق تھیں، سمجھ گئیں اور کہنے لگیں کہ باپ فاروقی ہے اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔اب جو اولاد ہو ماں کے خاندان کے نام پر رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو وہ مجذوب خوش ہوئے اور فرمایا یہ لڑکی بڑی ذہین ہے، یہی مطلب ہے۔نانی صاحبہ نے عرض کیا پھر آپ ہی نام رکھ دیجئے فرمایا دو لڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی خان رکھنا اور دوسرے کا نام اکبر علی خان عرض کیا گیا کہ کیا پٹھان ہیں؟ فرمایا ہاں ہاں ایک کا نام اشرف علی اور ایک کا نام اکبر علی رکھنا۔ ایک ہمارا ہوگا وہ حافظ اور مولوی ہو گا اور ایک دنیا دار ہوگا پھر ہم دونوں بھائی پیدا ہوئے (بحوالہ سیرت غوث الثقلین: ص۲۰۰، شریعت وطریقت: ص۲۵۰)

تھانوی صاحب نے یہ واضح نہیں کیا کہ عمر اور علی کی کھینچا تانی سے کیا مراد ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے داماد بھی تھے اور علی رضی اللہ عنہ کے دونواسوں (ایک نواسہ اور ایک

نواسی) کے باپ بھی تھے وہاں تو یہ مسئلہ نہیں کھڑا ہوتا جبکہ عمر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے نام بھی علی رضی اللہ عنہ کے نام پر نہیں تھے مجذوب صاحب نے یہ مسئلہ پتہ نہیں کیوں کھڑا کر دیا؟ مجذوب صاحب کافی پہنچے ہوئے تھے نہ صرف کھینچا تانی والا مسئلہ حل کر دیا بلکہ اس بات کی بشارت بھی دی کہ دو بیٹے ہوں گویا علم غیب بھی تھا، پھر یہ بھی بتا دیا کہ ایک عالم دین دوسرا دنیا دار ہوگا البتہ یہ پتہ نہ چل سکا کہ پٹھان نہیں ہوں گے۔ دوسری بات تھانوی صاحب جیسا صاحبِ علم بندہ بھی ایسی بات کہے تو پھر رجسٹرڈ مسلمانوں تو بالکل ہی بری ہیں۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ضیاء اللہ قادری سیرت غوث الثقلین کے ص ۱۹۸ پر لکھتے ہیں:

منتخب جواہر القلائد میں ہے کہ ایک دن ایک عورت غوث پاک کے پاس آئی اور عرض کی دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرمائے۔ آپ نے لوح محفوظ کا مشاہدہ فرمایا، وہاں اس عورت کی اولاد نہیں لکھی ہوئی تھی، تاہم آپ نے اللہ سے دو بیٹوں کی التجا کی، تو ندا آئی کہ لوح محفوظ میں تو ایک بھی بیٹا نہیں لکھا ہوا اور آپ دو بیٹوں کا سوال کرتے ہیں؟ آپ نے تین بیٹوں کے لیے عرض کیا، تو یہی جواب ملا۔ آپ نے چار بیٹوں کا سوال کیا؟ پھر وہی جواب ملا۔ پھر پانچ کا سوال کیا، تو وہی جواب ملا۔ پھر چھ کا سوال کیا، تو وہی جواب ملا۔ آپ نے سات بیٹوں کا سوال کیا، تو ندا آئی: اے غوث اتنا ہی کافی ہے: اور یہ بشارت بھی ملی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو سات لڑکے عطا فرمائے گا۔

کیا بات ہے لوح محفوظ میں ایک بھی نہیں غوث پاک نے اللہ سے سات منوائے یعنی لوح محفوظ بھی غیر محفوظ ہے اور سات پر بھی اللہ نے شکست تسلیم کر لی ورنہ غوث پاک تو تعداد بڑھاتے جا رہے تھے، اللہ سے گفتگو کا انداز ایسا کہ اللہ پاک سے بچپن کا یارانہ ہے۔ کرامت گھڑنے والے نے غوث پاک کو ذکریا علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام سے بھی بڑھا دیا یا شاید اس نے ان واقعات کو پڑھنے سے پہلے کرامت گھڑی ہو۔

شاہ ابو المعالی فرماتے ہیں ایک شخص نے بارگاہ غوثیہ میں آ کر لڑکے کے لیے التجا کی۔ آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور وہ روزانہ آپ کی مجلس میں آنے لگا۔ اتفاق سے اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوگئی، تو اس نے عرض کیا ہم نے تو لڑکے کے لیے کہا تھا اور یہ تو لڑکی ہے آپ نے فرمایا اسے لپیٹ کر گھر لے جاؤ اور پردہ غیب سے قدرت کا کرشمہ دیکھو۔ چنانچہ جب اس نے گھر آ کر کپڑا ہٹایا تو لڑکی کی بجائے لڑکا پایا۔ (تحفہ قادریہ: صفحہ ۴۵)

یہ کرامت بھی کافی دلچسپ ہے کہ اس سے میڈیکل کی فیلڈ میں بہت بڑی (Achivement) ہوسکتی ہے کیونکہ تبدیلی جنس کے اپریشن بہت مہنگے ہیں۔

بائی ائیر (By Air):

اپریل 1998ء ماہنامہ قومی ڈائجسٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے جناب طاہر القادری صاحب اپنے والد کے استاد صاحب کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں۔

ایک دن ایک جوڑا، میاں بیوی حکیم صاحب کے مطب پر آئے شوہر نے نبض دکھائی اور حکیم صاحب نے دوا تجویز فرمائی اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ میرا نو سال کا بیٹا بھی میرے ساتھ آیا ہے اس کی بھی نبض دیکھ لیجیئے اسے بھی تکلیف رہتی ہے حکیم صاحب چونکے، آپ کا تو بیٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ ان صاحب نے کہا میرا ہی بیٹا ہے حکیم صاحب نے چیلنج کر دیا اگر آپ کا بیٹا ہوا تو ساری زندگی کے لیے حکمت چھوڑ ددوں گا۔ اس شخص نے قسم کھا کر کہا کہ ان کا بیٹا ہے۔ حکیم صاحب نے کہا کہ ایسا تو نہیں کہ اس عورت کی پہلے کہیں شادی ہوئی ہو پہلے شوہر سے بیٹا ہو انہوں نے کہا نہیں جی یہ ہماری پہلی ہی شادی ہے۔ اب عجیب صورتحال پیدا ہوگئی یوں عورت کی عصمت پر حرف آنے کا اندیشہ ہوا آخر شوہر بول اٹھا آپ کی نبض کی تشخیص درست ہے آپ بھی سچے اور ہم بھی سچے ہیں۔

میری شادی کو بارہ سال سے بھی زائد کا عرصہ گذر چکا تھا لیکن اولاد سے محروم تھے بڑے علاج کروائے ہم حیدر آباد میں رہتے تھے وہاں ایک مجذوب آ کر بیٹھتا میری اہلیہ ہر روز اس کو

کھانا کھلاتی ایک دن میری بیگم نے کہا ہماری شادی کو بارہ سال ہو گئے ہیں ابھی تک اولاد سے محروم ہیں ڈاکٹر کہتے ہیں یہ ممکن نہیں آپ اللہ کے نیک بندے ہیں اللہ کے حضور دعا کریں یہ سن کر بزرگ مراقبے میں چلے گئے تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا کہا ہماری پہنچ سے باہر ہے آپ بابا فرید کے مزار پر چلے جائیں چالیس راتیں شب بیداری میں گزاریں بابا جی آپ کا کام کر دیں گے چالیسویں رات بابا جی میری اہلیہ کے خواب میں آئے اور کہا بیٹا اٹھو تمہیں مبارک ہو اور ہاتھ پر گلاب کا پھول رکھ دیا اس طرح شادی کے تیرھویں سال بچہ پیدا ہوا اس لیئے آپ نے نبض دیکھ کر جو فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے طبی اصول اور جسمانی نقطہ نگاہ سے واقعتاً اس بیٹے کی پیدائش ہوئی ہی نہیں یہ بیٹا تو ہمارا ہی ہے مگر ہوا بابا جی کے توسط سے ہے۔

امداد صرف اللہ سے مانگو مشکل کشا صرف اور صرف اللہ ہی ہے

قرآن کی پکار:

ایاک نعبد و ایاک نستعین ﴿الفاتحہ: ۴﴾

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ نے مفعول کو فعل پر مقدم کیا ہے جس کا مقصد اس کی تخصیص ہے کہ نہ عبادت اس کے سوا کسی اور کی، نہ مدد کسی اور کی اس موقع پر ہمارے بھائی ایک مغالطہ دیتے ہیں کہ ہم ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور اس سے مدد کے طلبگار ہوتے ہیں کیا یہ شرک نہیں؟

مدد کی دو اقسام ہیں مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب

ڈاکٹر کی مدد ماتحت الاسباب ہے جو نہ صرف جائز بلکہ دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے اس کو کوئی بھی شرک نہیں کہتا ایسی مدد کے تو انبیاء بھی طلب گار رہے ہیں۔

من انصاری الی اللہ (الصف: ۱۴)

عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ کے دین کے لیے کون میرا مددگار ہے۔

وتعاونوا علی البر والتقوی (المائدہ: ۲)

نیکی اور تقوی کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اس کو اس سے کیا نسبت؟ شرک تو یہ ہے کہ ہزاروں میل دور اور سینکڑوں سال پہلے وفات پانے والوں کو پکارا جائے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

مولانا اشرف علی تھانوی مولوی نظام الدین صاحب کرانوی سے وہ مولوی عبداللہ براقی سے روایت کرتے ہیں نہایت معتبر شخص ولائتی بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو کہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا حاجی امداد اللہ

صاحب چشتی صابری تھانوی ثم المکی سلمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت تھے حج خانہ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے۔ بمبئی سے آ گبوٹ میں سوار ہوئے آ گبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے یا دوبارہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ کون سا وقت امداد کا ہوگا اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر کارساز مطلق ہے اسی وقت ان کا آ گبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ ادھر تو یہ قصہ پیش آیا۔ ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے خادم سے بولے ذرا میری کمر تو دباؤ نہایت درد کرتی ہے خادم نے کمر دباتے دباتے پراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں کر چھلی فرمایا کچھ نہیں پھر پوچھا آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے۔ فرمایا ایک آ گبوٹ ڈوبا جاتا تھا اس میں تمہارا دینی اور سلسلے کا بھائی تھا اس کی گریہ زاری نے مجھے بے چین کر دیا۔ آ گبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کو اٹھایا۔ جب آگے چلا اور بندگان خدا کو نجات ملی اسی سے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امدادیہ: ص ۳۶)

مکے کا مشرک جب پھنس جاتا تھا تو اللہ کو پکارتا تھا (جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی) لیکن یہاں موت کو سامنے دیکھ کر پیر کی دھائی دی جا رہی ہے۔ فیصلہ آپ خود کر لیں کہ دونوں میں سے کون زیادہ توحید والا ہوا؟ کہ ہم تو پہلے ہی کھٹکتے ہیں دل یزداں میں کانٹے کی طرح۔

یہ تو ہوگئی مدد جو صرف اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اب ذرا ایک جھلک عبادت کی کہ یہ بھی خاص اللہ کے لیے ہے۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

اس میں لکھا ہے پھر عراق شریف (بغداد معلیٰ) کی جانب گیارہ قدم چلیں ہر قدم پر یہ کہیں

اے جن وانس کے فریاد رس اور اے (ماں اور باپ) دونوں طرف سے بزرگ میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے میری حاجت پوری ہونے میں اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔(فیضان سنت:۷۷۹)

یعنی اب نماز بھی غیر اللہ کے لیے کیا اب بھی شرک میں کوئی گنجائش باقی ہے؟ البتہ اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی کہ نماز پڑھتے وقت منہ قبلہ کی طرف ہوگا یا بغداد شریف کی طرف؟

خانقاہی دنیا:

بلھے شاہ کہتا ہے:

راتیں جاگیں کریں عبادت
راتیں جاگن کتے تیتھوں اتے
بھونکن تو بند مول نہ ہوندے
جا روڑی تے سقے تیتھوں اتے

رات کی عبادت کی بڑی فضیلت ہے کہ اللہ پاک رات کے تیسرے پہر آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدگی سے تہجد پڑھتے تھے اور آپ کی تہجد کے کیا کہنے کئی کئی سپارے تہجد میں ختم کر دیتے تھے پھر اس کا معنی کیا ہوا؟

راتیں جاگیں کریں عبادت
راتیں جاگن کتے تیتھوں اتے

لیکن یہ معرفت کی بات ہے اور اس پر لب کشائی کی تو فتوی بھی گستاخ رسول کا فٹ کریں گے۔

بلھے شاہ ۱۷۵۸ء میں مرا تو کوئی اس کا جنازہ پڑھنے کے لیے تیار نہ تھا تین دن تک نشان عبرت بنا رہا اور اس کا مزار بھی ایک رقاصہ نے ۱۹۲۶ء میں بنایا۔اس پر زیادہ تبصرہ مناسب نہیں کہ ان پہ بھی الزام ہے کہ انہوں نے برِ صغیر پاک و ہند میں اسلام پھیلایا۔

مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود:

ایسی باتیں سن کر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا

بچپن میں جب ہم پڑھتے تھے تو درسی ماڈل ٹیسٹ پیپر کے پیچھے لکھا ہوتا تھا: چور بھی کہے چور چور۔ چوروں سے خبردار رہیئے: اس وقت اس کی سمجھ نہ آتی تھی کہ اس کے لکھنے کا مقصد کیا ہے لیکن اب سمجھ آئی کہ اس کا مطلب کیا تھا۔

فرض کریں دو نمازی ہیں ایک اہلحدیث ہے اور دوسرا اہلحدیث نہیں ہے اہلحدیث امام کے پیچھے فاتحہ بھی پڑھتا ہے اور درمیانے تشہد میں درود بھی پڑھتا ہے مگر دلیل کے ساتھ کیونکہ یہ دونوں باتیں حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں دوسرا بھائی نہ صرف یہ کہ پڑھتا نہیں بلکہ اس سے منع کرتا ہے کیونکہ اس پر امام صاحب کی مہر نہیں ہے تو اہلحدیث صرف ایک دن میں ۴ مرتبہ درود اور ۹ مرتبہ فاتحہ (صرف جہری نمازوں) میں زیادہ پڑھتا ہے۔ ہم اپنے بھائیوں سے بصد احترام عرض کرتے ہیں کہ ہمیں بے شک گالیاں دیں لیں لیکن یہ تو غور کریں کہ اس کا مصداق کون ہے؟ کہ کہیں مومن خان مومن کے الفاظ میں:

یہ عذرِ امتحان جذب دل، کیسا نکل آیا
میں الزام ان کو دیتا تھا، قصور اپنا نکل آیا

باقی جہاں تک گالیوں کا تعلق ہے یہ اہل توحید کے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ امتِ محمدیہ میں یہ سلسلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا اور آج تک کسی نہ کسی شکل میں میں جاری ہے۔

احمد رضا صاحب کا ارشاد ہے:

تجھ سے جنت اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسو ل اللہ ﷺ کے جنت رسول ﷺ کی

(احمد رضا حدائق بخشش)

فاتحہ کے ضمنی مسائل:

سورۃ فاتحہ کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے اس کو قرآن کا خلاصہ بھی کہا جاتا ہے حدیث میں آتا ہے لاصلوۃ لمن یقرا بفاتحۃ الکتاب (بخاری) اس حدیث میں لا جنس کی نفی کرتا ہے کہ نماز (جہری ہو، سری ہو، امام کے پیچھے ہو، اکیلے ہو) ہوتی ہی نہیں ہمارے بھائی کہتے ہیں کہ ہو جاتی ہے لیکن لا کمال کی نفی کرتا ہے یعنی کامل نہیں ہوتی۔

اسی طرح دو اور جگہ بھی لا آیا ہے:

لا نبی بعدی قادیانی کہتے ہیں اس لا سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی اکمل نبی نہیں آ سکتا اگر ہم حنفی بھائیوں کے لا کو کمال کی نفی تسلیم کر لیں تو مرزائیوں کے اس سوال کا کیا جواب ہے میرے بعد کوئی نبی نہیں میں لا بھی کمال کی نفی ہے مرزے جیسے غیر کامل نبی ہو سکتے ہیں۔تو پھر ختم نبوت کے دعوے کیسے؟

اور اسی طرح لا الہ الا اللہ میں لا پھر کمال کی نفی ہوا کہ غیر کامل معبود اور الہ ہو سکتا ہے؟ برا ہو اس تقلید کا جس نے مسلمانوں سے امام کی بات کو بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو پس پشت ڈلوا دیا۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

قاسم نانا توی صاحب نے جب حاجی (امداد اللہ) صاحب سے یہ شکایت کی کہ جہاں تسبیح لے کر بیٹھا۔ایک مصیبت ہوتی ہے اس قدر گرانی کہ جیسے سو سو من کے پتھر کسی نے رکھ دیئے ہوں۔زبان وقلب بخ بستہ ہو جاتے ہیں۔

اس پر حاجی صاحب نے یہ جواب دیا یہ نبوت کا آپکے قلب پر فیضان ہوتا ہے۔اور یہ ثقل ہے جو وحی کے وقت محسوس ہوتا ہے۔تم سے اللہ تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے (سوانح قاسمی: ج ا ص ۲۵۸)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

دردسر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیھم السلام کو ہوتے تھے۔ آ گے چل کر لکھتے ہیں الحمدللہ مجھے حرارت اور دردسر رہتا ہے۔ (ملفوظات: ج ا ص ۶۴)

ہماری ان گذارشات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہمارے بھائی ختم نبوت کے منکر ہیں بلکہ بتلانا یہ مقصود ہے کہ انسان کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس سے غلطی ہوسکتی ہے اگر کسی سے غلطی نہیں ہوتی تو وہ انبیاء ہیں۔

جیسا کہ پہلے گذر چکا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر عمر رضی اللہ عنہ کو غلطی لگ گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ جو یہ کہے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اس کا فیصلہ عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کرے گی لیکن جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی آیت پڑھی سارا معاملہ صاف ہو گیا آپ کی تلوار واپس میان میں چلی گئی اس واقعہ میں دو تین باتیں بہت اہم ہیں۔

۱۔ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے جو اس کے الٹ کہے گا عمر رضی اللہ عنہ اس کی گردن اڑا دے گا بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے تھا۔

۲۔ مومن کی محبت جذبات کی روشنی میں نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں ہوتی ہے ورنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موقف تو عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ سخت ہوتا۔

۳۔ مومن کی شان یہ ہے کہ اگر کہیں غلطی لگ جائے اور اس کے بعد رب کا قرآن یا مدینے والے کا فرمان سامنے آ جائے تو وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم نہیں رہتا بلکہ اپنی گردن اللہ اور اس کے رسول کے سامنے جھکا دیتا ہے لفظ مسلم کے معنی بھی یہی ہیں۔

محض لفظ اہل حدیث اور وہابی کو اپنی چڑ بنا کر آخرت برباد کر لینا کہاں کی عقل مندی ہے؟ جیسے کسی اہل توحید نے سمجھایا کہ شرک سے بچو تو کہا۔

شرک کہا کریں کہنے والے کام نہیں مجھ کو ان سے
جب پڑی مشکل میں نے پکارا بابا شرف الدین پیر

(بحوالہ فاتحہ کا صحیح طریقہ: ص ۵۶)

کیا یہ جواب کسی مومن کے شایان شان ہے؟

دوسری بات فاتحہ مردوں کے لیےنہیں بلکہ زندوں کے لیے ہے مردوں پر پڑھنے سے وہی بات ہوئی کہ زندہ کو کوئی روٹی نہیں پوچھتا اور مرنے کے بعد حلوے کی لپائی کس کام کی؟ اور پھر سورۃ فاتحہ کے ترجمے پر غور کرو: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہمیں سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔ سوچنے کی بات ہے اس میں مردے کو کیا ملا؟

جبکہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی مسلم شریف کی یہ دعا پڑھی جائے: اے ان گھر والے مومنوں اور مسلمانوں تم پر سلام ہو ہم ان شاء اللہ تمہیں ملنے والے ہیں اور اللہ ہم میں سے پہلے جانے والوں اور بعد میں جانے والوں پر رحم کرے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

یہ ہمیں کہتے ہیں کہ فاتحہ کے منکر ہیں ہم اس کو ایک مثال سے واضح کرتے ہیں کہ سونے کا کشتہ ہے بڑی اعلیٰ قسم کا بلا شبہ بڑی ٹاپ کلاس چیز ہے لیکن یہ نزلے کا علاج نہیں ہے پچاس پیسے کی Paracetamol کھاؤ تو نزلہ ٹھیک ہو جائے گا لیکن اگر کوئی بضد ہو کہ سونے کا کشتہ کھاؤ بڑی اعلیٰ چیز ہے اسے لازمی طور پر نزلے میں استعمال کرو ممکن ہے سونے کا کشتہ کھانے سے نزلہ اور بڑھ جائے لیکن آرام نہیں آئے گا اس کا یہ مطلب نہیں کہ سونے کے کشتے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت اپنی جگہ لیکن وہ اس مرض کا علاج نہیں ہے ہم سورۃ فاتحہ کی اہمیت سے انکار نہیں کرتے بلکہ اس جگہ وہی دعا کام کرے گی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کے لیے بتلائی ہے۔

ایک بات اور کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی فوت ہوا اور سورۃ فاتحہ بھی موجود

تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی مردے پر سورۃ فاتحہ کو پڑھا ہوا گر نہیں اور یقیناً نہیں تو تمہیں کس نے بتلایا کہ یہ کرنا چاہیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ وحی کس پر نازل ہوئی ہے؟

انبیاء نے کس سے مدد مانگی؟

سیدنا آدم (علیہ السلام):

قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین(الاعراف:۲۳)

دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے

سیدنا نوح (علیہ السلام):

فدعا ربه انی مغلوب فانتصر (القمر:۱۰)

پس اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں بے بس ہوں تو میری مدد کر۔

سیدنا ابراہیم (علیہ السلام):

رب هب لی من الصلحین (الصفت : ۱۰۰)

اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔

واذا مرضت فهو یشفین (الشعراء : ۸۰)

اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔

سیدنا ایوب (علیہ السلام):

وایوب اذنادی ربه انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین (الانبیاء: ۸۳)

ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

سیدنا زکریا (علیہ السلام):

هنالک دعا زکریا ربه قال رب هب لی من لدنک ذریة طیبة انک

سمیع الدعاء (ال عمران: ۳۸)

اسی جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی، کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے

سیدنا لوط (علیہ السلام):

قال رب انصر نی علی القوم المفسدین (العنکبوت : ۳۰)

حضرت لوط علیہ السلام نے دعا کی کہ پروردگار! اس مفسد قوم پر میری مدد فرما۔

قادرِ مطلق مختارِ کل صرف اللہ ہے

قرآن کی پکار:

لیس لک من الامر شیء اویتوب علیھم اویعذبھم فانھم ظلمون (آل عمران: ۱۲۸)

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اختیار میں کچھ نہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے یا عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

شانِ نزول:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میدان احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے دندان مبارک شہید ہو گئے اور سر پر زخم آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (مسلم) اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار کل ہونے کی بھی نفی ہوتی ہے۔

انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین ﴿القصص: ۵۶﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے۔

شانِ نزول:

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر کوشش اور خواہش کے باوجود ایمان نہ لایا۔ (جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

زکریا صاحب اپنے والد سے سنا ہوا ایک واقعہ سناتے ہیں:

جمنا جب طغیانی پر ہوتو عبور کرنا ناممکن ہوتا ہے ایک شخص پانی پت کا رہنے والا جس پر خون کا مقدمہ کرنال میں تھا اور جمنا میں طغیانی کا نہایت زوروہ ایک ایک ملاح کی خوشامد کرتا رہا مگر ہر شخص کا ایک جواب تھا کہ: اس میں تیرے ساتھ اپنے آپ کو ڈبوئیں گے: یہ بیچارہ غریب پریشان روتا پھر رہا تھا ایک شخص نے اس کی بدحالی دیکھ کر کہا کہ اگر میرا نام نہ لے تو ترکیب میں بتلاؤں۔ جمنا کے قریب فلاں جگہ ایک جھونپڑی ہے اس میں ایک صاحب مجذوب قسم کے پڑے رہتے ہیں ان کے پاس جا کر سر ہو جا خوشامد منت سماجت جو کچھ تجھ سے ہو سکے کسر نہ چھوڑنا۔ اور وہ جتنا بھی برا بھلا کہیں حتیٰ کہ تجھے ماریں بھی تو نہ مڑنا۔ چنانچہ یہ شخص ان کے پاس گیا اور ان کی خوشامد کی اور انہوں نے اپنی عادت کے موافق خوب ملامت کی کہ میں کوئی خدا ہوں میں کیا کرسکتا ہوں جب یہ روتا ہی رہا (اور رونا تو بڑے کام کی چیز ہے۔ اللہ مجھے بھی نصیب فرمائے تو ان بزرگ نے کہا جمنا سے کہدے) کہ اس شخص نے جس نے عمر بھر کچھ کھایا نہ بیوی کے پاس گیا اس نے بھیجا ہے کہ مجھے راستہ دے دے۔ چنانچہ یہ گیا اور جمنا نے راستہ دے دیا۔ (فضائل صدقات: ۵۲۸)

دیکھا آپ نے پہلے کہا کہ میں کیا خدا ہوں میں کیا کرسکتا ہوں؟ اور بعد میں کہا جمنا سے کہہ دے اس شخص نے بھیجا ہے جس نے عمر بھر کھایا نہ بیوی کے پاس گیا شاید اس سے اللہ کا مقابلہ مقصود ہے کہ صرف وہی بے نیاز ذات ہے، صرف اسے ہی کسی چیز کی حاجت نہیں ہے بلکہ وہ تو خود حاجت روا ہے۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

اللہ بھی بے اختیار ہے؟

اگر الوہیت عطا کرنا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا (ملفوظات اعلیٰ حضرت: ج ۲ ص ۴۹)

زکریا صاحب سے تھوڑی کمی رہ گئی تھی جو احمد رضا صاحب نے پوری کردی اور واضح الفاظ میں فرمادیا کہ اللہ پاک بھی بے اختیار ہے۔

علم غیب

علم غیب ان مسائل میں سے ایک ہے جس کے بارے قرآن وحدیث میں بے شمار واضح دلائل موجود ہیں جس کے بعد کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں ہے یہاں ایک اشکال کا ازالہ ضروری ہے کہ جب ہم علم غیب کہتے ہیں تو ہمارے لحاظ سے جو غیب ہے اللہ کے لیے کچھ بھی غائب نہیں سب حاضر ہے اگر اندھیری رات میں کسی غار کے اندر کالے پتھر پر چیونٹی جا رہی ہو تو اللہ پاک اس سے بھی باخبر ہے۔

انسان کو جو علم دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے، اور چھونے (حواس خمسہ) سے حاصل ہو وہ غیب نہیں ہوتا۔

قرآن کی پکار:

قل لا اقول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی قل هل یسوی الاعمی والبصیر افلا تتفکرون ﴿الانعام: ۵۰﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کرتا ہوں آپ کہیے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہوسکتا ہے سو کیا تم غور نہیں کرتے؟

اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کروایا کہو یہی نہیں کہ میں غیب نہیں جانتا بلکہ میں تو اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔

قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضر ا الا ماشاء الله ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیروبشیر لقوم یومنون. (الاعراف: ۱۸۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو میں بہت زیادہ منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

نبیوں اور رسولوں کو بھی اتنا ہی علم ہوتا کہ جتنا اللہ وحی کے کسی بھی ذریعے سے انہیں بتا دیتا ہے جو علم کسی کے بتانے سے حاصل ہو جائے اسے علم غیب نہیں کہا جاتا علم غیب یہ ہے جو بغیر کسی واسطے اور ذریعے کے ہر حقیقت سے باخبر ہو اور یہ صفت صرف اللہ پاک کی ہی ہے اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور اگر مان لیا جائے کہ انبیاء کو علم غیب تھا تو ان کی قربانیوں کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی ابراہیم علیہ السلام کو اگر معلوم ہوتا کہ اسماعیل علیہ السلام نے ذبح نہیں ہونا اور آگ مجھے نہیں جلائے گی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی خاطر جو تکلیفیں اٹھائیں اگر انہیں سب معلوم تھا تو پھر ان کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟ کائنات میں کوئی ایسی مخلوق نہیں جس کو علم غیب کا دعوی ہے۔

زمیں والوں کا انکار:

خاکیوں کے سردار فخر آدم اور محسنِ انسانیت کا اقرار ہے کہ زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون ﴿النمل: ٦٥﴾

کہہ دیجیے کہ آسمان والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا، انہیں تو یہ نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے کیے جائیں گے؟

عن خالد بن ذکوان عن الربیع بنت معوذ قالت: دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ بنی علی. فجلس علی فراشی کمجلسک منی، و جویریات یضربن بالدف یندبن من قتل من ابائھن یوم البدر. حتی قالت جاریۃ: وفینانبی یعلم مافی غد فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتقولی ھذا

وقولی ما کنت تقولین. ﴿رواہ البخاری: کتاب المغازی، کتاب النکاح: باب ضرب الرفانی النکاح و ابویمة﴾

خالد بن ذکوان سے روایت ہے۔ وہ سیدنا معوذ بن عفرآء کی لڑکی ربیع سے بیان کرتے ہیں۔ سیدہ ربیع کہتی ہیں: میرے ہاں اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب میں نکاح کے بعد اپنے شوہر کے پاس آئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بستر پر بیٹھے جیسا کہ تم بیٹھے ہو۔ ہماری کچھ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور اپنے باپ دادا کی خوبیاں بیان کر رہی تھیں جو غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ پھر اچانک ایک لڑکی نے یوں کہہ دیا: ہم میں ایسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے جو کل کی باتوں کو جانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات نہ کہہ وہی کچھ کہہ جو تو کہہ رہی تھی۔

آسمان والوں کا انکار:

فرشتوں کو بھی علم غیب نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے واقعے میں ان سے پوچھا ان چیزوں کے نام بتاؤ تو انہوں نے کہا تیری ذات پاک ہے ہم کو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے سکھا رکھا ہے۔

وعلم ادم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملئِکة فقال انبؤنی بأسماء هولاء إن کنتم صدقین. قالوا سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم. (البقرة : ۳۲. ۳۱)

اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا کر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا، اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتلاؤ ان سب نے کہا اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے۔

زمین اور آسمان کے درمیان والوں کا انکار:

جنات اگرچہ زمینی مخلوق ہیں لیکن پرواز کی قوت رکھتے ہیں اس لیے ہم انہیں زمین اور آسمان کے بیچ والے کہہ سکتے ہیں ان کے بارے میں سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں مشہور

ہو گیا تھا کہ یہ غیب جانتے ہیں اس کی تردید بھی قرآن پاک میں موجود ہے

فلما قضینا علیه الموت ما دلهم علی موته الا دابة الارض تاکل منساته فلما خرتبینت الجن ان لو کانو یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المهین ﴿سبا: ۱۴﴾

پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے کے جو ان کی اعصا کو کھا رہا تھا پس جب (سلیمان علیہ السلام) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

وہابن چیونٹی اور اہلِ توحید ہدہد:

حتی اذا اتوا علی واد النمل قالت نملة یایها النمل ادخلوا مسکنکم لا یحطمنکم سلیمن وجنوده وهم لا یشعرون. ﴿النمل: ۱۸﴾

جب وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمان علیہ السلام اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے۔

سلیمان علیہ السلام جانوروں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے چیونٹی جیسی معمولی مخلوق کہ اس کی پیمائش بھی مشکل ہے وہ بھی یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ علم غیب صرف اللہ پاک کو ہے اور سلیمان علیہ السلام ساری عظمت اور رفعت کے باوجود بے خبری میں تمہیں کچل نہ دیں کس قدر توحید والی چیونٹی تھی اس کی بات سن کر سلیمان علیہ السلام بھی مسکرا پڑے لیکن افسوس کی بات ہے کہ اشرف المخلوق اس کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لگائی تو کیا دیکھا کہ ہدہد (چکی راہا) غائب ہے آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا کہ اتنی دیر میں اھلِ توحید ہدہد صاحب تشریف لے آئے۔

فمکث غیر بعید فقال احطت بما لم تحط به وجئتک من سباٍ بنباٍ یقین (النمل: ۲۲)

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ آ کر اس نے کہا میں ایک ایسی چیز کی خبر لایا ہوں کہ تجھے خبر ہی نہیں، میں سبا کی ایک سچی خبر تیرے پاس لایا ہوں۔

ڈیڑھ چھٹانک کی سری والا ہد ہد پیغمبر کو یہ کہہ رہا ہے میرے پاس وہ خبر ہے جو تو نہیں جانتا۔اور ہمارا نو گز لمبی دستارِ فضیلت والا بھائی کہتا ہے نبی کو سب پتا تھا۔

صحیح حدیث میں ہے کہ یہودن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت میں زہر ملا کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک پتہ نہیں چلا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھا نہیں لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی اس زہر نے اپنا اثر دکھایا اور اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت جیسے عظیم رتبے سے بھی محروم نہیں رکھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی پروپیگنڈہ اس قدر شدید تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس کا شکار ہو گئے عائشہ رضی اللہ عنہا کا رو رو کر آنکھوں کا پانی خشک ہو گیا اور وہ اپنے والد یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئیں اس ساری صورتحال سے صرف عبداللہ ابن ابی خوش تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا انسان سے غلطی ہو جاتی ہے اگر تجھ سے غلطی ہو گئی ہے تو اللہ سے معافی مانگ لے وہ بخشنے والا مہربان ہے اس کے بعد اللہ نے اپنے پاک کلام میں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کے بارے میں آیات نازل کیں (بخاری)

عاصم الاحوال سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک چھوٹا سا گروپ ستر ۷۰ مبلغین کا بھیجا جنہیں قراء کہا جاتا تھا جب وہ دھوکے سے شہید کر دیئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت رنج ہوا میں نے کسی اور معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر رنجیدہ خاطر ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر رنجیدہ خاطر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ کا اہتمام کیا قاتلوں کے لیے بددعا کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے عصیہ قبیلے والوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے (البخاری: کتاب الدعوات)

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب مان لیا جائے تو نہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری عزت ورفعت خاک میں مل جائے گی بلکہ تذلیل کا پہلو نکلتا ہے

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان بوجھ کر زہر آلود گوشت کھایا اور خودکشی کی کوشش کی؟ معاذ اللہ

کوئی عام آدمی بھی اگر اسے پتہ ہو کہ اس کی بیوی پاک دامن ہے تو وہ کہے گا اگر غلطی ہوگئی ہے تو اللہ سے معافی مانگ لے؟ دوسری طرف سارے اصحابِ رسول، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پریشان ہیں تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ڈرامہ رچایا؟ معاذ اللہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر قاری شہید ہو گئے اگر آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ انہیں شہید کر دیں گے تو کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قاتلوں کے ساتھی نہ ہوئے؟ معاذ اللہ

اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر علم غیب تھا تو جبرائیل علیہ السلام کی آمد کا سبب کیا تھا؟ وہ جو وحی لے کر آتے تھے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے ہی نہیں جانتے تھے؟

فقہ حنفی کی صراحت:

رجل تزوج امراة بغير شهود فقال الرجل والمرة : خدائے راد پیغامبر را گوه کردیم : قالو ا یکون کفرا لانه اعتقد ان رسول صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وهوماکان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت (فتاوی قاضی خان برحاشیه فتاوی عالمگیری ج ۳ ص ۵۷۶ : بحواله قبر پرستی)

کسی آدمی نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا البتہ مرد عورت نے یہ کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناتے ہیں، فقہائے (حنفیہ) کہتے ہیں کہ ایسا کہنا کفر ہے اس لیے کہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں عالم الغیب نہ تھے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب کیوں کر ہو سکتے ہیں۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

زلزلہ درزلزلہ کے دیوبندی مصنف نجم الدین صاحب لکھتے ہیں:
علمائے دیوبند ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اللہ کے علاوہ غیب کی کوئی بات کسی کو معلوم نہیں ہوسکتی۔
(زلزلہ درزلزلہ:ص ۱۰۱)

دوسری جگہ نجم الدین صاحب یوں فرماتے ہیں:
علمائے دیوبند اس بات کے بھی قائل ہیں کہ بعض علوم غیبیہ انبیاء، اولیاء، اصفیاء کو تو چھوڑیے معمولی لوگوں کو بھی معلوم ہوتے ہیں۔
لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں۔دریافت وادراک وغیبات کا ان کو علم ہوتا ہے۔(شمائم امدادیہ:ص ۶۱)
اب اس کی عملی وضاحت ملاحظہ فرمائیں:
جناب زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات مل جائے گی میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔

ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتہً اس نے ایک چیخ ماری اور اس کا سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی قرطبی کہتے تھے میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہوجائے گا چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لیے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا میں نے اپنے دل میں چپکے سے ہی بخشا تھا اور

میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ سے ہٹالی گئی۔قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصے سے دو فائدے ہوئے۔ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار میں نے پڑھی تھی اس کا تجربہ ہوا اور دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔(فضائل تبلیغی نصاب ص ٥٧٦)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

اعلیٰ حضرت صاحب لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم تھا مگر آپ کو ان سب کو مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا تھا (خالص اعتقاد: ص ٥٦)

جو شخص یہ کہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ چھپا لیا ہے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھتا ہے۔(بخاری)

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص وہ بات مجھ سے منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں:

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے۔کھانا کھاتے ہوئے دفعۃً رونے لگا۔وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لیے جا رہے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر کے پاس کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا فوراً وہ لڑکا ہنسا آپ نے ہنسنے کا سبب دریافت فرمایا۔لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا کہ میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لیے جا رہے ہیں۔ (ملفوظات احمد رضا: ص ٨٢)

جس جانور پر سرکار قدم رکھیں، اس کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیے جاتے ہیں جس انسان

کے سر پر حضور کا ہاتھ ہو اس پر سب غائب و حاضر کیوں نہ ظاہر ہو جائے۔ (مواعظ نعیمیہ، اقتدار بن احمد یار ص ۳۶۴۔۳۶۵: بحوالہ بریلویت)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

لطف کی بات یہ ہے کہ بریلوی اور دیوبندی بھائی دونوں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد ہیں اور درمختار میں ہے جو امام کا قول رد کرے۔

فلعنة ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفه

جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول رد کرے اس پر ریت کے زروں برابر خدا کی لعنت (درمختار ج ا ص ۲۶)

امام صاحب کا قول پیچھے گذر چکا ہے کہ جو یہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا وہ کافر ہے ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہتے کہ

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

خانقاہی دنیا:

انفاس العارفین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد محترم شاہ عبدالرحیم صاحب کے متعلق فرما رہے ہیں۔

سننے میں آیا ہے کہ آپ کا ایک خادم کسی بری عادت میں مبتلا تھا۔ آپ نے اسے کئی بار اشاروں، کنایوں سے تنبیہ فرمائی، مگر وہ پھر بھی نہ چونکا نہ ہی اپنی عادت بد سے باز آیا۔ بالآخر حضرت شیخ نے اسے تنہائی میں بلا کر کہا تجھے کئی بار اشاروں کنایوں سے سمجھایا مگر تو نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ شاید تو سمجھتا ہے کہ ہم تیرے کرتوتوں سے بے خبر ہیں۔ قسم بخدا اگر زمین کے نچلے طبق میں رہنے والی کسی چیونٹی کے دل میں بھی سو خیال آئیں تو ان میں ننانوے خیالات کو میں جانتا ہوں۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس کے سو کے سو خیالات سے باخبر ہیں یہ سن کر

خادم نے اپنی برائی سے توبہ کر لی۔ (انفاس العارفین: ص۲۰۵، شریعت وطریقت: ص۲۹۳)

حاضر ناظر:

مسئلہ حاضر ناظر علمِ غیب کا ہی حصہ ہے اس کی بھی قرآن میں تردید آئی ہے، جو خبریں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ ہیں کہ وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے وہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی بتلاتے ہیں۔

قرآن کی پکار:

ذلک من انباء الغیب نوحیه الیک وما کنت لدیهم اذا اجمعوا امرهم وهم یمکرون. ﴿یوسف: ۱۰۲﴾

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جس کی ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔ آپ ان کے پاس نہ تھے جب کہ انہوں نے اپنی بات ٹھان لی تھی اور وہ فریب کرنے لگے تھے۔

اس بات کا تعلق یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے ہے جو خود بھی نبی تھے نبی کے بیٹے تھے نبی کے پوتے تھے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے ساتھ جو کیا اس سے پتہ چلا کہ پہلے انبیاء بھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر ناظر نہیں تھے۔ کیونکہ

اگر غیب کی خبریں پہلے سے معلوم ہوں تو بتلانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کسی کے شاگرد تھے اور نہ ہی کسی ایسے شخص سے ملے جو اس واقعہ کا چشم دید گواہ (Eye Witness) ہو یقیناً اللہ پاک نے وحی کے ذریعے آپکو بتایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کرنے کے لیے مدینہ سے مکہ تشریف لائے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاظر ناظر تھے تو مکہ آنے کا کیا مقصد؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے مکہ میں موجود نہ تھے؟ ہجرت کس نے کی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی مدینہ میں موجود نہ تھے؟ معراج کس کو ہوئی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی ہر جگہ موجود نہ تھے؟

ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

جب بھی کوئی تحریر لکھی جاتی ہے ہمارے ایک خاص مکتبہ فکر کے لوگ یا اللہ کے ساتھ یا محمد

صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لکھتے ہیں اور اب تو یہ سلسلہ بڑھ کر بیج اور وال چاکنگ تک پہنچ گیا ہے یہ محض الفاظ ہی نہیں بلکہ اس کے پیچھے یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں اور ہمارے حالات سے باخبر ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا کی ایک جھلک ہم قرآن پاک سے پیش کرتے ہیں:

ان الذین ینادونک من ورآء الحجرت اکثرھم لا یعقلون ﴿الحجرات : ۴﴾

جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر (بالکل) بے عقل ہیں۔

یہ آیت حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے مسند احمد میں ہے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا نام لے کر پکارا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازیں لگائیں۔

(ابنِ کثیر، تفسیر احسن البیان)

یایھا الذین امنو ا لا تر فعوا صواتکم فوق صوت النبی و لا تجھر واله بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون. ﴿الحجرات : ۲﴾

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمھارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام انسانیت میں سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارے اللہ تعالیٰ ادب سکھا رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عام شخصیت نہیں ہیں اور اللہ نے ایسا کرنے والوں کو بے عقل کہا ہے اور یہ ہدایت کی کہ اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے پست رکھو ایسا نہ ہو تمھارا سب کچھ لٹ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ اور اس آیت کا شان نزول یہ ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابنِ ابی ملکیہ سے مروی ہے کہ قریب تھا کہ وہ بہترین

ہستیاں ہلاک ہو جائیں یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں کی آوازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند ہوگئیں جبکہ بنو تمیم کا وفد حاضر ہوا تھا ایک تو اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو کہتے تھے جو بنی مجاشع میں تھے اور دوسرے دوسرے شخص کی بابت کہتے تھے اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم تو میرا اخلاف ہی کیا کرتے ہو فاروق نے جواب دیا نہیں نہیں آپ یہ خیال بھی نہ فرمایئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد تو عمر رضی اللہ عنہ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نرم کلامی کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔(ابنِ کثیر)

جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اونچی آواز میں بات کرنے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو اتنے سخت الفاظ میں تنبیہ ہے تو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر بھی جانتا ہے اور سپیکر پر محلے والوں کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔ تو اس کی خیر ہوگی؟ اور اب تو یہ حال ہے کہ مسجدوں کے قریب جگہ سستی ہوگئی ہے کبھی لوگ سکون کے لیے مسجد کے قریب گھر خریدتے تھے اور اب سکون کے لیے مسجد سے دور گھر کو ترجیح دیتے ہیں کیا یہ لمحہ فکریہ نہیں ہے؟

عجب عقیدہ ہے کہ مصلے پر مولانا صاحب کھڑے ہیں حالانکہ معراج کے موقعے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں انبیاء میں سے جو پوری کائنات کے سردار ہیں کوئی نبی امامت کے لیے کھڑا نہیں ہوا، یہ شرف صرف آمنہ کے لال کو حاصل ہوا اب جو مولانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاظر ناظر بھی جانتا ہے اور مصلے پر امامت کے لیے بھی کھڑا ہے کیا وہ گستاخی کا مرتکب نہیں ہو رہا؟

اور پھر پر لطف بات یہ ہے بہ وقت ضرورت اپنے خود ساختہ عقیدہ سے تائب بھی ہو جاتے ہیں ایک کہتا ہے دم بدم پڑھو درود حضور بھی ہیں یہاں موجود وہ ابھی بیٹھتا نہیں دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے اے صبا مدینے جانا میرا ان کو سلام کہنا۔ اگر حضور یہاں موجود ہیں تو صبا کو سندیسے دینے کی کیا ضرورت ہے؟ بھائیو خدارا غور تو کرو کیا کر رہے ہو۔

فقہ حنفی کی صراحت

اسی طرح فتاوی بزازیہ میں ہے:

وقال علماء نا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر (بحوالہ فتاوی مولانا عبدالحئی: ج ۲ ص ۳۴: بحوالہ قبر پرستی ص ۲۳)

یعنی ہمارے (حنفی) فقہا نے کہا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اور غیب جانتی ہیں وہ کافر ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

کہ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ میرا حاجی کے ساتھ برسوں یہ تعلق رہا کہ بغیر آپ کے مشورے کے میری نشست و برخاست نہیں ہوئی حالانکہ حاجی صاحب مکہ میں تھے اور اس کے بعد جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برسوں تعلق رہا ہے۔ (امدادالمشتاق: ص ۱۹۹)

تذکرہ الرشید کے مصنف اپنی خوشدامن کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ بیٹا حضرت گنگوہی کے بہت شاگرد و مرید ہیں مگر کسی نے حضرت کو نہیں پہچانا جن ایام میں میرا قیام مکہ معظّمہ میں تھا روزانہ میں نے صبح کی نماز حضرت کو حرم شریف میں پڑھتے دیکھا اور لوگوں سے سنا بھی کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں گنگوہ سے تشریف لائے ہیں۔ (تذکرہ الرشید: ۲-۲۱۲)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

احمد رضا خان صاحب سے سوال ہوتا ہے:

عرض حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں ارشاد ہوا اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ اول: صفحہ ۱۱۳)

مزید تسلی کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

سیدی احمد سلجماسی کے دو بیویاں تھیں سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بی بی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی۔ یہ نہیں چاہیے۔ عرض کیا

حضور وہ اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال دی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔ (ملفوظات اعلیٰحضرت بریلوی: ج۲ص۵۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوجین کے جفت (ہم بستری) ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ (مقیاسِ حنفیت: ص۲۸۲ مصنف عمر اچھروی)

نجانے کیوں مسئلہ حاضر و ناظر کو اسلام اور کفر کا مسئلہ بنا لیا گیا ہے حالانکہ اس میں صرف تذلیل کا پہلو ہے۔

عدالت میں آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے کہ فلاں ملزم حاضر ہو، باس (Boss) اپنے ماتحت کو اپنے کمرے میں بلاتا ہے کہ وہ حاضر ہو۔

حدیث میں آتا ہے کہ شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے، اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ ممکن ہے کسی کے ذہن میں آئے پھر اللہ جو حاضر و ناظر ہے وہ کیسے ہے اس کی وضاحت ان شاءاللہ وحدت الوجود کے باب میں پیش کریں گے۔

خانقاہی دنیا:

روایت ہے کہ ایک شخص حاجی یعقوب نامی مدینہ منورہ کا رہنے والا تھا۔ وہ ہمیشہ شیخ حسین کو روضہ نبوی میں معتکف دیکھتا۔ وہ ایک مرتبہ لاہور آیا تو ایک جگہ دیکھا کہ بازار میں ڈھول بج رہا ہے اور شیخ شراب کے نشہ میں چور رقص کر رہا ہے۔ دیکھ کر شیخ حسین کو پہچان لیا مگر سخت حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے؟ شیخ نے کہا آنکھیں بند کرو اس نے آنکھیں بند کرتے ہی اپنے آپ کو مدینہ منورہ میں اور حسین کو روضۂ نبوی میں معتکف پایا۔

نقل ہے حسین کے دشمنوں نے اکبر بادشاہ سے شکایت کی کہ لاہور میں ایک شیخ حسین نامی ہے داڑھی مونچھیں منڈواتا ہے سرخ لباس پہنتا ہے اور کھلے بندوں خلاف شریعت امور کا

مرتکب ہوتا ہے ایک حسین لڑکے مادھو کو اپنے پاس رکھتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈھول کی آواز پر رقص کرتا ہے اس کے باوجود باطنی ولایت کا دعویدار بھی ہے بادشاہ نے اسے بلایا تو حسین اسی طرح مست ومخمور جام وصراحی لیے دربار میں حاضر ہوا اکبر نے کہا تو سلسلہ قادریہ کا پیروکار ہوکر مےنوشی اور امرد پرستی کیوں کرتا ہے؟ اس کے جواب میں حسین نے اپنی صراحی سے ایک پیالا اکبر کے سامنے پیش کیا، اکبر نے دیکھا وہ سرد پانی تھا۔ دوسرا پیالا پیش کیا، تو وہ شربت سے پر تھا اسی طرح تیسرا پیالہ دودھ سے اکبر سخت حیران ہوا اور بغرض امتحان جیل بجھوا دیا کہ اگر صاحب کرامت ہے تو زنداں میں نہیں رہ سکتا۔ اکبر جب اسے جیل بجھوا کر زنان خانہ میں گیا۔ تو شیخ حسین کو بادشاہ کی بیگم کے پاس کھڑا دیکھا پھر قید خانہ میں گیا تو حسین کو وہاں بھی موجود پایا یہ دیکھ کر اکبر نے اسے رہا کر دیا۔ (خزینۃ الاصفیاء: ص ۲۲۱۔۲۲۲)

آج جس طرح امت مسلمہ باہم دست وگریباں ہے۔ عجب بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں لیکن اختلافات کا خاتمہ نہیں فرماتے۔ آپ کی بات کوئی بھی رد نہیں کرے گا۔

ایسا ہی ایک واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی ہوا کہ عبداللہ ابن ابی کی شرارت سے مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگوں کے درمیان تکرار ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھاگے ہوئے گئے چادر بھی کندھے سے گر گئی کہ جس چادر کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ معاملہ ختم ہوگیا کہ مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کس طرح دست وگریباں ہوسکتے ہیں؟

مادرِ رحم میں کیا ہے؟

قرآن کی پکار:

اللہ یعلم ما تحمل کل انثی وما تغیض الارحام وما تزداد وکل شیء عندہ بمقدار (الرعد: ۸)

مادہ اپنے شکم میں جو کچھ رکھتی ہے اسے اللہ بخوبی جانتا ہے اور پیٹ کا گھٹنا اور بڑھنا بھی، ہر

چیز اس کے پاس اندازے سے ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبداللہ خان تھا اور قوم کے راجپوت تھے اور یہ حضرت کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر حمل ہوتا اور تعویذ لینے کے لیے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکا ہوگا یا لڑکی۔اور جو آپ بتلاتے تھے وہی ہوتا تھا۔(ارواح ثلاثہ:۱۸۵)

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے فرمایا۔راؤ عبدالرحمٰن خان صاحب پنجلاسہ (پنجاب) میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے اور بڑے زبردست صاحب کشف حالات تھے۔کشف کی یہ حالت تھی کہ کوئی لڑکا یا لڑکی کے لیے تعویذ مانگتا، بے تکلف فرماتے: تیرے ہاں لڑکا ہوگا یا لڑکی ہوگی۔لوگوں نے عرض کیا یہ کیسے آپ بتاتے ہیں فرمایا کہ کیا کروں بے محابا مولود کی صورت سامنے آجاتی ہے (ارواح ثلاثہ:۱۷۲)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو یعنی مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلبی، ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو (نجم الرحمٰن :ص۱۰۳۔۱۰۴)

یعقوب فرماتے ہیں کہ وہ مرد کامل ہر اس حمل کی حالت پر مطلع ہوتا ہے۔جو ابھی تک ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے (یعنی) کہ کسی عورت کو حمل قرار نہیں پاتا مگر وہ اسے جانتا اور دیکھتا ہے (نجم الرحمٰن:۱۰۶)

احمد رضا خان صاحب:

ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا کہ جنہوں نے یہ جان لیا کہ کہاں مریں گے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کرلیا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی کہیے اب بھی اس

آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے۔ (خالص اعتقاد: ص۵۳)

خان صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ ان کے مخاطب کون ہیں جن کو وہ کہہ رہے ہیں کہ: اب بھی اس آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے: اللہ نے قرآن میں کہا ہے کہ رحموں میں کیا ہے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ پانچ علوم جن کو صرف اللہ جانتا ہے ان میں سے ایک رحموں میں کیا ہے یہ بھی ہے۔ (بخاری)

اب بریلوی بھائی ہی بتا سکتے ہیں کہ خان صاحب نے اللہ کو آیت کے معنی سمجھائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو؟

Ultra Sound کی حقیقت بھی اتنی ہے کہ اس سے صرف اندازہ ہوتا، کئی دفعہ ایسا ہوا کہ الٹرا ساونڈر پورٹ غلط نکلی اس کے لیے ہم دو تین مثالیں پیش کرتے ہیں:

۱۔ برطانیہ کی شہزادی لیڈی ڈیانا ان کے ہاں پہلی دفعہ بچہ پیدا ہوا دوسری دفعہ ڈاکٹر نے الٹرا ساؤنڈ رپورٹ دی کہ بیٹی ہے کچھ دنوں بعد شہزادی نے دوسرے بچے کو جنم دیا۔

۲۔ سابقہ وزیرِ اعظم بے نظیر زرداری کے پہلے بیٹی پیدا ہوئی اس کے بعد بیٹا پیدا ہوا تیسری دفعہ ان کے معالج ڈاکٹر عبدالرشید تھے انہوں نے پیدائش سے ایک دن پہلے الٹرا ساؤنڈ رپورٹ دی کہ اس دفعہ بھی بیٹا ہے لیکن اس سے اگلے دن بی بی بے نظیر نے بیٹی کو جنم دیا۔ (کدھر گیا تمھارا الٹرا ساؤنڈ) بحوالہ تقریر: حافظ عبدالسلام بن محمد اجتماع ۱۹۹۹ء

۳۔ میرے دوست کی تین بیٹیاں تھیں چوتھی دفعہ ڈاکٹر نے بتایا کہ بیٹا ہے مگر کچھ دنوں کے بعد ان کے ہاں چوتھی بیٹی کی ولادت ہوئی۔

۴۔ ایک اور کیس میں سپیشلسٹ لیڈی ڈاکٹر نے الٹرا ساؤنڈ کرنے کے بعد بتایا کہ بیٹا ہے اور بچہ صحت مند اور تندرست ہے۔ اس عورت نے دائی کے لیے الٹرا ساؤنڈ رپورٹ کی روشنی میں سونے کی انگوٹھی تیار کروائی لیکن اللہ کا کرنا کہ نہ صرف بیٹی پیدا ہوئی بلکہ اس کی دونوں آنکھوں کی بینائی بھی نہیں تھی سبحان اللہ۔

مرنے کا علم

قرآن کی پکار:

وانہ ھو امات واحیا (النجم: ۴۴)

اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔

نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔ (لقمان: ۳۴)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

احمد حسین کا واقعہ جسے اشرف السوانح کے مصنف ذکر کرتے ہیں:

ایک بار انہوں نے کسی کے لیے بدعا کی تو وہ دفعتہً مر گیا۔ بجائے اس کے اپنی کرامت سے خوش ہوتے، ڈرے اور بذریعہ تحریر حضرت والا (تھانوی صاحب) سے مسئلہ پوچھا کہ مجھے قتل کا گناہ تو نہیں ہوا؟

تھانوی صاحب نے کہا اگر آپ میں قوت تصرف ہے اور بدعا کرتے وقت آپ نے اس قوت سے کام لیا تھا یعنی یہ خیال قصد اور قوت کے ساتھ کیا تھا کہ یہ شخص مر جائے تب تو قتل کا گناہ ہوا۔ (اشرف السوانح: ج ا ص ۱۲۵)

اگر یہ بات درست ہے تو پھر تو دنیا میں صرف دیوبندی بھائی ہی ہونے چاہیے تھے باقی سارے تو خیال قصد اور قوت کی بھینٹ چڑھ جانے چاہیے تھے۔ افغانستان میں یہاں طالبان (جو دیوبندی ہیں) مشکلات کا شکار ہیں کوئی صاحبِ کرامت بش اور کرزئی پر تجربہ کیوں نہیں کرتا؟

ایک واقعے کا تذکرہ مولانا عاشق علی صاحب نے ان الفاظ میں کیا کہ حضرت مولانا قاسم ایک مرتبہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ بعض نے دیکھا کہ کنپٹی پر گولی لگی اور دماغ پار کر کے نکل گئی۔ اعلیٰ حضرت

(گنگوہی صاحب) نے لپک کر زخم پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کیا ہوا میاں صاحب؟ اس کے بعد عمامہ اتار کر سر جو دیکھا کہیں گولی کا نشان نہ ملا اور تعجب یہ ہے کہ خون سے تمام کپڑے تر۔ (سوانح قاسمی:۲۔۱۶۰)

مولانا مظفر حسین ۲۳ جمادی الثانی روز شنبہ ۱۲۸۲ھ کو بیت اللہ روانہ ہوئے ابھی مکہ مکرمہ پہنچنے نہ پائے تھے کہ اسہال کا مرض لاحق ہو گیا مکہ مکرمہ میں ایک دن حاجی امداد اللہ سے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مدینہ منورہ میں موت آئے مگر بظاہر اب میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ آپ مراقبہ کی جیئے انہوں نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ نہیں آپ مدینہ منورہ پہنچ جائیں گے۔ کچھ روز کے بعد آپ اچھے ہو گئے اور اگلے ہی روز مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے مدینہ منورہ پہنچنے میں ایک منزل باقی تھی کہ آپ پھر بیمار ہو گئے اور ۱۰ محرم ۱۲۸۳ھ کو انتقال فرمایا اور نزدیک قبر حضرت عثمان مدفون ہوئے۔ (ارواح ثلاثہ:۲۲۲)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں ایک مرتبہ تیز ہوا چل رہی تھی۔ اس وقت ایک چیل اوپر سے چلاتی ہوئی گزری، جس سے اہل مجلس کی نگاہیں منتشر ہوئیں۔ آپ نے نظر مبارک اٹھا کر دیکھا، فوراً وہ چیل مر گئی۔ سر علیحدہ اور دھڑ علیحدہ۔ بعد ختم وعظ حضور تشریف لے چلے۔ وہ چیل بدستور مری پڑی تھی۔ آپ نے ایک ہاتھ میں سر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ میں جسم، اور دونوں کو بسم اللہ کہہ کر ملا دیا۔ فوراً اڑتی ہوئی چلی گئی۔ (باغ فردوس از قناعت علی رضوی: ص ۲۷۔ بریلویت: ص ۲۴۹)

صرف نظر سے بے چاری (بے زبان) چیل مر گئی اگر حضرت صاحب اس کے لیے بد دعا فرما دیتے تو کیا ہوتا؟

دلوں کے حال

قرآن کی پکار:

قل ان تخفوا مافی صدورکم اوتبدوہ یعلمہ اللہ ویعلم ما فی السمٰوٰت ومافی الأرض واللہ علی کل شیء قدیر. (ال عمران : ۲۹)

کہہ دیجیئے ! کہ خواہ تم اپنے سینوں کی باتیں چھپاؤ خواہ ظاہر کرو اللہ تعالیٰ (بہرحال) جانتا ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسے معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

گنگوہی صاحب کے شاگرد مولوی ولی محمد اپنے استاد کے بارے میں فرماتے ہیں:

حضرت کے سامنے جاتے ہوئے مجھے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے کیونکہ قلب کے وساس اختیار میں نہیں اور حضرت ان پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ (تذکرہ الرشید:۲۔۲۲۷)

اشرف علی تھانوی کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں کہ:

مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کا قلب بڑا ہی نورانی تھا میں ان کے پاس بیٹھنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں میرے عیوب منکشف نہ ہو جائیں۔ (ارواح ثلاثہ:۴۲۲)

مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی قلب کے اندر کے جو نہایت باریک چور ہوتے ہیں ان سے خوب واقف ہیں۔ (ارواح ثلاثہ:۱۴۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے کہ ہماری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں نے تہمت لگائی پیارے رسول نہ تو حضرت عائشہ کا دل پڑھ سکے اور نہ ہی وہ صحابہ جو اس پروپیگنڈہ کا شکار ہو گئے نورانی قلب رکھتے تھے کہ عبداللہ ابن ابی کے دل سے واقف ہو جاتے کہ وہ جھوٹا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ بزرگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے بھی زیادہ نورانی قلب رکھتے تھے۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

ایک دن شیخ مکارم رضی اللہ عنہ نے کہا عنقریب یہاں تین اشخاص آئیں گے اور وہ یہیں پر مریں گے۔ فلاں اس طرح فلاں اس طرح تھوڑی دیر گذری تھی کہ تینوں اشخاص آ گئے اور پھر ان کی موت بھی وہیں واقع ہوئی۔ اور جس طرح انہوں نے بیان کیا تھا اسی طرح ہوئی۔ (الدولتہ المکیہ: ص ۱۶۴)

نبی کا معجزہ اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے

قرآن کی پکار:

وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض اوسلما فی السماء فتاتیھم بایة ولوشاء اللہ لجمعھم علی الھدی فلاتکونن من الجھلین ﴿الانعام: ۳۵﴾

اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا اعراض گراں گزرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ راست پر جمع کر دیتا سو آپ نادانوں میں سے نہ ہو جائیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کی تکذیب سے جو مشقت ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر پریشان ہوتے اس بارے میں اللہ پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہا ہے کہ آپ انہیں مطمئن کرنے کے لیے زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں سیڑھی لگا لو انہیں معجزہ دکھاؤ (جس پر آپ قادر نہیں ہیں) مختصراً مفہوم یہ ہے کہ آپکا کام تبلیغ اور اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچانا ہے باقی ہدایت اللہ کے پاس ہے جس کو چاہے دے آپکا اس سلسلے میں پریشان ہونا بے سود ہے۔

اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کوشش کرنا نادانی کا کام ہے کیونکہ اللہ کی مشیت تو ہر صورت میں پوری ہونی ہے۔ یہ امت کے لوگوں کے لیے پیغام ہے۔

معجزہ کا باب تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ختم ہو گیا البتہ کرامت کا ظہور نیک لوگوں سے ممکن ہے لیکن جس میں کرامت کے ساتھ چیلنج ہو وہ کرامت نہیں شعبدہ بازی ہوتی ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ ہر نیک آدمی سے کرامت کا ظہور ہو، کرامت اور ولایت میں سورج اور روشنی والا تعلق نہیں ہے، کہ سورج ہوگا تو لازمی روشنی ہوگی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑا ولی کوئی پیدا ہوا اور نہ ہوگا ان سے کتنی کرامات کا ظہور ہوا اگر سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کی کرامات کو جمع کیا جائے تو پاکستان کی ایک خالی قبر کے برابر بھی نہیں بنتیں۔

اس طرح کا ایک واقعہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ملتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو رفاعی فرقہ کے ایسے ہی شعبدہ باز پیروں سے سابقہ پڑا تھا۔ یہ لوگ سیاہ کپڑے پہنتے، ہاتھوں اور گلے میں لوہے کڑے یا طوق پہنتے تھے۔ آگ میں کود جاتے، انگاروں اور سانپوں سے کھیلتے تھے اور یہی ان کے اہل حق ہونے کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ نماز، روزہ اور دوسرے شرعی احکام سے یکسر غافل اور بے پرواہ تھے اطراف واکناف میں ان کے بے شمار معتقدین پھیل گئے تھے۔ امرائے سلطنت پر بھی ان لوگوں کا اثر تھا۔

امام موصوف نے بیانگ دہل یہ اعلان کر دیا کہ یہ لوگ محض شعبدہ باز ہیں اور رجال غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان لوگوں نے مشتعل ہو کر حاکم وقت امیر افرم سے شکایت کی۔ امیر افرم نے فریقین کو بلا لیا اور طے یہ پایا کہ فریقین آگ میں کود جائیں، پھر جو جل جائے گا وہ جھوٹا اور جو بچ کر نکل آئے گا اسے سچا سمجھا جائے گا۔

امام موصوف نے یہ فیصلہ منظور کر لیا، مگر شرط یہ لگائی کہ فریقین آگ میں داخل ہونے سے پہلے سرکہ اور گرم پانی سے خوب بدن مل کر نہا لیں۔ امیر فرم نے وجہ دریافت کی تو آپ نے کہا کہ یہ لوگ مینڈک کی چربی، نارنج کے اندرونی چھلکے اور طلق کے پتھر وغیرہ پیس کر اپنے بدن پر مل لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان پر اثر نہیں ہوتا۔

جب اس فرقہ رفاعیہ کے پیروکاروں نے امام موصوف کی یہ شرط سنی، تو ان کے حوصلے

پست ہو گئے اور صلح کی درخواست کی کہ اس معاملہ کو یہیں پر ختم کر دیا جائے اور معافی مانگ لی اور کہا کہ آئندہ ہم بدعتوں کو چھوڑ کر شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت، ابوالحسن علی ندوی)

حسین بن منصور حلاج کی تاریخی شخصیت کے عنوان سے سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تاریخ کتب اس امر پر متفق ہیں کہ حلاج نیرنگ، شعبدہ بازی اور ہاتھوں کے کھیل میں بہت چالاک اور مشاق تھا۔ روپیے برسا دیتا تھا، طرح طرح کے میوے منگواتا، ہوا میں اڑتا اور اس کے علاوہ بھی کئی عجائبات دکھلاتا تھا۔ اس کے ایک ہم سفر کا بیان ہے کہ حسین اس کے ساتھ صرف اس غرض سے ہندوستان آیا تھا کہ یہاں کی مشہور شعبدہ بازیوں کی تعلیم حاصل کرے۔ چنانچہ اس نے میرے سامنے ایک عورت سے رسی پر چڑھ کر غائب ہو جانے کا فن سیکھا۔ راہ میں گھڑے کھود کر کہیں پانی، کہیں میوہ، کہیں کھانا پہلے سے چھپا دیتا۔ پھر اپنے ہمراہیوں کو لے کر اسی سمت میں سفر کرتا اور بوقت ضرورت کرامتوں کے کرشمے دکھاتا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں

قرآن کی پکار:

قل لا املک لنفسی ضرا و لا نفعا الا ما شاء الله لكل امة اجل اذا جاء اجلهم فلا يستاخرون ساعة و لا يستقدمون ﴿يونس: ۴۹﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیے کہ میں اپنی ذات کے لیے تو کسی نفع کا اور کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا اللہ کو منظور ہو۔ ہر امت کے لیے معین وقت ہے جب اس کا وہ معین وقت آن پہنچتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں۔

قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشدا ﴿الجن: ۲۱﴾

کہہ دیجیے کہ مجھے تمہارے کسی نقصان نفع کا اختیار نہیں۔

مشرکین کے عذاب الٰہی مانگنے پر کہ اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب نازل کیوں نہیں ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا ہر امت کے

لیے مخصوص وقت ہے جب وہ آ جائے گا تو اس سے ایک لمحہ آگے ہو گا نہ پیچھے۔

ہدایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں بھی نہیں ہے

قرآن کی پکار:

انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھوا علم بالمھتدین ﴿القصص: ٥٦﴾

آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے ہدایت والوں سے وہی خوب اگاہ ہے

افمن حق علیہ کلمۃ العذاب افانت تنقذ من فی النار ﴿الزمر: ١٩﴾

بھلا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے، تو کیا آپ اسے جو دوزخ میں ہے چھڑا سکتے ہیں۔

فذکر انما انت مذکر ﴿الغاشیہ: ٢١﴾

پس آپ نصیحت کر دیا کریں (کیونکہ) آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔

کسی کو ہدایت دینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں بھی نہیں ہے آپکا کام تو صرف دعوت اور تبلیغ ہے

کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہابی تھے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلیل قدر صحابی تھے، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم بشمول ابوبکر رضی اللہ عنہ مرید رسول اور اکیلا عمر رضی اللہ عنہ مراد رسول اس میں کوئی عمر رضی اللہ عنہ کا شریک نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد اگر کسی کو استحقاق یا اہلیت کی بنیاد پر نبوت ملتی تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتا۔ جو خواہش عمر رضی اللہ عنہ کی زمین پر ہوتی وہی فیصلہ آسمان پر اللہ کا ہوتا اس مرد مومن کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔

عابس بن ربیعہ فرماتے ہیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجرِ اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا آپ نے حجرِ اسود کو مخاطب کر کے کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے جو

نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع اگر میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔ (رواہ البخاری: کتاب المناسک)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ درخت کٹوا ڈالا تھا جس کے نیچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کی تھی کیونکہ لوگ اس کے نیچے عقیدت کے ساتھ جانے لگے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ فتنہ نہ پیدا ہو جائے چنانچہ اسے کٹوا ڈالا حالانکہ اس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ (صراط مستقیم کے تقاضے: ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ صفحہ ۱۶۶)

زمانے کو گالی دینا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابنِ آدم مجھے اذیت دیتا ہے وہ زمانے کو گالیاں دیتا ہے اور میں (صاحب) زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں معاملات ہیں میں رات اور دن کو بلاتا ہوں۔ (بخاری: کتاب التفسیر)

شرک

شرک نا قابل معافی جرم ہے جس کا قرآن اور حدیث میں بے شمار دفعہ ذکر ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج شرک کرنے والے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار لیکن توحید والے گستاخ رسول اور اولیاء کے منکر قرار پاتے ہیں۔

خرد کا نام جنون، جنون کا خرد رکھ دیا
جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

مجموعی طور پر آج ہماری بربادیوں کے اسباب میں سے ایک اہم سبب شرک بھی ہے آج مسلمان ذلیل ہیں رسوا ہیں تو اس کی وجہ بھی شرک ہے کہ مسجدیں ویران ہیں اور مزارات آباد ہیں۔

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

آج ہر وہ کام جو نہ صرف صریح شرک ہے بلکہ اس کے سامنے مشرکین مکہ کا شرک بھی شرما جائے وہ ہم اللہ اور اس کے رسول کا نام لے کر رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اللہ ریٹائرڈ ہو چکا ہے اور اس نے اپنے سارے کام مختلف لوگوں کے سپرد کر دیے ہیں اور خود گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ مجوسیوں کے دو خدا تھے نیکی کا خدا یزداں اور برائی کا خدا اہرمن عیسائیوں نے تین بنائے مسلمانوں کے پنجتن پاک اور پھر اس کے بعد اب ہر کلومیٹر کے بعد ایک نیا خدا ہے۔

جھلے لوگ جہان دے بھلے پھر دے سب
سامنے دیکھ کے پیر نوں فیر وی پچھدے رب

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

اپنا اللہ میاں نے ہند میں نام
رکھ کیا خواجہ غریب نواز

پھر مانگتے بھی اس سے ہیں جو خود کنگال ہے اللہ کے بندو سوچو کہ جو خود دمڑی شاہ ہے وہ تجھ کو کیا دے گا؟ اللہ تعالیٰ مشرک کے بارے میں فرماتے ہیں اس کی مثال ایسے ہے گویا کہ آسمان سے گر پڑا۔

حنفاء لله غير مشركين به ومن يشرك بالله فكأنما خرمن السماء فتخطفه الطير أو تهوى به الريح فى مكان سحيق. (الحج: ۳۱)

اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے۔ سنو اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔

آج کے حالات کی بھرپور عکاسی مولانا حالی رحمہ اللہ نے اپنی نظم میں کی ہے:

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں

رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلہ گیا آ کے ہندوستان میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پر نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلمان

شرک کتنا بڑا گناہ ہے؟

قرآن کی پکار:

ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء من عبادہ ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانو ا یعملون(الانعام: ۸۸)

اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔

سورۃ انعام میں ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، نوح علیہ السلام، داود علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحیی علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، یسع علیہ السلام، یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے حالانکہ انبیاء سے شرک کا صدور ناممکن ہے یہاں شرک کی سنگینی بتلانا مقصود ہے ورنہ انبیاء تو آئے ہی لوگوں کو شرک سے منع کرنے کے لیے تھے وہ بھلا کیونکر شرک کریں گے اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ کسی ملک کا صدر ایک جرم کر کے قانون سے نہیں بچ سکتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہی جرم کر کے عام آدمی یا کوئی کونسلر قانون کی گرفت سے بچ سکے؟

دوسری بات یہ کہ اگر وہ خود نہیں بچ سکتے تو تمہیں کیسے بچائیں گے؟ کیا اب بھی اللہ کے بلا شرکت غیرے حکمران ہونے میں شک ہے کہ تمہاری عقلیں زائل ہو گئیں ہیں کہ تم ایسے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہو۔

اتدعون بعلا و تذرون احسن الخالقین(الصفت: ۱۲۵)

تم بعل کو تو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو۔

الیاس علیہ السلام کی قوم بعل بت کی پجاری تھی جسے خود گھڑا تم اس کے خالق ہو، نہ کہ وہ تمھارا خالق اس سے زیادہ بے وقوفی کی بھی کوئی بات ہو سکتی ہے؟

بالکل اسی طرح جیسے آج کا بھائی قبر کو اوپر کھڑا ہو کر صاحب قبر سے حاجات کے لیے کہتا ہے اللہ کے بندے سوچ تو سہی وہ تیرے پاؤں کے نیچے لیٹا ہوا ہے وہ تیرا محتاج ہے کہ تو اس کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا کر تو الٹا قبر والے سے یا اس کے ذریعے سے مانگ رہا ہے۔

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لین اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین. ﴿الزمر: ٦٥﴾

یقیناً تیری طرف اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔

پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا اگر بالفرض آپ نے بھی شرک کیا تو آپ بھی خسارہ پانے والوں سے ہو جائیں گے اگر چہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن یہ حکم عمومی ہے کہ مشرک کی نجات نہیں۔

شرک نا قابل معافی گناہ

اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ باقی گناہوں کو چاہے تو ویسے ہی معاف کر دے اور اگر چاہے تو سزا دے کر جہنم سے آزاد کر دے یہ اللہ پاک کی مرضی پر منحصر ہے

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھ کو یہ خوش خبری دی کہ جو آپ کی امت میں سے اس حالت میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا وہ (ضرور بالضرور) جنت میں داخل ہوگا (سیدنا ابی ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے کہا اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو (رواہ مسلم کتاب الایمان)

اللہ کی صفات بندوں میں:

مسلمان آج اپنی پستی کی وجوہات ڈھونڈ رہا ہے سادہ سی بات ہے جس کا غوث اعظم عراق میں دفن ہے، داتا لاہور میں دفن، گنج بخش پاکپتن میں دفن، مشکل کشا اور دستگیر عراق میں دفن ہیں اس کا اللہ کدھر گیا؟ وہ پست اور ذلیل نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

غوث اعظم (سب سے بڑا فریاد سننے والا) کون؟

امن یجیب المضطر اذادعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ء الہ مع اللہ قلیلا ما تذکرون (النمل : ۶۲)

بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔

داتا (سب کچھ دینے والا) کون؟

اویز وجھم ذکرانا وانا ثا و یجعل من یشاء عقیما انہ علیم قدیر (الشوریٰ: ۵۰)

یا انہیں جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے

گنج بخش (خزانے بخشنے والا)، غریب نواز (غریبوں کو نوازنے والا) کون؟

یسئلہ من فی السموت والارض کل یوم ھو فی شان (الرحمن : ۲۹)

سب آسمان اور زمین والے اسی سے مانگتے ہیں ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔

مشکل کشا (تمام مشکلیں حل کرنے والا) کون؟

وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھووان یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر (الانعام :۱۷)

اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

دستگیر (مصیبت کے وقت تھامنے والا) کون؟

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون (یونس: ٦٢)

یادرکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں

غیر اللہ کی پکار

قرآن کی پکار:

قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا ﴿بنی اسرائیل: ٥٦﴾

کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔

قل ادعو الذین زعمتم من دون الله لا یملکون مثقال ذرة فی السموات ولا فی الارض وما لهم فیهما من شرک وما له منهم من ظهیر ﴿سبا: ٢٢﴾

کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو نہ ان میں سے کسی کا آسمان اور زمین میں ایک ذرہ اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

شرک غیر اللہ کو سجدہ کا نام ہی نہیں ہے بلکہ غیر اللہ کی پکار بھی شرک میں شامل ہے اللہ کے علاوہ زمین اور آسمان میں کسی کو ایک ذرہ کا بھی اختیار نہیں اور نہ ہی کوئی اللہ کا مددگار رہے بلکہ اس کی ہیبت کا تو یہ حال ہے کہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے لیے ازراہ عاجزی اپنے پر مارتے ہیں اور ایسی آواز آتی ہے جیسے کسی زنجیر کو صاف پتھر پر کھینچنے سے آتی ہے پھر جب ان کے دلوں سے خوف ختم ہوتا ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتا ہے تمہارے رب نے کیا کہا؟ دوسرا جواب دیتا ہے کہ جو کہا حق کہا وہ بزرگ و برتر ہے۔ (بخاری)

غیر اللہ کی پرستش سفارش کے لیے

قرآن کی پکار:

ویعبدون من دون الله مالا یضر هم ولا ینفعهم ویقولون هولاء شفاونا عندالله قل اتنبئون الله بما لا یعلم فی ا لسموت ولا فی الارض سبحنه وتعلی عما یشرکون. ﴿یونس:۱۸﴾

اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک ہے برتر ان لوگوں کے شرک سے۔

الا لله الذین الخالص والذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبد هم الا لیقر بونا الی الله زلفی ان الله یحکم بینهم فی ما هم فیه یختلفون ان الله لا یهدی من هو کذب کفار. ﴿الزمر:۳﴾

خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔

مشرکین مکہ بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اس سے متجاوز وہ غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے جس کا مقصد اللہ تک رسائی ہی تھا وہ غیر اللہ کی پرستش اس لیے کرتے تھے یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور وہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں اور ان کا دامن تھام لینا ہی اللہ کی بارگاہ میں رسائی کے لیے ضروری ہے اور اللہ ان کی سفارش سے ہماری مرادیں پوری کرتا ہے یعنی ان کو بگڑی بنانے کے لیے اللہ کے ہاں وسیلہ سمجھتے تھے حالانکہ وہ تو اپنے نفع اور نقصان کے مالک بھی نہیں وہ انہیں اللہ کے عذاب سے کیا بچائیں گے؟

آج بھی بدقسمتی سے مسلمان کہلانے والے بھائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تک پہنچنے کے لیے کسی کا دامن تھامنا ضروری ہے جیسے مکان پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اللہ تک پہنچنے کے لیے مرشد کا دامن تھامنا ضروری ہے۔ جبکہ اللہ کہتا ہے

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما تو سوس به نفسه ونحن اقرب اليه من حبل الوريد (ق:١٦)

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے زیادہ اس کے قریب ہیں۔

اب بھائی بتانا پسند کریں گے (ایتھے کنے ڈنڈیاں والی پوڑی لگے گی) یہاں کتنی لمبی سیڑھی لگے گی؟

فلو لا نصرهم الذين اتخذوامن دون الله قربانا الهة بل ضلو ا عنهم وذلك افكهم وما كانو يفترون (الاحقاف:٢٨)

پس قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ وہ تو ان سے کھو گئے (بلکہ دراصل) یہ ان کا محض جھوٹ اور (بالکل) بہتان تھا

یعنی جن کو وہ تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ غائب ہو گئے اس آیت سے بھی اس بات کی وضاحت ہو رہی ہے کہ وہ بتوں کی عبادت انہیں اللہ کے ہاں وسیلہ سمجھ کر کرتے تھے اللہ نے اسے جھوٹ اور بہتان کہہ کر واضح کر دیا کہ ایسا وسیلہ ناجائز اور حرام ہے بے شک یہ مشرکین مکہ کی طرف سے ہو یا آج کے مسلمان بھائی کی طرف سے ہو۔

غیراللہ کی نذرونیاز حرام ہے

قرآن کی پکار:

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیراللہ فمن اضطر غیر با غ ولا عاد فلا اثم علیه ان الله غفور ر حیم ﴿البقرة:۱۷۳﴾

تم پرمردہ اور (بہاہوا) خون اورسور کا گوشت اور ہروہ چیز جس پراللہ کےسوادوسروں کا نام پکارا گیا ہوحرام ہے پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اس پران کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں،اللہ بخشش کرنے والامہربان ہے۔

حرمت علیکم المیتة والدم و لحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقة والموقوذة والمترد یة والنطیحة وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب ﴿المائدہ:۳﴾

تم پرحرام کیا گیا ہےمرداراورخون اورخنزیر کا گوشت اورجس پراللہ کےسوادوسرے کا نام پکارا گیا ہواور جوگلا گھٹنے سے مراہواور جوکسی ضرب سے مرگیا ہواور جواونچی جگہ سے گرکرمراہو اور جوکسی کے سینگ مارنے سے مراہواور جسے درندوں نے پھاڑکھایا ہولیکن اسےتم ذبح کرڈالو تو حرام نہیں اور جوآستانوں پرذبح کیا گیا ہو۔

Nusub: Singular of Ansab .An.Nusub were stone alters at fixed places or graves, etc ., whereon sacrifices were offered during fixed periods of occasions and seasons in the name of idols,jinn,angels,pious men, saints,in order to honour them, or to expect some benefit from them.

انصاب عربی زبان کا لفظ ہےاوراس کا واحدنصب ہےاس سےمرادوہ سب مقامات ہیں جن کوغیراللہ (بت،جن،فرشتے،متقی لوگ،صوفیاء) کی پرستش نذرونیاز،فریادرسی،سجدہ ریزی اور چڑھاوے کے لیےمخصوص کرلیا گیا ہو۔

انما حرم علیکم المیتہ وا لدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان اللہ غفور رحیم ﴿النحل: ۱۱۵﴾

تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے حرام ہیں، پھر اگر کوئی شخص بے بس کر دیا جائے نہ وہ خواہش مند ہو اور نہ حد سے گذر نے والا ہو تو یقیناً اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

خنزیر کے گوشت کی سائنسی وضاحت:

سور جانوروں میں انتہائی غلیظ اور دیوث جانور ہے دوسرے جانوروں اور انسانوں کے پاخانے کھاتا ہے اس کو اس سے کچھ نہیں ہوتا کہ جس مادہ سے اس نے جنسی تعلق قائم کیا ہے اسی کے سامنے دوسرا سورا سے استعمال کرے۔

ٹورنٹو میوزیم میں سور کے متعلق لکھا ہے سور میں Tape Worm پائے جاتے ہیں یہ کیڑے پیٹ کی کئی بیماریاں پیدا کرتے ہیں چربی جو گوشت کے ریشوں کے درمیان ہوتی ہے یہ بچھڑے میں % 10 بھیڑ میں % 20 اور سور میں % 35 ہوتی ہے یہ کھانے سے چربی اور کولیسٹرول میں اضافہ ہوتا ہے جو فالج اور دل کے دورے کا باعث ہے

ان آیات میں مختلف چیزوں کی حرمت کا ذکر ہوا ہے مشرکین مکہ نے اپنے بتوں کے قریب ایسے پتھر مقرر کر رکھے تھے جس پر ان کے نام کی قربانی کرتے تا کہ اللہ کا تقرب حاصل کریں آج بھی پیر و مرشد کی خوشنودی کے لیے سالانہ عرسوں پر نذر و نیاز کا اہتمام کیا جاتا ہے بے شک اس کا مقصود اللہ کا تقرب ہی ہو یہ بھی حرام ہے جیسا کہ قبر پرستوں میں یہ سلسلہ عام ہے کہ یہ بکرا فلاں پیر صاحب کے لیے فلاں جانور فلاں درگاہ کے لیے مخصوص ہے اور مہینے میں ایک دفعہ بھینسوں کا دودھ اور کھیر خاص طور پر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے لیے ان سب سے غیر اللہ کی خوشنودی مقصود ہے بے شک نام اللہ کا ہی لیا جائے۔

اسی طرح کا واقعہ ڈاکٹر غلام مرتضے ملک رحمہ اللہ کا ہے جو نوائے وقت سنڈے میگزین میں چھپا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملک صاحب کی والدہ کہنے لگیں کہ پتر گیارہویں کا ختم دلانا ہے ملک

صاحب نے کہا اماں اگر کوئی چیز خیرات کرنی ہے تو اللہ کے نام پر کیوں نہیں؟ ماں جی نے کہا پتر گیارہویں کا ختم نہ دلائیں: تے مج مرجاندی اے: یعنی بھینس مرجاتی ہے اس کے بعد ختم دلایا اور اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ بھینس بھی مرگئی ملک صاحب نے والدہ سے کہا اماں بھینس تو پھر بھی مر گئی اماں جی نے جواب دیا پتر رب دیاں رب جانے۔

ایسی جگہ یہاں اب کچھ نہیں ہوتا لیکن ماضی میں اگر اس جگہ کوئی بت ہو یا مشرکین کا میلہ لگتا رہا ہو اس سے بھی بچنا ضروری ہے جیسا کہ ابوداود کی حدیث میں اس کی وضاحت ہے

سیدنا ثابت بن ضحاک فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی اس نے آپ کے پاس حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں بوانہ جگہ پر اونٹ ذبح کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا جاہلیت کے بتوں میں وہاں کوئی بت پوجا جاتا تھا؟ صحابہ نے کہا نہیں پھر پوچھا کیا وہاں مشرکوں کے میلوں میں سے کوئی میلہ لگتا ہے صحابی نے کہا نہیں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اپنی نذر پوری کر لے۔ (ابوداؤد: کتاب الایمان)

فقہ حنفی کی صراحت:

ردالمختار شرع درمختار میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

قوله باطل و حرام لوجوه منها انه نذر لمخلوق و النذر للمخلوق لا يجوز لا نه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق و منها ان المنذورله ميت والميت لا يملك ومنها انه ظن ان الميت يتصرف فى الامور دون الله تعالىٰ واعتقاده ذلک کفر. (رد المختار: ج ۲ ص ۴۳۱ طبع مصر ۱۹۶۶ء)

یعنی اس نذر غیر اللہ کے باطل اور حرام ہونے کی کئی وجوہ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ:
یہ قبروں کے چڑھاوے وغیرہ مخلوق کے نام کی نذریں ہیں اور مخلوق کے نام کی نذر جائز ہی نہیں اس لیے کہ (نذر بھی) عبادت ہے اور عبادت کسی مخلوق کی جائز نہیں۔

اور ایک وجہ یہ ہے کہ (جس کے نام کی نذر دی جاتی ہے) مردہ ہے اور مردہ کسی

چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔

اور ایک وجہ یہ ہے کہ نذر دینے والا شخص مردوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں حالانکہ مردوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے۔(بحوالہ قبر پرستی)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب درِمختار میں ہے:

واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحو ها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهوبالا جماع باطل و حرام

معلوم ہونا چاہئے کہ اکثر عوام مردوں کے نام پر جو نذریں اور نیازیں دیتے ہیں چڑھاوے چڑھاتے ہیں اولیاء کرام کا تقرب حاصل کرنے کے لیے مالی نذرانے پیش کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر چراغ اور تیل جلاتے ہیں۔ یہ سب چیزیں بالا جماع باطل اور حرام ہیں۔(بحوالہ قبر پرستی)

مجدد الف ثانی لکھتے ہیں:

وحیوانات را کہ نذر مشائخ می کنند و برسر قبر ہائے ایشاں رفتہ آں حیوانات ذبح می نمایند در روایات فقہیہ ایں عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند و دریں باب مبالغہ نمودہ ایں ذبح را از جنس ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعی است و داخل دائرہ شرک۔(مکتوب امام ربانی: دفتر سوم مکتوب ۴۱)

اور یہ لوگ بزرگوں کے لیے جو حیوانات (مرغوں، بکروں) وغیرہ کی نذر مانتے ہیں اور پھر ان کی قبروں پر جا کر ان کو ذبح کرتے ہیں تو فقہی روایات میں اس فعل کو بھی شرک میں داخل کیا گیا ہے اور فقہاء نے اس باب میں پوری سختی سے کام لیا ہے(بحوالہ قبر پرستی)

تقلید بھی شرک ہے؟

قرآن کی پکار:

اتخذ و ااحبارهم ورهبا نهم اربابا من دون الله والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الهاً واحدًا لا اله الا هو سبحنه عما یشرکون ﴿التوبه: ۳۱﴾

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔

یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تلاوت فرمائی جب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے گلے میں سونے کی صلیب لٹکی ہوئی دیکھی۔

عن عدی بن حاتم قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی عنقی صلیب من ذھب. فقال: یا عدی ! اطرح عنک ھذا الوثن و سمعتہ یقرا فی سورۃ براءۃ :

(اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ) التوبہ ۳۱

قال : اما انھم لم یکونو ا یعبدونھم ولکنھم کانو اذا احلوا لھم شیئا استحلوہ واذاحرموا علیھم شیئا حرموہ. (رواہ الترمذی: ابواب التفسیر)

سیدنا عدی بن حاتم فرماتے ہیں: میں رسول اللہ کے پاس آیا اور میری گردن میں سونے کی صلیب لٹک رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اے عدی! یہ بت اپنی گردن سے اتار کر پھینک دے۔ نیز میں نے آپ سے سنا، آپ سورۃ توبہ کی یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے: انہوں نے اپنے درویشوں اور صوفیوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: وہ ان کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ (رب بنانے کا مطلب یہ ہے کہ) وہ جس کو حلال قرار دے دیتے اس کو حلال سمجھتے اور وہ (درویش اور صوفی) جس کو حرام کہہ دیتے اس کو حرام سمجھتے (یہی ان کو رب بنانا تھا)

تقلید کی سادہ سی تعریف یہ ہے کہ کسی کی بات کو اس گمان پر مان لینا کہ ٹھیک ہی ہوگی اور اس کی دلیل کی ضرورت محسوس نہ کرنا۔

نہ رکھ سند کچھ تقلید کی پھر اس پہ اڑتے ہیں
عجب دانا مقلد ہیں کہ بے ہتھیا رلڑتے ہیں

اور جانور کے گلے میں جو پٹہ ڈالا جاتا ہے اسے بھی تقلید کہتے ہیں اس لیے یہ لفظ کہیں بھی

قرآن اور حدیث میں انسانوں کے لیے استعمال نہیں ہوا۔

Taqlid: putting coloured garlands around the necks Budn (animals for sacrifice.)

قربانی کے جانور کے گلے میں جو رنگین پٹہ ڈالا جاتا ہے اس کو تقلید کہتے ہیں۔ تقلید میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کسی دوسرے کی بات کو وہ مقام دیا جاتا ہے جس کے مستحق اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسرے کی بات کو دین سمجھ کر مان لینا یہ گویا کہ اس کو رب بنانے کے مترادف ہے اور یہی شرک ہے جس کی وضاحت سورۃ توبہ میں اوپر بیان کی گئی ہے۔

و کذلک انزلنه حکما عربیا ولین اتبعت اھوا ء ھم بعد ما جا ء ک من العلم ما لک من اللہ من ولی ولا واق(الرعد:۳۷)

اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان اتارا ہے اگر آپ نے ان کی خواہشوں کی پیروی کر لی اس کے بعد کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم آ چکا ہے تو اللہ (کے عذابوں) سے آپ کو کوئی حمایتی ملے گا اور نہ بچانے والا۔

خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مگر مقصود عام مسلمان ہیں۔

مشرکین کا یہ جواب کہ ہم باپ دادا کی پیروی کریں گے ہر دور میں تھا

قرآن کی پکار:

و اذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیه اباء نا اولو کان أباؤھم لا یعقلون شیئا و لا یھتدون(البقرۃ: ۱۷۰)

اور ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا گو ان کے باپ دادے بے عقل اور گم کردہ راہ ہوں۔

و اذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ و الی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیه اباء نا اولو کان أباؤھم لا یعلمون شیئا و لا یھتدون. (المائدہ:۱۰۴)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا، کیا اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔

آج بھی جب بھائیوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ یہ شرک کے کام چھوڑ دو اور بدعات سے بچو ان کا جواب بالکل یہی ہوتا ہے کہ ہمارے باپ دادا بھی یہی کرتے آئے ہیں یعنی ان کے باپ دادا اگر گمراہ تھے تو یہ بھی گمراہ ہی مریں گے بالکل جہالت کی بات ہے پھر یہ دیکھو یہ جواب تھا کس کا اور وہ کہاں گیا یہ جواب ابوطالب کا تھا کہ میں باپ دادا کا راستہ نہیں چھوڑوں گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جہنم میں گیا اور جن کا یہ جواب نہیں تھا وہ کون تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ جو صرف امتِ محمدیہ کے ہی بہترین انسان نہیں بلکہ انبیاء کے بعد پوری کائنات کے افضل ترین انسان قرار پائے اور جنت کے وارث بنے مسلمان کا معاملہ تو اس شعر کی عملی تفسیر ہوتا ہے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر حکم محمد ہو ادھر گردن جھکائی ہو

قالوا اجئتنا لنعبدالله وحده ونذر ما كان يعبد اباونا فاتنا بما تعدنا ان كنت من الصدقين. (الاعراف: ٧٠)

انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی ہی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں پس ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو۔

جس طرح قریش نے بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید کے جواب میں کہا تھا اے اللہ اگر یہ حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا کوئی اور دردناک عذاب ہم پر بھیج دے یعنی شرک کرتے کرتے مشرک کی بھی مت ماری جاتی ہے حالانکہ عقل مندی کا تقاضہ یہ تھا کہ یہ کہا جاتا یا اللہ اگر یہ سچ ہے اور تیری ہی طرف سے ہے، تو ہمیں

اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما اور قوم عاد نے اپنے پیغمبر ہود علیہ السلام سے کہہ دیا کہ اگر تو سچا ہے تو اپنے اللہ سے کہہ جس عذاب سے وہ ڈراتا ہے بھیج دے۔(احسن البیان)

قالو ابل وجدنا اباء نا کذلک یفعلون (الشعرا: ۷۴)

انہوں نے کہا یہ(ہم کچھ نہیں جانتے) ہم نے تو اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے پایا۔

شریعت سازی کا اختیار کس کو؟

قرآن کی پکار:

واذا تتلی علیھم ایاتنا بینت قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت بقران غیر ھذا ا وبدلہ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقای نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم ﴿یونس: ۱۵﴾

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کی امید نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اس میں کچھ ترمیم کر دیجیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں کہہ دیجیئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعے سے پہنچا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت سازی کا حق تو دور کی بات ترمیم کا اختیار بھی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میں تو اس کی پیروی کرتا جو آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور اگر میں اس کی پیروی نہ کروں تو مجھے بھی خطرہ ہے کہ میں اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکوں گا ان علماء کے لیے مقام غور ہے جو قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے فقہ حنفی کے مطابق فتوی لکھتے ہیں اور ساتھ کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں ایسے ہے لیکن مسئلہ فقہ حنفی کے مطابق اس طرح ہے ایسے علماء اللہ کے عذاب سے بچ جائیں گے؟ اللہ آپ کو ہدایت دے اللہ آپ پر رحم کرے۔

حلال اور حرام کا اختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں

قرآن کی پکار:

یا یھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم ﴿التحریم: ۱﴾

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟ (کیا) آپ اپنی بیویوں کی رضا مندی حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے

یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ایک بیوی کے ہاں شہد پینے کا ہے جس کی باقی امہات المومنین کو خبر ہو گئی جس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ آج کے بعد شہد نہیں پیوں گا (بخاری)

کنفرم جنتی:

مسلم شریف میں آتا ہے:

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک اعرابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آ کر کہنے لگا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ بنا فرض نماز قائم کر فرض زکوۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ وہ کہنے لگا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان میں ہرگز اضافہ کروں گا نہ ہی کمی۔ جب اس نے پیٹھ پھیری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دل چاہتا ہے کہ کسی جنتی کو دیکھے وہ اس شخص کو دیکھ لے (رواہ مسلم: کتاب الایمان)

اعرابی نے ارکان اسلام کی پابندی کے بعد یہ کہا اضافہ کروں گا نہ کمی کروں گا۔ بشارتِ نبوی کے مطابق جس نے جنتی دیکھنا ہو وہ اس کو دیکھ لے اس سے معلوم ہوا کہ دین میں کمی بیشی

بہت بڑا جرم ہے اور جنت میں جانے کے لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمل اگرچہ تھوڑا ہو وہی مقبول ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو ان لمبے چوڑے وظیفوں کا کوئی فائدہ نہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے ہٹ کر ہوں وہ باعث عذاب تو ہو سکتے ہیں باعث ثواب کبھی نہیں کیونکہ اگر انسان نے ثواب اور گناہ کے لیے اپنے ہی معیار قائم کرنے تھے تو انبیاء کی بعثت کا کیا مقصد ہوا؟

جس طرح اللہ اپنی نافرمانی برداشت نہیں کرتا اسی طرح اللہ اپنے نبی کی نافرمانی بھی برداشت نہیں کرتا اور یہی نافرمانیاں شرک اور بدعت ہیں جن کی بہت سخت وعید آئی ہے، اللہ ہم سب بھائیوں کو ان سے بچائے آمین۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف:

لا یحل لاحد ان یاخذ بقولی مایعلم من این قلت ونهی من التقلید و ندب الی معرفة الدلیل. (مقدمه هدایه: ص ۹۳)

کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ میرا قول لے جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے وہ بات کس دلیل سے کہی ہے اور امام صاحب نے تقلید سے منع کیا ہے اور دلیل کے جاننے کی ترغیب دلائی ہے

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

میرے قول کے مقابل اگر ضعیف حدیث بھی آجائے تو میرا قول چھوڑ دو۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی صراحت۔

فان شئت ان تری انموذج الیهود فانظر الی علماء السوء من الذین یطلبون الدنیا و قد اعتادو ا تقلید السلف واعرضو ا عن نصوص الکتاب و السنة وتمسکو ابتعمن عالم وتشدده واستحسنا نه فاعر ضوا عن کلام الشارع المعصوم وتمسکو ا با حادیث موضوعة و تاویلات فاسدة کانت سبب هلا کم (الفوز الکبیر: ص ۲۷، قدیمی کراچی)

اگرتم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہو تو ان علماء سوء کو دیکھو جو دنیا کے طالب بن کر تقلید کا روگ لگا بیٹھے ہیں اور قرآن وسنت کی نصوص سے منہ پھیر لیا ہے اور ایک ہی عالم (امام) سے چمٹ کر رہ گئے ہیں اور معصوم شارع صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام (حدیث پاک) کو ترک کر دیا ہے (اپنے اس باطل مذہب کو) من گھڑت روایات اور فضول تاویلوں سے خوب مضبوط بنا کر اسی سے چمٹے ہوئے ہیں پس یہود ونصاری کی ہلاکت کا سبب بھی یہی روش تھی۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

مولانا تقی عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں اگر ایسے مقلد کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پا کر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے، تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری کے سوا کچھ نہ ہوگا (تقلید کی شرعی حیثیت: ص ۸۷)

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کا نتیجہ افراتفری ہے تو تقلید کا کیا نتیجہ ہے کہ ایک ہی امام کے دو مقلدین ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں شک ہو تو زلزلہ اور زلزلہ در زلزلہ پڑھ لیں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات افراتفری پیدا کرتی ہیں تو وہ کون ہے جس کی باتیں مسلمانوں کے اختلافات ختم کرتی ہیں؟

بات اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ مقلد کے لیے حدیث مضر ہوتی ہے کہ اگر وہ حدیث پڑھے گا تو تقلید جاتی رہے گی کہ ان دونوں میں خدا واسطے کا بیر ہے۔

جناب محمود الحسن صاحب:

بیع وخیار کے مسئلہ کی بابت حدیث پڑھنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے: الحق والانصاف ان الترجیح للشافعی فی ھذہ المسئلۃ حق وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کو ترجیح ہے (لیکن ہم اس مسئلہ کو ماننے سے قاصر ہیں) کیونکہ **نحن مقلدون یجب علینا تقلید اما منا ابی حنیفه رحمه الله** ہم مقلد ہیں اور ہم پر امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے۔ (تقریر ترمذی: ص ۳۹)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں

ولا یجوز تقلید ما عدا المذهب الا ربعة ولو وافق الصحابة و الحدیث الصحیح والا یة فالخارج عن المذاهب الا ربعة ضال مضل وربما اداه ذلک للکفر لان الا خذ بظواهر الکتاب و السنة من اصول الکفر. (جاء الحق: ج ۱ ص ۲۶)

مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی اور مذہب کی تقلید جائز نہیں خواہ وہ اثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور حدیث صحیح یا قرآن کے موافق ہی ہو۔ مذاہب اربعہ سے نکلنے والا گمراہ ہے بلکہ بسا اوقات کفر تک پہنچ جاتا ہے وہ اس لئے کہ قرآن اور سنت کے ظاہر پر عمل کرنا کفر میں سے ہے

جس نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قیاس حق نہیں، وہ کافر ہوگیا (فتاوی رضویہ۔ بریلویت ص۲۳۴)

کوئی سمجھائے کہ ہم سمجھائیں کیا:

اگر ائمہ اربعہ کی تقلید جنت میں جانے کا سرٹیفکیٹ ہے تو بتاؤ صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان، علی رضی اللہ عنہ اور باقی صحابہ کس کے ساتھ جنت میں جائیں گے؟ کہ یہ لوگ حنفی تھے نہ مالکی، شافعی تھے نہ حنبلی اور پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خود کدھر جائیں گے؟ وہ بھی کسی کے مقلد نہ تھے۔

دوسری بات اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے سے پہلے اہل علم کی تقلید کو ضروری نہیں جانا تو آپ اس کے لیے مجبور کیوں؟

تیسری بات آپ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کی کب ہے؟ امام صاحب کا قول ہے میرے مقابل اگر ضعیف حدیث بھی آجائے تو میری بات چھوڑ دو جبکہ آپ کا ارشاد ہے کہ امام صاحب کا قول رد کرنے والا کافر ہے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ کفر کا فتوی کس پر فٹ ہو رہا ہے؟ اور امام صاحب کی بات ماننے کی صورت میں آپ غیر مقلد یا اہل حدیث نہیں بن جائیں گے؟

اب ذرا تقلید کی جڑ کاٹ دینے والا اور دل دہلا دینے والا پیغام بھی سن لیں۔

خالق کے سامنے پوری مخلوق مجبور ہے

قرآن کی پکار:

ولو تقول علینا بعض الا قاویل لا خذ نامنه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین فما منکم من احد عنه حٰجزین (الحاقته: ۴۷. ۴۴)

اور اگر یہ ہم پر کوئی بھی بات بنا لیتا۔ تو البتہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے پھر تم میں سے کوئی بھی مجھے اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

قل انی لن یجیرنی من الله احد ولن اجد من دونه ملتحدا (الجن: ۲۲)

کہہ دیجئے کہ مجھے ہرگز کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا اور میں ہرگز اس کے سوا کوئی جائے پناہ بھی نہیں پا سکتا۔

پرانا روگ

قرآن کی پکار:

فاذا رکبوافی الفلک دعواالله مخلصین له الدین فلما نجھم الی البر اذاھم یشرکون ﴿العنکبوت: ۶۵﴾

پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه اوقاعدًا او قائماً فلما کشفنا عنه ضره مرکان لم ید عنا الی ضر مسه کذلک زین للمسرفین ما کانو یعملون ﴿یونس: ۱۲﴾

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کے لیے جو اسے پہنچی تھی کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا، ان حد سے گذرنے والوں کے اعمال کو ان کے

لیےاسی طرح خوشنما بنادیا گیا ہے۔

جب انسان اضطراری کیفیت میں ہوتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ ہی یاد آتا ہے پھر سب بگڑی بنانے والے غائب ہوجاتے ہیں جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جب مشکل گذر جاتی ہے کہتے ہیں فلاں نے بچالیا فلاں حضرت صاحب کا ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے سہارا دیا یہ انسانوں کی اکثریت کا شیوہ ہے اس میں اگلے پچھلے تمام لوگ شامل ہیں

لیکن یہ بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ مکے کا مشرک تو مصیبت میں خالص اللہ کو یاد کرے اور آج کا مسلمان بھائی جتنا مصیبت میں پھنستا جاتا ہے اتنا ہی اللہ سے دور ہوجاتا ہے

میرا اپنا ذاتی واقعہ ہے میں ایک دفعہ ٹیکس آفس گیا بارہ منزلہ بلڈنگ ہے واپس آتے ہوئے راستے میں لفٹ پھنس گئی بس پھر کیا تھا کوئی پکار رہا ہے یا علی مدد کوئی یا غوث پاک کی دہائی دے رہا ہے دوسری طرف سے یا رسول اللہ مدد کی آواز آرہی ہے میرے ذہن میں فوراً عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل آ گئے اللہ کے بندوں اس وقت تو اللہ کو پکارو حالانکہ تم جانتے ہو کہ تمہاری یہ مشکل اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کرسکتا۔ اللہ تجھ کو ہدایت دے۔

هو الذی خلقکم من نفس واحدة وجعل منها زوجها لیسکن الیها فلما تغشها حملت حملا خفیفا فمرت به فلما اثقلت دعوا الله ربهما لئِن اٰتیتنا صالحا لنکونن من الشکرین فلما اتهما صالحا جعلاله شرکاء فیما اتهما فتعلی الله عما یشرکون ایشرکون مالا یخلق شیئا و هم یخلقون. ﴿الاعراف: ۱۸۹ . ۱۹۱﴾

وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تنِ واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اپنے اس جوڑے سے انس حاصل کرے پھر جب میاں نے بیوی سے قربت کی تو اس کو حمل رہ گیا ہلکا سا سو وہ اس کو لیے ہوئے چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں میاں بیوی اللہ سے جوان کا مالک ہے دعا کرنے لگے کہ اگر تو نے ہم کو صحیح سالم اولاد دی تو ہم خوب شکرگذاری کریں گے سو جب اللہ نے دونوں کو صحیح سالم اولاد دے دی تو اللہ کی دی ہوئی

چیز میں وہ دونوں اللہ کے شریک قرار دینے لگے، سو اللہ پاک ہے ان کے شرک سے کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہ کرسکیں اور خود ہی پیدا کئے گئے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو آدم علیہ السلام سے پیدا کیا تا کہ وہ ان سے قربت حاصل کریں اس سے نسل انسانی کی ابتداء ہوئی اور جب اس کی نسل نے آگے چل کر ایک دوسرے سے قربت کی تو اللہ نے اپنا فضل کیا کہ عورت امید سے ہوگئی اور جب اللہ نے صحیح سالم بچہ دے دیا تو نام رکھا غوث بخش، پیراں دتہ، امام بخش ظالموں سوچو تو سہی اس صحیح سالم بچہ کے عطا کرنے میں کسی اور کا حصہ (Contribution) بھی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو حضرت کی طفیل کیوں؟ فلاں کا فیضان کیوں؟ تعویذ کی کرامت کیوں؟ درباروں پر چڑھاوے کیوں؟

طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں

قرآن کی پکار:

یا یھا الناس ضرب مثل فاستمعوا له ان الذین تدعون من دون الله لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوه منه ضعف الطالب والمطلوب ﴿الحج: ۷۳﴾

لوگو ایک مثال بیان کی جارہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کرسکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودہ ہے وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے۔

یعنی وہ معبودان باطلہ جن کو تم پکارتے ہو سبھی کو بلا لو وہ تمام مل کر ایک حقیرسی چیز مکھی نہیں بنا سکتے تمہاری عقلیں قابلِ ماتم ہیں کہ تم انہیں مشکل کشا، حاجت روا اور کرنی والا سمجھتے ہو مکھی بنانا تو بہت بڑی بات ہے تم بیٹھے کھانا کھا رہے ہو مکھی کھانے کا کوئی ذرہ اٹھا کر بھاگ جائے تو تم سب مل کر اسے نہیں چھڑا سکتے بے شک جدید ٹیکنالوجی استعمال کرلو انسان کی ایجادات میں سے جہاز تیز ترین سواری ہے یہ ممکن نہیں کہ تم جہاز پر بیٹھ کر مکھی کو پکڑلو جب حالت یہ ہے تو

ایک اللہ کو جو ارض و سماوات کا اکیلا مالک ہے کیوں نہیں پکارتے؟

دوسرا معبودان باطلہ صرف بت ہی نہیں جیسا کہ آج کے بھائی مغالطہ دیتے ہیں ورنہ بت سے مکھی بنانے کا مطالبہ کیوں کر کیا جا سکتا ہے بلکہ وہ اللہ کے نیک بندے تھے جنہیں پکارا جاتا تھا۔

اسی طرح ایک حدیث قدسی میں ہے:

االلہ فرماتا ہے اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح پیدا کرنا چاہتا ہے اور اگر کسی میں واقعی قدرت ہے تو وہ ایک ذرہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھادے۔ (صحیح بخاری: کتاب اللباس)

جھاڑ پھونک اور تعویذ

صاحبِ قرآن کا فرمان:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت (اسلام لانے کے لیے) حاضر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نو آدمیوں سے بیعت لی اور دسویں آدمی کی بیعت لینے سے ہاتھ روک لیا انہوں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے نو آدمیوں کی بیعت لی ہے اور اس آدمی کی بیعت نہیں لی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نے تمیمہ (تعویذ، دھاگا یا منکا وغیرہ) باندھا ہوا ہے چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسے کاٹ دیا اور اسکے بعد اس سے بیعت لی پھر ارشاد فرمایا جس نے تمیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا (رواہ احمد: توحید کے مسائل)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کے گلے سے تعویذ وغیرہ کاٹ دے اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا (قرۃ عیون الموحدین: ص۱٦٦)

صحیح بخاری میں ہے حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد کو بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں کوئی ایسی رسی باقی نہ رہنے دی جائے (جو نظر بد سے بچاؤ کے لیے)

اگر ہے تو اس کو کاٹ دو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا چھلہ دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا واہنہ کمزوری کی وجہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اتار دے یہ تجھے کمزوری کے سوا کچھ نہ دے گا اگر اس چھلا کو پہنے ہوئے تجھے موت آ گئی تو تو کبھی نجات نہ پائے گا۔(ابنِ ماجہ: کتاب الطب)

ابنِ ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے ہاتھ میں بخار کی وجہ سے دھاگہ دم کیا ہوا دیکھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے کاٹ دیا اور پھر قرآن کی یہ آیت پڑھی

وما یومن اکثر ھم باللہ الاو ھم مشر کون (سورۃ یوسف: ۱۰۶)

ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔

(قرۃ عیون الموحدین: ص۱۵۲)

امت محمد یہ کے ستر ہزار خوش نصیب افراد جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

جو دم نہیں کرواتے اور نہ جسموں کو داغنے کے قائل ہیں اور نہ فال لیتے ہیں اور وہ اپنے اللہ پر توکل کرتے ہیں اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے ہے۔(بخاری)

یہاں دم سے مراد شرکیہ دم ہے۔قرآن کی سورتوں سے دم جائز ہے جیسے فاتحہ اور معوذات وغیرہ البتہ پانی پر پڑھ کر پھونک مارنا منع ہے کیونکہ اس کی نفی مطلق ہے۔اگر پانی میں کوئی تنکا بھی گر جائے تو پھونک نہیں مارنی بلکہ اتنا پانی گرا دیں۔

بدقسمتی ہے کہ آج مسلمانوں کی قسمت کا مالک جوتا بن گیا ہے کئی لوگوں نے اس کو گاڑی کے آگے لٹکایا ہوتا ہے کہ یہ نظر بد سے بچائے گا۔اس سے زیادہ بھی کوئی پستی ہو سکتی ہے؟

آج ہمارے معاشرے میں جتنا کالے پیلے عملیات کا کام عروج پر ہے کوئی اور نہیں اور اس میں خاص طور پر ہماری بہنیں ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے بری طرح پھنس چکی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے سنا جھاڑ پھونک، تعویذ اور حب کے اعمال سب شرک ہیں۔ (ابوداؤد)

ایک سوال اکثر اٹھایا جاتا ہے کہ تعویذ اگر غلط ہے تو اس کے پہننے سے آرام کیوں آ جاتا ہے؟ میرے بھائیوں اس میں ساری کی ساری پستی اور شعبدہ بازی ہے اس کے سمجھنے کے لیے اس کا پس منظر جاننا ضروری ہے کہ یہ کام ہوتا کیسے ہے؟

ا۔ روحانی علاج سے پہلے جو بندہ آپ سے آپکا نام اور آپکی والدہ کا نام پوچھے۔ اس کے قریب بھی جانے سے بچو کیونکہ وہ جنات سے مدد لیتا ہے، اور اس سے علاج کروانا صحیح نہیں ہے بے شک وہ داڑھی والا ہو، بغیر داڑھی والا ہو یا نوری علم والا ہو (جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

۲۔ کالے پیلے عملیات والے قرآن کی وہ توہین کرتے ہیں کہ جس کا تصور بھی محال ہے یہ لوگ اپنی جوتیوں کے ساتھ قرآن کے اوراق باندھ کر لیٹرین جاتے ہیں، قرآن کے اوپر بیٹھ کر چلے کرتے ہیں، قرآن کے اوراق سے استنجا کرتے ہیں اکثر اخبارات میں جو آتا ہے کہ گٹر سے قرآن کے اوراق ملے وہ ان کالے پیلے عملیات والوں کی کارستانی ہوتی ہے، مختصراً جو قرآن کی جتنی زیادہ توہین کرے گا اس کے موکل اتنے ہی زیادہ تابع فرمان ہوں گے۔ پچھلے دنوں کراچی میں ایک شخص نے اپنے چار بچوں کو ذبح کر دیا وہ عملیات کر رہا تھا کہ موکلوں کی یہ فرمائش تھی کہ کسی پیاری چیز کی قربانی کرو۔

۳۔ جب بھی کوئی تعویذ دیتا ہے تو اس کے ساتھ ایک شرط ضرور ہوتی ہے کہ تم نے بڑا گوشت نہیں کھانا، گائے کا گوشت ابھی گھر کی دہلیز پر ہوتا ہے اور اور مریض اندر تڑپنا شروع ہو جاتا ہے ایسا کیوں اس کے پیچھے کیا فلسفہ ہے؟

شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے وہ ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا جب وہ کوئی تکلیف پہنچاتا ہے تو مریض عامل کے پاس دوڑا ہوا جاتا ہے وہ اسے تعویذ دیتا ہے اور بڑا گوشت منع کر دیتا ہے شیطان اپنا ہاتھ روک لیتا ہے۔ اس کا مقصد پورا ہو گیا، ہندو پاک میں شیطانوں (جنات) کی اکثریت ہندو ہے اور ہندو گائے کا گوشت نہیں

کھاتے یعنی جو چیز وہ جنگ سے بھی حاصل نہیں کر سکتے تھے وہ انہوں نے عامل کے ذریعے حاصل کر لی، کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کی تھی وہ شیطان نے عامل کے ذریعے سے حرام کر دی۔ گائے کا گوشت اگر مسلمان نہیں کھائے گا تو کیا ہندو کھائے گا؟ یعنی شیطان نے آپ سے شرک کروالیا یہی ڈیوٹی اس نے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے۔

اللہ نے یہ حق اپنے رسول کو بھی نہیں دیا کہ وہ کسی حلال کو حرام کر دیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کے ہاں شہد پیا جس کی خبر باقی ام المومنین کو بھی ہوگئ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں آج کے بعد شہد نہیں پیئوں گا۔ اللہ نے وحی اتار دی کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو اللہ نے حلال کیا ہے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟

صرف تعویذ سے بھی بعض اوقات بندہ سکون محسوس کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تعویذ لکھنے والا جب تعویذ لکھتا ہے تو اس کے اوپر ۷۸۶ ضرور لکھتا ہے اور اس کا مطلب ہے ہری کرشنا ہری رام یہ ہندوؤں کے دیوتا کے نام کے عدد نکالے ہوئے ہیں لیکن شیطان نے کمال مکر سے وہ لا الہ الا اللہ کہنے والے کے گلے میں لٹکا دیا ویسے کوئی مسلمان کسی ہندو دیوتا کا نام اپنے گلے میں لٹکانا پسند کرے گا؟

اسی طرح کی ایک مثال عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو ابوداؤد میں ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے شوہر عبداللہ نے میری گردن پر دھاگا دیکھا پوچھا یہ دھاگا کیا ہے میں نے کہا دم کیا ہوا انہوں نے کاٹ پھینکا کہ عبداللہ کا خاندان شرک سے بے نیاز ہے میں نے کہا کہ میری آنکھ میں چبھن تھی میں فلاں یہودی سے دم کراتی اور آرام محسوس ہوتا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بولے کہ یہ شیطانی کام ہے وہی اپنے ہاتھ سے چبھن پیدا کرتا ہے اور دم کرنے پر ہاتھ روک لیتا ہے۔ (ابوداؤد بحوالہ قرۃ عیون الموحدین: ص ۱۶۰)

کالے پیلے عملیات والے جو غیب کا دعوی کرتے ہیں یہ بھی شعبدہ بازی ہی ہوتا ہے اس عامل (خبیث) کا کسی شیطان (جن) سے معاہدہ ہو جاتا کہ عامل جن کی بات مانے گا اپنی دنیا

اور آخرت تباہ کرے گا اس کے عوض وہ جن اس عامل کی مدد کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان (جن) پیدا کیا ہے یہاں تک کہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ میرا شیطان (جن) مسلمان ہو گیا ہے یعنی اب وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

عامل جب شرکیہ منتر پڑھ کر جن (شیطان) کو حاضر کرتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ یہ نام ہے اور اس کی ماں کا نام یہ ہے اس بندے کے بارے میں معلومات مہیا کرو۔ وہ جن اس بندے کے ساتھ جو جن ہے اس سے رابطہ کرتا ہے اور اس سے معلومات لے کر عامل کو بتا دیتا ہے یہ ہے وہ شعبدہ بازی جسکے ذریعے سے عامل آپ کے دین اور دنیا سے کھیلتا ہے۔

نوری علم کی حقیقت:

میں ایک دفعہ اپنے ماموں کے گھر گیا جو میرے سسر بھی ہیں میں نے دیکھا کہ وہ کچھ تعویذ لکھ رہے ہیں کچھ پرچیوں پر انہوں نے سورۃ اخلاص لکھی ہوئی ہے اور نیچے تھوڑی سی جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے مجھے کہنے لگے (مولوی صاحب) دیکھ لو ہم تو اللہ کے قرآن سے علاج کرتے ہیں میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ بعد میں انہیں سمجھاؤں گا کہ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ ابھی میں مناسب موقع کی تلاش میں تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ سورۃ اخلاص کے نیچے جو خالی جگہ چھوڑی ہوئی تھی اس پر لکھ رہے ہے (اے غوث اعظم مدد کر مرض اٹھراہ کے واسطے) میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا یہ کون سا نوری علم ہے اور دعا کی یا اللہ انہیں ہدایت دے۔ آمین

تعویذ اگر قرآنی آیات پر مشتمل ہوں تو اس کی کچھ اہل علم نے اجازت دی ہے لیکن حقیقی بات یہ ہے کہ ان سے بچنا بھی ضروری ہے جس کی تین وجوہات ہیں۔

ا۔ احادیث میں تعویذ کی جو ممانعت آئی ہے وہ عام ہے اس میں قرآن اور غیر قرآن کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

۲۔ اس سے غیر قرآنی تعویذوں کا راستہ ہموار ہو جائے گا، اکثر قرآنی آیات والے تعویذ

کے اوپر ۷۸۶ ضرور لکھا ہوتا ہے یعنی ہندوؤں کے دیوتا کا نام اوپر اور اللہ کا نام اور اس کا قرآن نیچے۔

۳۔اس سے قرآن کی بے حرمتی ہوتی ہے جب آپ لیٹرین وغیرہ جاتے ہیں تو وہ تعویذ آپ کے گلے میں ہوتا ہے جس پر قرآن کی آیت لکھی ہوتی ہے۔

ایک عام آدمی کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ پھر اس صورتحال کا حل کیا ہے اس کا حقیقی حل یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں بتائی ہیں وہ پڑھی جائیں بے شک ساری دنیا کے کالے پیلے (جنات اور شیاطین) الٹے ہو جائیں اللہ کے فضل سے آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور یہی حقیقی نوری علم ہے۔

ایۃ الکرسی (البقرۃ ۲۵۵) (صحیح الترغیب)

آیۃ الکرسی (صبح و شام ایک دفعہ) پڑھنے والا جنات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

قل ھو اللہ احد

قل اعوذ برب الفلق

قل اعوذ برب الناس (الترمذی)

ان تینوں سورتوں کی صبح شام (تین دفعہ تلاوت) ہر چیز کے لیے کافی ہو جاتی ہے

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر (بخاری)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جو شخص (دن میں) سو مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا سو نیکیاں لکھی جائیں گی سو برائیاں مٹائی جائیں گی اور اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ رہے گا، نیز ایک مرتبہ اور دس دفعہ پڑھنا بھی درست ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ (مسلم)

اللہ پاک ہے اس کی تعریف کے ساتھ (میں اس کی تسبیح کرتا ہوں)

یہ دعا پڑھنے والے سے افضل عمل کسی کا نہیں ہوگا اور اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جائیں

گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (صبح شام سوسو مرتبہ)

بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم

(شروع) اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔(صبح شام تین تین مرتبہ)

یہ دعا پڑھنے والے کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی نیز اسے اچانک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔

اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق (الترمذی)

میں اللہ کے کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔(شام تین مرتبہ)

اس کے علاوہ سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ، خاص طور پر اس کی آخری دو آیات کی تلاوت بہت مفید ہے ان شاء اللہ ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔اس کے ساتھ گھر سے تصاویر کو ختم کر دیں حدیث میں آتا ہے اس گھر میں فرشتہ داخل نہیں ہوتا جس میں کتا اور تصویر ہو۔لیٹرین جاتے وقت دعا ضرور پڑھیں۔شوہر اپنی بیگم سے خلوت کے وقت دعا ضرور پڑھے حدیث میں آتا ہے دعا نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان بھی اس کے ساتھ وطی کرتا ہے بلکہ سبقت لے جاتا ہے تو پیدا ہونے والی اولاد کس طرح شیطان کے اثرات سے محفوظ ہو گی؟

ہر کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھیں۔پانچ وقت نماز پڑھیں خصوصاً فجر کا اہتمام اول وقت میں کریں کیونکہ حدیث میں آتا ہے جو صبح نہیں اٹھتا شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

خصوصا عورتوں کو جو گائنی کا پرابلم ہوتا ہے انہیں اذکار ضرور کرنے چاہیے کہ یہ زیادہ تر اس خبیث کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ہوشیار باش صرف ایک مکھی کی وجہ سے جہنم:

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص صرف مکھی کی وجہ سے جنت میں جا پہنچا اور ایک جہنم میں چلا گیا صحابہ نے عرض کی یا

رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخص چلتے چلتے ایک قبیلے کے پاس سے گذرے اور اس قبیلے کا ایک بہت بڑا بت تھا وہاں سے کوئی شخص بغیر چڑھاوا چڑھائے نہ گذر سکتا تھا چنانچہ ان میں سے ایک کو کہا گیا کہ یہاں ہمارے بت پر چڑھاوا چڑھاؤ اس نے معذرت کی کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں انہوں نے کہا کہ تمہیں یہ عمل ضرور کرنا ہوگا اگر چہ ایک مکھی پکڑ کر ہی چڑھا دو اس مسافر نے مکھی پکڑ کر چڑھاوا اس کی بھینٹ کر دیا اور انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ شخص اسی مکھی کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا دوسرے شخص سے کہنے لگے کہ تم بھی کسی چیز کا چڑھاوا چڑھا دو تو اس اللہ کے بندے نے جواب دیا کہ میں غیر اللہ کے نام پر کوئی چڑھاوا نہیں چڑھا سکتا یہ جواب سنتے ہی انہوں نے اس مردِ موحد کو شہید کر دیا تو یہ سیدھا جنت میں پہنچا۔ (رواہ احمد قرۃ عیون الموحدین)

ایک مکھی کا چڑھاوا، وہ بھی اضطراری کیفیت میں دوزخ میں جانے کا سبب ہے تو جب اپنی مرضی بلکہ خوشی سے بکرے، جانور اور روپیہ پیسا چڑھاؤں کی نظر کیا جائے تو اس کا انجام کیا ہوگا؟

اگر چہ یہ روایت اصول حدیث کے مطابق کمزور ہے لیکن یہ مسئلہ اپنی جگہ ٹھیک ہے کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز اور چڑھاوا باطل ہے وضاحت کے لیے صفحہ ۱۲۲۔

ریاء اور دکھاوا بھی شرک ہے:

حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے (اتنے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس کا مجھے تمہارے بارے میں مسیح دجال سے بھی زیادہ ڈر ہے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک خفی (اور وہ یہ ہے کہ) ایک آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور صرف اس لیے عمدہ نماز پڑھتا کہ اسے کوئی (دوسرا شخص) دیکھ رہا ہے۔ (ابنِ ماجہ)

ریاء اور دکھاوا اس لیے شرک ہے کہ آدمی صرف اس لیے خوب اچھے طریقے سے عبادت کرتا ہے کہ کوئی دوسرا اسے دیکھ رہا ہے یعنی اس نے انسان کو تو بینا سمجھا اور اللہ کو معاذ اللہ نابینا سمجھا۔ افسوس

ہے تمہاری عقلوں پر۔

ترکِ نماز بھی شرک ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کفر وشرک اور بندے کے درمیان ترک نماز (کا فرق) ہے۔(مسلم)

جب تو اللہ کے سامنے جھکا ہی نہیں، سجدہ ہی نہیں کیا تو تو نے کس طرح مانا کہ اللہ تیرا مالک ہے؟ تو لاکھ زبان سے کہتا رہے میں اللہ کا بندہ ہوں لیکن تیرا عمل اس چیز کی گواہی نہیں دیتا اور جو اللہ کا بندہ ہی نہیں ہے وہ توحید والا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور توحید کے بغیر جنت کا حصول ممکن ہے؟ خوب سوچ لو۔

اللہ کی رحمت لیکن مشرک کے لیے نہیں:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اے ابن آدم بلاشبہ تو مجھے جب بھی پکارے گا اور مجھ سے امید لگائے گا تو تو جتنے بھی گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوگا، میں تیرے وہ گناہ معاف کردوں گا اور مجھے کوئی پرواہ بھی نہیں ہوگی اے آدم کے بیٹے اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش کی درخواست کرے تو میں تیری مغفرت کردوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے میں اس بات کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ تو گناہوں سے بھری ہوئی زمین لے کر مجھ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس زمین بھری بخشش لے کر آؤں گا۔(رواہ الترمذی: ابواب الدعوات)

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت:

سیدنا انس بن مالک نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس دوزخی سے فرمائے گا جس کو ہلکا ترین عذاب ہوگا اگر تیرے پاس زمین کی تمام دولت موجود ہو تو کیا تو اسے اس عذاب کے بدلے دے گا؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں تب اللہ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس کی بہت آسان ترین

چیز کا مطالبہ کیا تھا جبکہ تو آدم کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا پس تو نے انکار کیا اور ساتھ شریک کر کے ہی رہا۔ (رواہ البخاری: کتاب الرقاق)

اس سے بھی بچو:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری عزت وتوقیر میں اس طرح مبالغہ اور غلو نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے مسیح ابن مریم کے ساتھ کیا میں تو صرف اس کا بندہ ہوں اس لیے مجھے صرف اسکا بندہ اور اسکا رسول ہی کہنا۔ (مشکوۃ)

عن انس بن مالک رضی الله عنه ان رجلا قال: یا محمد: یا سیدنا وابن سیدنا وخیرنا وابن خیرنا. فقال رسول صلی الله علیه وسلم : یا ایهاالناس علیکم بتقوکم ولا یستهو ینکم الشیطن. انا محمد بن عبدالله و رسوله والله ! ما احب ان تر فعونی فوق منزلتی التی انزلنی الله عزوجل ﴿رواه احمد﴾

سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اے ہمارے سردار، ہمارے سردار کے بیٹے۔ ہمارے بہترین آدمی ہمارے بہترین آدمی کے بیٹے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے تقویٰ کو لازم پکڑو ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو پھسلا دے۔ میں محمد بن عبداللہ، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس مقام سے، جو مجھے اللہ عزوجل نے عطا فرمایا ہے، بڑھا دو۔

عن ابن عباس قال جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فکلم فی بعض الامر فقال

الرجل لرسول الله صلی الله علیه وسلم : ماشاء الله و شئت. فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اجعلتنی الله عدلا؟ لا، بل ماشاء الله وحده. ﴿رواه البیهقی فی السنن الکبریٰ﴾

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کسی بات پر آپ سے گفتگو کرنے لگا اور باتوں باتوں میں یہ کہہ بیٹھا: جو اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے مجھے اللہ کے برابر بنا

دیا؟ بلکہ ایسے کہو: جو اللہ اکیلا چاہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

امیر شاہ خانصاب مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیان کرتے ہیں کہ سید صاحب کی نسبت میں ذات بحت کی تجلی تھی۔(ارواح ثلاثہ:ص ۱۸۵)

ذات بحت کا معنی ذات الہی ہے۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ حضور اقدس وانور سید عالم کے وارث کامل و نائب تام و آئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات ولغوت وجلالت آئینہ محمدی میں تجلی فرما ہیں۔(فتاوی افریقہ:ص ۱۰۱)

شرک اور زنا کا اکٹھا بیان

قرآن کی پکار:

الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة والزانیة لا ینکحها الا زان اومشرک وحرم ذلک علی المومنین. ﴿النور: ٣﴾

زانی مرد بجز زانیہ یا مشرکہ عورت کے اور سے نکاح نہیں کرتا اور زنا کار عورت بھی بجز زانی یا مشرک مرد سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے۔

جس طرح زانی مرد اپنی بیوی کو چھوڑ کر اور زانی بیوی اپنے شوہر کو چھوڑ کر دوسروں سے منہ کالا کرتے پھرتے ہیں یہی حالت مشرک کی ہے کہ زمین اور آسمان کے رب کو چھوڑ کر کبھی کسی در پر جھکتا ہے کبھی کسی درگاہ پر گرتا ہے کبھی کسی دربار پر جاتا ہے جس طرح زانی مرد یا عورت کی ایک جگہ پر تسکین نہیں ہوتی اسی طرح مشرک بھی کبھی ایک اللہ سے مطمئن نہیں ہوتا بلکہ زانیہ مرد یا عورت کی طرح ادھر ادھر منہ مارتا پھرتا ہے۔

شرک بڑا بھاری ظلم ہے:

قرآن کی پکار:

واذا قال لقمن لابنه وهو یعظه یبنی لا تشرک بالله ان الشرک لظلم عظیم ﴿لقمان: ١٣﴾

اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی

الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولِئک لهم الا من وهم مهتدون. (الانعام: ٨٢)

جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہونے لگے کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ ظلم (یعنی کوئی گناہ) نہیں کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد ہر گناہ نہیں ہے (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا(**ان الشرک لظلم عظیم**) بلاشبہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ (بخاری)

جیسا کہ کہتے ہیں کہ یہ حکمران بڑا ظالم ہے رعایاء کو ان کا حق نہیں دیتا یعنی کسی کا حق نہ دینے کو ظلم کہا جاتا ہے اور اللہ کا حق بدرجہ اولیٰ ہے کہ صرف اس کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اس لحاظ سے شرک ظلم عظیم ہے کہ ظالم اللہ کا حق ادا نہیں کرتا۔

اللہ نے بکری کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا جس سے اس کے کھانے کے لیے سبزہ اگایا اس کے پینے کے لیے پانی اللہ نے پیدا کیا اور جب وہ بکری بڑی ہوگئی تو وہ کسی دربار کی زینت بنادی گئی یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

قوم نوح کے پنج تن پاک

قرآن کی پکار:

وقالو الا تذرن الهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق و نسرا

﴿نوح: ۲۳﴾

اور کہا انہوں نے کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو (چھوڑنا)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو بت نوح علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے وہی بعد میں عرب میں آگئے ود کلب قبیلے کا بت تھا جو دومتہ الجندل میں تھا سواع ہذیل قبیلے کا بت تھا یغوث پہلے مراد قبیلے کا پھر بنو عطیف کا وریہ سبا شہر کے پاس جوف میں تھا یعوق ہمدان

قبیلے کا تھا اور نسر حمیر قبیلے کا تھا یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے چند لوگ تھے جب وہ مر گئے تو شیطان نے انہیں پٹی پڑھائی کہ جہاں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے بنا کر (یادگار) کے طور پر نصب کر دو اور ان کے وہی نام رکھو جو ان کے بزرگوں کے تھے اس وقت ان کی عبادت نہیں کی جاتی تھی لیکن جب یہ لوگ گذر گئے تو بعد والوں کو یہ شعور نہ رہا اور وہ ان کی عبادت کرنے لگے (بخاری)

انبیاء کی بے بسی اور شرک کی جڑ کاٹ دینے والے مسائل

قرآن کی پکار:

استغفر لهم اولا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم ذلک بانهم کفروا بالله ورسوله والله لا يهدی القوم الفٰسقين. ﴿التوبه : ۸۰﴾

ان کے لیے استغفار کر یا نہ کر اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر کیا ہے ایسے فاسق لوگوں کو اللہ کریم ہدایت نہیں دیتا۔

جب عبداللہ ابنِ ابی مر گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آیا اور درخواست کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کرتہ دیں تا کہ میں اس میں اپنے منافق والد کو کفن دوں شائد اللہ کے عذاب میں کمی آ جائے اور درخواست کی کہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہو گئے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دامن تھام لیا کہ ایسا نہیں کریں کیونکہ یہ منافق تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿بخاری﴾

خدا جس کو پکڑے چھڑا لیں محمد
محمد جو پکڑیں چھڑا کوئی نہیں سکتا

(شان حبیب الرحمٰن: ص۷۳۔۷۴)

صاحبِ قرآن کا فرمان:

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو انتباہ کردو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا اے قریش کی جماعت یا اس جیسا کوئی کلمہ کہا اپنی جانیں فروخت کرو (اللہ کے ہاں جنت کے بدلے) کیونکہ میں اللہ کے ہاں تمھارے معاملے میں اختیار نہ رکھوگا اے بنو عبد مناف میں تمہیں اللہ (کی پکڑ) سے ہرگز نہیں چھڑا سکوں گا اے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہرگز نہ چھڑا سکوں گا اے پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا میں اللہ کے سامنے تمھارے کام نہ آؤں گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے مال سے جو مانگنا چاہتی ہے مانگ لے میں اللہ کے ہاں تیرے کچھ بھی کام نہ آؤں گا۔ (رواہ البخاری: کتاب التفسیر)

سعید بن مسیّب کے والد سیدنا مسیّب کہتے ہیں جب ابو طالب کی موت کا وقت آ گیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اس کے پاس ابوجہل اور عبداللہ ابن ابی امیہ بن مغیرہ بیٹھے ہوئے تھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا لا الہ الا اللہ کہہ دیں میں اسی کلمہ کے ساتھ قیامت کے دن آپ (کے اسلام) کی گواہی دوں گا ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے ابو طالب کیا آپ ملت عبد المطلب سے منہ موڑ کر جا رہے ہیں؟ ادھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ آپ پر پیش کرتے رہے اور بار بار وہی بات لوٹاتے رہے یہاں تک کہ بالآخر ابو طالب نے ان سے جو کلام کی وہ یہ تھی وہ (یعنی ابو طالب) عبد المطلب کی ملت پر (مر رہا ہے) اور اس نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم میں تیرے لئے ضرور بخشش طلب کروں گا جب تک تیری مغفرت مانگنے سے روک نہ دیا گیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحب الجحیم (التوبہ: ۱۱۳)

نبی کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ

رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں

(رواہ مسلم: کتاب الایمان)

ہتھ ولی دے قلم ربانی لکھے جو من بھاوے

رب ولی نوں طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے

کیا پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا بھی کوئی ولی ہے؟ جس کو رب نے طاقت دی ہوئی ہے کہ وہ تقدیر کا لکھا ہوا مٹا سکتا ہے؟

آدم ثانی سیدنا نوح علیہ السلام کا واقعہ:

قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء قال لا عاصم الیوم من امر الله الا من رحم وحال بینهما الموج فکان من المغرقین. ﴿ھود:۴۳﴾

اس نے جواب دیا کہ میں تو کسی بڑے پہاڑ کی طرف پناہ میں آجاؤں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا، نوح نے کہا آج اللہ کے امر سے بچانے والا کوئی نہیں صرف وہی بچیں گے جن پر اللہ کا رحم ہوا اس وقت دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔

یہ نوح علیہ السلام کا چوتھا بیٹا تھا جس کا لقب کنعان اور نام یام تھا جودی پہاڑ موصل میں ہے جو آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کیا کوئی انسان نوح علیہ السلام سے بھی زیادہ مرد مومن ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو نہ بچا سکے ذرا غور تو کرو کہ کونسی نگاہ مرد مومن ہے جس سے تقدیر بدل جاتی ہیں؟

انبیاء کے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ:

سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے قیامت کے دن ملاقات کریں گے آزر کے چہرے پر سیاہی اور گرد وغبار ہوگا اس سے جناب ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کیا میں نے (دنیا میں) آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کریں؟ وہ آپ سے

کہے گا آج کے دن آپکی نافرمانی نہیں کروں گا ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے اے میرے پروردگار بلاشبہ تو نے میرے سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں اس دن تجھے رسوا نہیں کروں گا جس دن تمام لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تیری رحمت سے دور (یعنی محروم) میرے باپ کی رسوائی سے بڑی رسوائی کیا ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بلاشبہ میں نے جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہوا ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائے گا اے ابراہیم علیہ السلام تیرے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟

وہ دیکھیں گے تو یکا یک وہاں بجو دکھائی دے گا جو غلاظت میں لتھڑا ہوگا اس کو اس کے ٹانگوں سے پکڑا جائے گا اور (دوزخ کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (رواہ البخاری: کتاب الانبیاء)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

جب ابراہیم علیہ السلام انبیاء کے جدامجد ہونے کے باوجود اپنے باپ کو نہیں بچا سکے پھر وہ کونسی تاثیر ہے جس سے تقدیریں بدل جاتی ہیں؟

ضرب الله مثلا للذین کفرواا مرات نوح وامرات لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخا نتهما فلم یغنیا عنهما من الله شیئاوقیل ادخلا النار مع الدخلین ﴿التحریم: ١٠﴾

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرمائی یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو (سائشتہ اور) نیک بندوں کے گھر میں تھیں پھر ان کی انہوں نے خیانت کی پس وہ دونوں (نیک بندے) ان سے اللہ کے (کسی عذاب) کو نہ روک سکے اور حکم دے دیا گیا (اے عورتو) دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی چلی جاؤ۔

لوط علیہ السلام اور نوح علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود اپنی بیویوں کو نہ بچا سکے لیکن آفرین ہے شیخ جنید بغدادی پر کہ آپ کی نگاہ کیمیا کتے پر پڑ گئی اور کتا صاحب کمال ہوگیا۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

صاحب کمال کتا:

شیخ جنید بغدادی بیٹھے تھے ایک کتا سامنے سے گذرا آپ کی نگاہ اس پر پڑ گئی اس قدر

صاحب کمال ہو گیا کہ شہر کے کتے اس کے پیچھے دوڑے وہ ایک جگہ بیٹھ گیا سب کتوں نے اس کے گرد بیٹھ کر مراقبہ کیا۔ (امداد المشتاق: ص ۱۵۸، اشرف علی تھانوی)

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

بریلوی بھائیوں کا موقف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب ہیں۔ تمام جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت تصرف کر دیا گیا۔ جو چاہیں کریں۔ جسے چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لے لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے۔ تمام جنت ان کی جاگیر ہے ملکوت السموات والارض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام شرعیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں کر دیئے گئے ہیں کہ جس پر جو چاہیں حرام کر دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف کر دیں۔ (بہار شریعت: حصہ اول ص ۲۲)

شاید ابو طالب کا واقعہ اس میں شامل نہیں ہے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام ہیں۔ جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں۔ حضور پر نور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا: میں نے سب تمہیں بخش دیئے۔ (ملفوظات احمد رضا: ج ۲ ص ۷۷)

سرکارابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم بحکم پروردگار کونین کے مالک ومختار ہیں۔زمین کے مالک آسمان کے مالک اپنے رب کی عطا سے جحیم کے مالک، رب کے احکام کے مالک انعام کے مالک خالق کل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کل بنادیا۔دونوں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ واختیار میں ہیں جس کو چاہیں وہ اپنے رب کی عطا سے فرمادیں۔جس کو جس سے چاہیں محروم کردیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال فرمادیں اور جو چاہیں حرام، غرضیکہ دونوں جہان کے شہنشاہ کونین کے مالک ومولا ہیں۔(سلطنت مصطفے :ص ۱۴)

احمد رضا لکھتے ہیں:

حضور علیہ السلام کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لیے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کردیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو جس کے لیے چاہیں بعد از موت بھی دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کردیں (سلطنت مصطفے :ص ۴۳)

خانقاہی دنیا

خواجہ محمد فضیل قادری نوشاہی:

جس فاسق وفاجر پر حالت جذب وسکر میں نظر پڑ جاتی۔عارف کامل ہو جاتا کسی مردہ پر نظر پڑتی تو زندہ ہو جاتا۔نگاہ غضب سے کسی کی طرف دیکھتے تو اس کی جان تن سے نکل جاتی۔ غرض آپکے احوال ومقامات عجیب وغریب تھے (خزینۃ الاصفیاء :ص ۲۷۷۔شریعت وطریقت :ص ۴۱۳)

حضرت سلطان باہو:

روایت ہے کہ عالم طفولیت میں ایک دفعہ جب آپ بیمار ہوئے تو آپ کی اجازت سے ایک برہمن طبیب کو بلانے کے لیے اس کے گھر گئے برہمن نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں وہاں گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا (کیونکہ جو ہندو بھی سلطان باہو کا چہرہ دیکھتا تھا وہ مسلمان ہو جاتا تھا) بہتر یہ ہے آپ ان کا قارورہ (پیشاب) کی بوتل یہاں لے آئیں مریدوں نے ایسا ہی

کیا جب اس برہمن طبیب نے قارورہ کی بوتل کو اٹھا کر دیکھا تو بے ساختہ اس کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔(آسمانی جنت اور درباری جہنم :۱۳۳۔۱۳۲)

عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے فرمانبردار بندے تھے

قرآن کی پکار:

لقد کفر الذین قالو اان اللہ ھوالمسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا وللہ ملک السموت والارض وما بینھما یخلق ما یشاء واللہ علی کل شی قدیر ﴿المائدہ: ۱۷﴾

یقیناً وہ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابنِ مریم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابنِ مریم اور اس کی والدہ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟ آسمانوں وزمین اور دونوں کے درمیان کا کل ملک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عیسائیوں کا عقیدہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے جسم میں حلول کر گیا ہے کسی نے ابنِ اللہ کہا کسی نے کہا اللہ، ایک ہی تین ہیں اور اور تینوں ہی ازلی وابدی ہیں اللہ عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس پھر یہ تینوں مل کر بھی ایک الہ ہی بنا تین ایک کیسے اور ایک تین کیسے؟ یہ گورکھ دھندہ ہے جس کی سمجھ آج تک کسی کو نہ آئی، پادری کو آسکی اور نہ (Math) میں ہزاروں (Phd) کرنے والے فرنگیوں کو آسکی (یہ لوگ دنیاوی ایجادات کے لحاظ سے کتنے ہی عقل مند کیوں نہ ہوں لیکن یہ حقیقت ہے بندہ جب شرک کرتا ہے تو اللہ اس کو اپنی بارگاہ سے دھتکار دیتا ہے اور اس کی مت ماری جاتی ہے) جبکہ ایک (KG 1) کا بچہ بھی جانتا ہے کہ 1+1+1 تین ہوتے ہیں، اور ایک کبھی بھی تین نہیں ہوتے اللہ پاک اس عقیدے کا رد فرما رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ اور باقی تمام انسانوں کو ہلاک کر دے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تمہارے عقیدے کے مطابق سولی چڑھا دیا جائے کیا اتنا مظلوم شخص الہ ہو سکتا ہے؟

واذ قال الله يعيسى ابن مريمء انت قلت للناس اتخذونى وامى الهين من دون الله قال سبحنك ما يكون لى ان اقول ماليس لى بحق ان كنت قلته فقد علمته تعلم مافى نفسى ولا اعلم ما فى نفسك انك انت علام الغيوب ﴿المائدہ: ۱۱۶﴾

اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام ابنِ مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو! عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا کہ جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبوں کے جاننے والا تو ہی ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی عیسیٰ علیہ السلام کو بھی غیب نہیں تو اولیاء کو کس طرح ہوسکتا ہے اور جن کو اللہ کے علاوہ پکارا جاتا ہے وہ پتھر نہیں بلکہ نیک انسان ہیں اور وہ ان کی پکار کا قیامت والے دن انکار کردیں گے۔

اور جو بت بھی تھے وہ بھی ان نیک لوگوں کے جن کے نیک ہونے میں کوئی شک نہیں تھا فتح مکہ کے موقع پر اللہ کے گھر میں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے بت تھے جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پاش پاش کردیا تھا۔

نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث (Trinity) چوتھی صدی عیسوی میں رائج ہوا جس کے تین ارکان یہ ہیں اللہ، عیسیٰ علیہ السلام، اور روح القدس، جبکہ مریم کے خدا ہونے کا عقیدہ پانچویں صدی کی ایجاد ہے مریم علیہ السلام کو مادرِ خدا کے لقب سے نوازا گیا مریم علیہ السلام کو دیوی کا درجہ دے کر ان کے مجسمے اور تصویریں بنائی گئیں جو کہ گرجوں میں آویزاں کی گئیں دورِ نبوی میں ہرقل شاہ روم کے جھنڈے پر بھی یہی تصویریں موجود تھیں جنگ کے دوران اس کے وسیلے سے فتح ونصرت طلب کی جاتی۔ (تیسیر القرآن: صفحہ ۲۶۴)

ہر دور میں انبیاء اور صالحین کے بت بنا کر ان کو پکارا گیا پتھر کے خیالی مجسمے نہ تھے

قرآن کی پکار:

ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صدقین(الاعراف: ۱۹۴)

واقعی تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں سو تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیے کہ تمھارا کہنا پورا کردیں اگر تم سچے ہو۔

واذا راالذین اشرکوا شرکاء ھم قالوا ربنا ھولاء شرکاونا الذین کنا ندعوا من دونک فالقوا الیھم القول انکم لکذبون(النحل: ۸۶)

اور جب مشرکین اپنے شریکوں کو دیکھ لیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہی ہمارے وہ شریک ہیں جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے، پس وہ انہیں جواب دیں گے کہ تم بالکل ہی جھوٹے ہو۔

جنہیں یہ لوگ داتا، گنج بخش، غریب نواز سمجھ کر پکارتے رہے وہ دیکھتے ہی انکار کردیں گے یا اللہ ہم خود تیری عبادت کرتے رہے اور یہ کیسے ممکن تھا کہ ہم انہیں اپنی عبادت کا کہتے۔

عقل مند و غور سے سوچو کہ اب تم ان سے زیادہ کامل ہو وہ سن نہیں سکتے تم سن سکتے ہو وہ دیکھ نہیں سکتے تم دیکھ سکتے ہو وہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے تم انہیں مسلمانوں کی اجتماعی دعاؤں کی صورت میں فائدہ دے سکتے ہو پھر ان کو پکارنے کا فائدہ کیا تم غور نہیں کرتے؟

اولیک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلة ایھم اقرب و یرجون رحمته و یخافون عذابه ان عذاب ربک کان محذورا (بنی اسرائیل: ۵۷)

جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔

من دون اللہ سے مراد بزرگوں کی تصویریں اور مجسمے ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔

جنہیں تم پکارتے ہو وہ تو خود اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح اللہ کے عذاب سے بچ جائیں وہ تمہیں کیا بچائیں گے؟

افحسب الذین کفر و اان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا جهنم للکفرین نزلا. (الکهف : ۱۰۲)

کیا کافر یہ خیال کیے بیٹھے ہیں؟ کہ میرے سوا وہ میرے بندوں کو اپنا حمایتی بنا لیں گے؟ (سنو) ہم نے تو ان کفار کی مہمانی کے لیے جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں اللہ خبر دار کر رہا ہے تم یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ تم میرے نیک بندوں کی عبادت کر کے میرے عذاب سے بچ جاؤ گے اور ان کی حمایت سے کامیاب ہو جاؤ گے اور ہم نے کافروں کے لیے جہنم بنا رکھی ہے اور ان کے خود ساختہ حمایتی بھی ان کو اس میں جانے سے نہیں بچا سکیں گے بلکہ وہ تو انکے خلاف ہو جائیں گے اور ان کی پوجا کا انکار کریں گے۔

واتخذوامن دون الله الهة لیکونوا لهم عزا. کلا سیکفرون بعبادتهم ویکونون علیهم ضدا. (مریم : ۸۲. ۸۱)

انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے لیے باعثِ عزت ہوں لیکن ایسا ہرگز ہونا نہیں، وہ تو ان کی پوجا سے منکر ہو جائیں گے، اور الٹے ان کے دشمن بن جائیں گے۔

ویوم یحشرهم وما یعبدون من دون الله فیقول ء انتم اضللتم عبادی هولاء ام هم ضلو السبیل. قالو اسبحنک ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء ولکن متعتهم واباء هم حتی نسواالذکر وکانو قوما بورا. (الفرقان : ۱۸. ۱۷)

اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں اور سوائے اللہ کے جنہیں یہ پوجتے رہے، انہیں جمع کر کے پوچھے گا کہ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا یا یہ خود ہی راہ سے گم ہو گئے۔ وہ جواب دیں گے تو پاک ذات ہے خود ہمیں ہی یہ زیبا نہ تھا کہ تیرے سوا اوروں کو اپنا کارساز بناتے۔ بات یہ ہے کہ تو نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو آسودگیاں عطا فرمائی یہاں تک کہ وہ نصیحت بھلا بیٹھے، یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے۔

انبیاء کی بشریت

قرآن کی پکار:

اوعجبتم ان جاء کم ذکر من ربکم علی رجل منکم لینذر کم ولتتقوا ولعلکم ترحمون. (الاعراف:٦٣)

اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت، جو تمھاری ہی جنس کا ہے، کوئی نصیحت کی بات آ گئی تا کہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تا کہ تم ڈر جاؤ اور تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

وما أرسلنا من قبلک الا رجا لا نوحی الیھم من اھل القری افلم یسیروافی الارض فینظر واکیف کان عاقبة الذین من قبلھم ولد ارالاخرة خیر للذین اتقواافلا تعقلون(یوسف: ۱۰۹)

آپ سے پہلے ہم نے بستی والوں میں جتنے رسول بھیجے ہیں سب مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی نازل فرماتے گئے کیا زمین میں چل پھر کر انہوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے کے لوگوں کا کیسا کچھ انجام ہوا؟ یقیناً آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے بہت ہی بہتر ہے کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے۔

قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ وماکان لناان ناتیکم بسلطن الا باذن اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون(ابراھیم : ۱۱)

ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں اور ایمان داروں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

وما منع الناس ان یومنوااذجاء ھم الھدی الاان قالواابعث اللہ بشرا رسولا(بنی اسرائیل : ۹۴)

لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکنے کے بعد ایمان سے روکنے والی صرف یہی چیز رہی کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک انسان کو ہی رسول بنا کر بھیجا؟

دوسرا اعتراض ان کا یہ تھا کہ تم ہمیں باپ دادا کے راستے سے روکتے ہو کہ اتنے خداؤں کی جگہ صرف ایک اللہ۔ان کے رسولوں نے انہیں کہا کہ کیا حق تعالیٰ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے وہ تو تمہیں اس لیے بلا رہا ہے کہ تمھارے گناہ معاف فرمادے اور ایک مقررہ وقت تک تمہیں مہلت عطا فرمائے انہوں نے کہا کہ تم تو ہم جیسے ہی انسا ن ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان خداؤں کی عبادت سے روک دو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے اچھا تو ہمارے سامنے کوئی کھلی دلیل پیش کرو۔

وما جعلنهم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خلدین. (الانبیاء :۸)

ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

قرآن کی فصاحت اور بلاغت کے کیا کہنے سورۃ انبیاء میں فرمایا وہ کھانا کھاتے تھے یعنی ایسی حاجات جو انسان کے ساتھ ہوتی ہیں ان کو بھی تھیں یعنی یہ ان کی بشریت کی نشانی ہے۔

قل لو کان فی الارض ملئِکة یمشون مطمینین لنزلنا علیهم من السماء ملکاً رسولاً.

آپ کہہ دیں کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے اور رہتے بستے ہوتے تو ہم بھی ان کے پاس کسی آسمانی فرشتے ہی کو رسول بنا کے بھیجتے۔(بنی اسرائیل:۹۵)

وقال الملأ من قومه الذین کفرواوکذبوا بلقاء الاخرۃواتر فنهم فی الحیوۃ الدنیاماھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منه ویشرب مما تشربون. (المومنون :۳۳)

اور سرداران قوم نے جواب دیا، جو کفر کرتے تھے اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے اور ہم نے انہیں دنیوی زندگی میں خوشحال کر رکھا تھا کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے تمھاری خوراک یہ بھی کھاتا ہے اور تمھارے ہی پینے کا پانی ہی یہ بھی پیتا ہے۔

انہیں حیرانگی اس بات کی تھی کہ انسان نبی کیسے ہو سکتے ہیں کہ ہمارے جیسے انسان ہیں

کھاتے ہیں پیتے ہیں چلتے ہیں پھرتے ہیں یعنی ان کو تعجب تھا کہ نبوت انسانیت کے لیے موزوں نہیں ہے حالانکہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے اس سے پہلے جتنے نبی آئے سارے کے سارے مرد ہی تھے اور زمین پر چونکہ انسان رہتے ہیں اس لیے انسان ہی آئے اس میں تعجب کیا؟ تعجب تو تب ہوتا کہ زمین پر فرشتے رہتے اور انسان نبی آتے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی صاحب ایک روایت ذکر کرتے ہیں:

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ (نشر الطیب: ص ۵۔۶)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

قرآن پاک میں جابجا انبیاء کو بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔ (کنز الایمان مع تفسیر نعیم الدین ج ۱۳ ص ۵)

تیس پاروں میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے ممکن ہے نعیم الدین صاحب نے اکتیسویں پارے میں پڑھ لیا ہو۔

احمد رضا خان صاحب ایک خود ساختہ روایت بیان کرتے ہیں:

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جابر بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور قدرت الٰہی سے پیدا کیا وہ نور جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا اس وقت لوح و قلم جنت اور دوزخ، فرشتگان، آسمان وزمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے پہلے سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ (رسالہ صلوۃ الصفا: ص ۲۳)

ایک بریلوی احمد یار خان لکھتا ہے:

رسول، اللہ کے نور سے ہیں اور ساری مخلوق آپ کے نور سے ہے۔ (مواعظ نعیمیہ: ص ۱۴)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اور خود بریلویوں کے خان صاحب نے بھی اپنی کتاب میں ایک روایت درج کی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر شخص کی ناف میں اس مٹی کا کچھ حصہ موجود ہے جس سے اس کی تخلیق ہوئی ہے، اور اسی میں وہ دفن ہوگا۔ اور میں، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے۔ (فتاوی افریقہ: ص ۸۵۔ بریلویت: ص ۱۴۵)

اگر عیسائیوں کو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلطی لگ گئی تو سمجھ آتی ہے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے شادی نہیں کی اولاد کوئی نہیں تھی۔

لیکن حیرت ہے لوگوں کی عقلوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آمنہ کا لال بھی کہتے ہیں خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا شوہر بھی مانتے ہیں ابراہیم رضی اللہ عنہ اور قاسم رضی اللہ عنہ کا باپ بھی مانتے ہیں مدینہ میں روضہ بھی ہے پھر کہتے ہیں کہ نور ہیں۔ نوری تو جبرائیل علیہ السلام ہیں بتاؤ ان کی ماں کا نام کیا ہے؟ انکی بیوی کون ہے؟ ان کی اولاد کا کیا نام ہے؟ جبرائیل کی قبر کہاں ہے؟

باقی رہی نور والی حدیث کی بات تو یہ یونانی فلسفہ سے متاثر ہو کر گھڑی گئی ہے۔ فلاسفہ جس چیز کو عقل دوام کہتے ہیں۔ صوفیاء اسے ہی نور محمدی کہتے ہیں۔

۱۔ صحاح ستہ میں اس حدیث کا سراغ تک نہیں ملتا۔

۲۔ اس روایت کا ماخذ مصنف عبدالرزاق ہے جو تیسرے درجہ کی کتاب ہے اور اس میں ضعیف اور متروک تو درکنار موضوعات تک شامل ہیں۔

۳۔ اس حدیث کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلائے گئے ہیں لیکن اسناد مذکور نہیں۔ لہذا ویسے بھی مردود ہے۔

اس کی بجائے ترمذی ابواب القدر میں ایک صحیح حدیث بھی موجود ہے جو یوں ہے اول ما خلق اللہ القلم اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا۔(شریعت وطریقت: ص۴۸۱)

اللہ پاک قرآن میں کہتے ہیں۔

اور ہم نے پانی سے ہر (جاندار) چیز کو پیدا کیا۔(الانبیاء۳۰)

(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احکام ومسائل ص۶۰)

شرک میں والدین کا بھی حکم نہ مانو

قرآن کی پکار:

ووصینا الانسان بوالدیه حسنا وان جھدک لتشرک بی ما لیس لک به علم فلاتطعھماالی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون ﴿العنکبوت: ۸﴾

ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کرلیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانیے تم سب کو لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے تھے تمہیں خبر دوں گا۔

وان جھدک علی ان تشرک بی مالیس لک به علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا واتبع سبیل من اناب الی ثم الی مر جعکم فانبئکم بما کنتم تعملون. ﴿لقمان: ۱۵﴾

اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا۔

اس کا شانِ نزول سعد رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے مسلمان ہونے پر ان کی والدہ نے بھوک ہڑتال کردی انہوں نے کہا نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی یہاں تک کہ موت آجائے یا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کردے سعد رضی اللہ عنہ پورے عرب میں فرمانبردار بیٹا مشہور تھا لیکن جب معاملہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آیا تو فرمایا تیری جیسی سو مائیں ہوں ایک ایک کر کے قربان کردوں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑنا گوارا نہیں سعد کی ماں کا خیال تھا کہ بھوک ہڑتال سے بیٹا واپس آجائے گا لیکن سعد نے ماں کو اسلام پر قربان کرنے کا فیصلہ کیا تو اللہ نے ماں کو بھی ہدایت نصیب فرمائی سچ ہے جو اللہ کے دین کے لیے

استقامت دکھاتے ہیں اللہ ان کی دنیا اور آخرت دونوں کو سنوار دیتا ہے۔
(صحیح مسلم: کتاب التفسیر)

اللہ پاک کے کلام میں توحید کے ساتھ والدین کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے لیکن اگر والدین بھی شرک کا حکم دیں تو نہیں مانا جائے گا۔

اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ (مسند احمد)

ماں باپ کا شرک کے لیے کہنا اس لیے بھی نہیں مانا جائے گا کیونکہ یہ خسارے کا سودا ہے اور مومن آخرت کے خسارے کا سودا کبھی نہیں کرتا۔

وسیلہ

قرآن کی پکار:

یا یھا الذین امنو ااتقواالله وابتغو االیه الوسیلة وجاھدو ا فی سبیله لعلکم تفلحو ن(المائدہ : ٣٦)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہواوراس کے حضور(باریابی کے لیے)وسیلہ تلاش کرو اوراس کی راہ میں جہاد کروتا کہ تم کامیاب ہوسکو۔

وسیلہ سے مراد نیک عمال ہیں جیسا کہ اسی آیت کے دوسرے حصے سے ظاہر ہورہا ہے کہ جہاد کروتا کہ تم فلاح پاجاؤ۔

Wasilah: The means of approach or achieving closeness to Allah by getting His favours.

وسیلہ کا مطلب ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے رسائی اوراس کا قرب۔اس کی جائزاورناجائز شکلیں کون سی ہیں اس کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

وسیلہ جنت کا ایک مقام:

سیدنا عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم اذان دینے والےکوسنوتو اسی طرح کہوجس طرح موذن کہتا ہے پھر مجھ پر صلوۃ پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پرایک مرتبہ صلوۃ پڑھی اللہ اس پر دس مرتبہ صلوۃ بھیجتا ہے (یعنی رحمت نازل فرماتا ہے)پھراللہ سے میرے لیے وسیلے کا سوال کرو اس لئے کہ وہ جنت میں ایک مقام ہے جواللہ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہونگا لہذا جو شخص میرے لیے وسیلے کی دعا کرے گا اس پر شفاعت لاگو ہوجائے گی۔(رواہ مسلم کتاب الصلوٰۃ)

نیک اعمال کا وسیلہ:

حدیث میں آتا ہے تین اشخاص غار میں پھنس گئے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا تینوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اس کے بعد غار کا پتھر سرک گیا اور وہ باہر آ گئے۔

فوت شدہ کا وسیلہ:

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب بھی قحط سالی ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کرواتے اور فرماتے اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی دعا کرواتے (جب وہ زندہ ہم میں موجود تھے) تو تو ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب فرماتا اب جبکہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود نہیں ہیں) تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو ہم تیری بارگاہ میں بطور وسیلہ (یعنی دعا کے لیے) پیش کر کے دعا کر رہے ہیں یا اللہ اس دعا کو قبول فرما ہم پر بارش کا نزول فرما۔ (راوی کہتا ہے کہ اس پر بارش ہو جاتی) (بخاری)

اگر فوت شدہ کا وسیلہ جائز ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کتنے دور تھے؟ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہ تھے۔

غلط استدلال:

جب آدم علیہ السلام غلطی کے مرتکب ہوئے تو انہوں نے دعا کی اے میرے پروردگار میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے اللہ نے فرمایا اے آدم تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے معلوم کیا جب کہ میں نے اس کو پیدا ہی نہیں کیا انہوں نے کہا اے میرے پروردگار جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ کے ساتھ بنایا تھا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تھی تو میں نے اپنا سر اٹھایا عرش کے پایوں پہ میں نے دیکھا لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں سمجھ گیا کہ تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے تفصیل کے لیے دیکھیں۔(احادیث ضعیفہ کا مجموعہ :الشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ جلد اول)

فن حدیث کے لحاظ سے بھی اس روایت کو ہر محدث نے موضوع (گھڑی ہوئی بتایا ہے)اس میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم راوی ہیں اور اس پر یہ حکم لگایا گیا ہے۔(میزان الاعتدال: ج۲ص۱۰۶)

پھر قرآن میں اللہ پاک آدم علیہ السلام کی معافی کا سبب یہ بیان کر رہے ہیں:

قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنكونن من الخسرين(الاعراف:۲۳)

دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

لا ينبغي لاحد ان يدعو الله بمخلوق وساله يه فيقول اللهم انى اسئلك بحق انبيائك اويقول بحق رسولك او بحق احد اوليائك كل ذلك مكروه التحريم (هدايه: ص ۴۷۳)

یعنی کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسکی مخلوق کے واسطے سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرے اور اس کے وسیلے سے سوال کرے اور یوں کہے اے اللہ میں تجھ سے بحق انبیاء یا بحق رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا فلاں بزرگ کے واسطے اور وسیلے سے دعا مانگتا ہوں اس طرح دعا کرنا ناجائز اور حرام ہے(بحوالہ قبر پرستی)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے پاس مزار شریف پر کوئی شکستہ حال دعا کے لیے عرض کرنے کو نہیں پہنچتا مگر یہ کہ اس کی شکستگی کی اصلاح ہوگئی (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر دعا کی اور وہ کامیاب ہوگیا۔ (نشر الطیب: ص۱۴۲)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کے مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہیں تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا تو عرض کی میں کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا تو شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا، پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا، وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ (ملفوظات احمد رضا: ج ا ص ۱۱۷)

یعنی اللہ کا نام لو گے تو ڈوب جاؤ گے اور فلاح غیر اللہ کو پکارنے سے ملے گی سبحان اللہ کیا کہنے۔

مرشد قبر میں:

جان لو اپنا ہاتھ جس شیخ کے ہاتھ میں دیا ہے مرنے کے بعد قبر میں آجاتا ہے اور اپنے مرید کی طرف سے فرشتوں کو جواب دیتا ہے اور اسے نجات دلاتا ہے۔ پس ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ شیخ کامل پکڑے تاکہ شفیع ہو۔

(فوائد فریدیہ: ص۶۰ م ڈیرہ غازی خان)

ہمارے سرور عالم کا رتبہ کوئی کیا جانے
خدا کو ملنا چاہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا جانے

(بحوالہ فاتحہ کا صحیح طریقہ: ص۵۶)

وحدت الوجود

انسان چلہ کشیوں کے ذریعے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے ہر چیز میں اللہ نظر آتا ہے صوفیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں میں یہ عقیدہ مشترک پایا جاتا ہے۔

عیسائی عقیدہ:

سینٹ پال کا قول ہے ہم ذات باری میں مسلسل تحلیل ہوتے رہتے ہیں جب ایک شے دوسری میں مدغم ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا میں بھی خدا میں تحلیل ہو رہا ہوں اور وہ ذاتِ برحق مجھ سے ہم آہنگ ہو رہی ہے قسم ہے اس زندہ جاوید خدا کی کہ اب مجھ میں اور خالق کائنات میں کوئی فرق باقی نہیں رہا ہم اب دونوں ایک ہی ہیں۔

وہ آنکھ جس سے میں دیدار خداوندی سے لطف افروز ہوتا ہوں اسی آنکھ سے وہ علیم و بصیر ذات میرا انتظار کر رہی ہے میری آنکھ اور خدا کی آنکھ دونوں ایک ہی ہیں۔ (مذہب و تجدید مذہب: پروفیسر عبدالحمید صدیقی ص ۲۱۳)

اے میرے خدا! میں ایک گم شدہ بھیڑ کی طرح تیری تلاش و جستجو میں مضطرب دلائل کے ساتھ آوارہ گردی کرتا رہا لیکن تو نہ ملا حالانکہ تو خود میرے اندر موجود تھا میں نے اس دنیا کے شہروں کے تمام کوچوں میں تجھ کو ڈھونڈا مگر تو نہ ملا میں نے ناحق تیری تلاش گرد و پیش میں کی جب کہ تو خود میرے اندر موجود تھا۔ (معارف النفس بحوالہ وحدت الوجود ایک غیر اسلامی نظریہ، اللہ موجود نہیں؟)

ہندو عقائد:

ابن عربی اور عفیف تلسمانی رومی جامی وغیرہ نے وہی ہندوؤں والا عقیدہ لیا کہ دراصل رام نے اپنا کھیل کھیلنے کے لیے انسانی قالب (اوتار) اختیار کیا اور یہ سرشٹی (دنیا) پیدا کی اور ہندو ہمہ اوستیوں (دام مارگیوں) کا عقیدہ یہ ہے کہ کرشن (یعنی خدا) خود ہی باپ ہے اور اور خود

ہی بیٹا اور خود ہی بیوی ہے۔

کسی نے پوچھا کہ بیوی بیٹی اور اجنبی عورت میں کیا فرق ہے اس نے جواب دیا ہمارے درمیان تو کوئی نہیں۔

ایسے گندے عقیدے والے کے منہ پر کسی نے تھپڑ مار دیا اس نے حاکم وقت سے شکایت کی اس نے کہا اس کو شک ہو گیا ہے، مارنے والا بھی وہی اور مار کھانے والا بھی وہی ہے۔

ہندوؤں میں ویدانت یوگ اور بھگتیکی وجہ سے وحدت الوجود نفس کشی پرانایام بھجن (قوالی) گیان دھیان (مراقبہ) چمکار (فنا بقا) موجود ہیں اور ہمہ اوستی صوفیوں میں یہی چیزیں دوسرے ناموں سے ملتی ہیں۔

دیکھیے ہندو جوگی سانس روک کر اوم کا ذکر کرتے ہیں تو انہی کی طرح ہمارے نقشبندی بھائی بھی آنکھ اور منہ بند کر کے زبان تالو سے چپکا کر سانس روک کر لا اور الہ کو دائیں اور الا اللہ کی ضرب قلب پر لگاتے ہیں رومی بھی یہی تعلیم دیتے ہیں۔ (مجلّہ الدعوۃ جون ۱۹۹۸ ہمہ اوستی نظام تصوف)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

امام حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مسئلہ وحدت الوجود کے بارے میں کہتے ہیں:

مسئلہ وحدت الوجود حق و صحیح ہے اول جس شخص نے اس مسئلہ میں خوض فرمایا شیخ محی الدین ابن عربی ہیں۔ (شمائم امدادیہ: ص ۳۲)

اسی طرح حاجی صاحب فرماتے ہیں:

مثلاً اللہ کی مثال تخم کی اور مخلوق کی مثال درخت کی سی ہے کہ درخت مع تمام شاخوں اور پتوں و پھل و پھول کے اس میں چھپا تھا۔ جب تخم نے اپنے باطن کو ظاہر کیا خود چھپ گیا جو کوئی دیکھتا ہے درخت کو دیکھتا ہے تخم دکھائی نہیں دیتا۔ (شمائم امدادیہ: ص ۳۸)

جبکہ اللہ کہتا ہے کہ اس کے بارے میں مثالیں مت بیان کرو کیونکہ کوئی اس کے مثل نہیں ہے۔ (الشوریٰ)

دوسری جگہ حاجی صاحب فرماتے ہیں:

من اردان یجلس مع الله فالیجلس مع اهل التصوف

جواللہ کے ساتھ بیٹھنا چاہے اسے چاہیے کہ اہل تصوف کے ساتھ بیٹھے۔(شمائم امدادیہ:۴۹)

اسی طرح علامہ محمد فضل حق خیر آبادی دیو بندی لکھتے ہیں:

اگر انبیاء وحدت الوجود کی دعوت دیتے تو ان کی رسالت کا فائدہ فوت ہو جاتا یہ عقیدہ عوام کے ذہنوں کی سطح سے بلند ہے اسی لئے ان حضرات کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھ کر گفتگو کریں۔(الروض المجو داز خیر آبادی:ص۴۴)

پتہ نہیں یہ حکم کہاں ہے کہ لوگوں کی ذہنی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے دین کی کوئی بات چھپائی جا سکتی ہے۔ہاں البتہ یہ حدیث میں ہے جو یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ چھپا لیا وہ جھوٹا ہے۔

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

حق سبحانہ وتقدس جو حقیقتاً ہر جمال وحسن کا منبع ہے اور حقیقتاً دنیا میں کوئی بھی جمال ان کے علاوہ نہیں ہے۔(تبلیغی نصاب فضائل قرآن:ص۳۰۰)

زکریا صاحب قاسم نانا توی صاحب کا کلام پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نجانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

(تبلیغی نصاب:ص۸۱۰)

زکریا صاحب وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے منصور حلاج کے بارے میں لکھتے ہیں:

دی گئی منصور کو پھانسی ادب کے ترک پر
تھا انا الحق، حق مگر اک لفظ گستاخانہ تھا

(ولی کامل ص:۲۷۹)

وحدت الوجود کی معراج:

ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ مینڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے۔حضرت نے فرمایا۔:پکا کافر تھا:اور اس کے بعد مسکرا کر ارشاد فرمایا

کہ: ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے: ایک بار ارشاد فرمایا کہ: ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت سی رنڈیاں مرید تھیں ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب اس کو بہتیرا سمجھایا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو تو اس نے کہا کہ میں بہت گناہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔

میاں صاحب نے کہا۔نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا۔ بی تم کیوں نہیں آئی تھیں اس نے کہا کہ حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی تھی میاں صاحب بولے بی تم کیوں شرماتی ہو۔کرنے والا کون ہے اور کروانے والا کون وہ تو وہی ہے۔رنڈی یہ سن کر آگ بگولہ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولاقوۃ اگرچہ میں روسیاہ ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔ (تذکرہ الرشید:۲۔۲۴۲)

غالب نے اس کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا۔

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

بریلوی بھائیوں کا موقف:/ خانقاہی دنیا

احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں:

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ
کہ نور باری حجاب میں ہے

(حدائق بخشش: حصہ اول ص ۸۰)

محمد یار گڑھی لکھتے ہیں:

بجاتے تھے جو انی عبداللہ کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پر انی انا اللہ بن کر نکلیں گے

(دیوان محمدی: ص ۱۴۹)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینے میں مصطفے ہو کر
مقام اس نبی کا عرش بریں ہے
خدا جو نہ کہے وہ کافر لعین ہے

مزید ارشاد ہوتا ہے:

کیا فرق ہے عزیز و حضرت میں اور خدا میں
وہ بھی الہ ہے یارو یہ بھی الہ ہے یارو

مزید ارشاد ہوتا ہے:

چاچڑ وانگ مدینہ دسے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچ پیر فریدن باطن دے وچ اللہ
جو مشتاق نظارہ ہو میرے خواجہ کو آ دیکھے
عیاں شان خدائی ہے فقط پردہ ہے انسان کا

مزید ارشاد ہوتا ہے:

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

(حدائق بخشش: ج ا ص ۴۸)

صوفی عبدالکریم جیلی حلول کے متعلق اپنا ذاتی تجربہ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

میں نے اپنا وجود کھو دیا پھر وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) میری طرف سے مجھ میں قائم مقام ہوا یہ عوض جلیل القدر تھا بلکہ بعینہ میں ہی تھا پس میں وہ تھا اور وہ میں تھا وجود مفرد تھا جس کے لیے

کوئی جھگڑنے والا نہ تھا میں اس کے ساتھ اس میں باقی رہا اور فرق ہمارے درمیان سے اٹھ گیا اور میرا حال ماضی اور مضارع میں ایک ہی جیسا ہو گیا لیکن میں نے اپنے نفس کو بلند کیا پھر حجاب اٹھ گیا اور میں اپنی نیند سے بیدار ہوا گویا کہ میں لیٹا ہی نہ تھا میں نے اپنی چشم حقیقت سے اپنے آپ کو حق دیکھا۔ (انسان کامل: ص ۱۰۸)

ہمارے ایک چشتیہ خاندان کے پیر بھائی تھے جو صوفی جی کے نام سے مشہور تھے وہ صاحبِ کرامت تھے اور ان کے بہت سے مرید بھی تھے ایک دن میرے پاس آئے تو ہم مل کر چائے پینے لگے چائے پیتے پیتے صوفی جی کے چہرے پر کیفیت کے آثار نمایاں ہوئے چہرہ سرخ ہو گیا آنکھوں میں لال لال ڈورے ابھر آئے پھر کچھ نشہ کی سی کیفیت طاری ہوئی یکا یک صوفی جی نے سر اٹھایا اور کہنے لگے بھائی جان میں خدا ہوں اس پر میں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور اس کے دو ٹکڑے کر کے صوفی جی سے کہا آپ خدا ہیں تو اسے جوڑ دیجیے صوفی جی نے دونوں ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو ملا کر ان پر توجہ فرمائی لیکن کیا بننا تھا ساتھ ہی ان سے وہ کیفیت بھی غائب ہو گئی جس کی وجہ سے وہ خدائی کا دعویٰ کر رہے تھے۔ (بحوالہ شریعت وطریقت: ص ۹۴)

بایزید بسطامی کا ایک مرید ۳۰ سال آپ کی خدمت میں رہا وہ رات کو نہ کبھی سوتا اور نہ ہی کبھی روزہ چھوڑتا تھا مگر باطنی علوم اس پر منکشف نہ ہوتے تھے آخر تنگ آ کر حضرت شیخ سے اس بات کی شکایت کی تو بایزید نے فرمایا تم تین سو سال بھی لگے رہو تو یہ علم حاصل نہ کر سکو گے مرید نے پوچھا اس کا کوئی علاج؟ فرمایا علاج تو ہے مگر تم کر نہ سکو گے جب مرید نے اصرار کیا تو آپ نے علاج یہ بتایا کہ اپنی ڈاڑھی اور سر منڈا دو گوڈری پہن لو باداموں کا ایک کشکول ہاتھ میں لے کر اپنے گرد بچوں کو جمع کر و اور کہو جو بچہ مجھے ایک گھونسا مارے گا اسے ایک بادام دوں گا اسی طرح گلی گلی پھرو مرید نے کہا سبحان اللہ کیا علاج ہے بایزید نے کہا تیرا سبحان اللہ کہنا بھی شرک ہے کیونکہ تو یہ کلمہ اپنی پاکیزگی بیان کرنے کے لیے کہہ رہا ہے مرید نے کہا مجھ سے علاج نہیں ہو سکتا کوئی اور بات بتلایئے بایزید نے کہا اگر یہ علاج نہیں کر سکتا تو تیرا کوئی علاج نہیں ہے۔ (احیاء العلوم: ص ۳۵۸ ج ۴ مصنفہ امام غزالی۔ بحوالہ شریعت وطریقت: ص ۳۵۲)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

مٹی دا بت بنا کے آپے وچ بہہ گیا
جگا نوں بناون والا کہڑی کھیڈے پے گیا

مزید ارشاد ہوتا ہے:

مصطفیٰ کے نور میں سے ذاتِ باری جلوہ گر
مصطفیٰ کا نور یوں کہئے خدا کا نور ہے

مزید ارشاد ہوتا ہے:

اربع عناصر محل بتائیو وچہ وڑ بیٹھا آپے
آپے کڑیاں آپے نینگر آپے بنائیں ماپے
آپے مریں آپے جیویں آپے کرے سیاپے
بلھیا جو کجھ قدرت رب دی آپے آپ نجاپے

مزید ارشاد ہوتا ہے:

گل سمجھ لئی تے رولا کیہ
ایہ رام رحیم تے مولا کیہ

مزید ارشاد ہوتا ہے:

ادھر بھی تو ادھر بھی تو
یہاں بھی تو وہاں بھی تو
مندر میں تو مسجد میں تو
کعبے میں تو بت کدے میں تو
حیران ہوں اس بات پہ کہ تم کون ہو کیا ہو
ہاتھ آؤ تو بت ہاتھ نہ آؤ تو خدا ہو
لا مکانی کا بھی بہرحال ہے دعویٰ تمہیں
نحن اقرب کا بھی پیغام سنا رکھا ہے

اور ابن عربی کا تو عقیدہ واضح ہے جیسا کہ کہتے ہیں:

ان وجود المخلوق ھو وجود الخالق. (شرح طحاویہ: ص٥٥٦)

مخلوق کا وجود دراصل خالق کا وجود ہے۔

عیسائی، ہندو اور صوفیاء کا نظریہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

جو بات عیسائی اور ہندو کہتا ہے صوفیاء اس سے کہیں آگے بڑھ گئے کہ کافر نے ان سے خوف محسوس کرنا چھوڑ دیا کہ یہ اتنی پستی میں چلے گئے ہیں کہ واپس نہیں لوٹ سکتے۔

انگریز مصنف کی گواہی:

دوسری طرف ان پر خوف کے سائے منڈلاتے رہے جس کا اظہار انگریز مصنف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

انگریز مصنف ڈبلیوڈبلیو ہنٹر کی کتاب (Our Indian Muslims) وہ کہتا ہے ہمیں اپنے اقتدار کے سلسلے میں مسلمان قوم کے کسی گروہ سے خطرہ نہیں اگر خطرہ ہے تو صرف مسلمانوں کے ایک اقلیتی گروہ وہابیوں سے ہے کیونکہ صرف وہی ہمارے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں۔

اللہ عرش پر ہے؟

we must believe in all the qualities of Allah which Allah has stated in His Book (the Quran) or mentioned through His Messenger (Muhammad PBUH) without changing their meaning or ignoring them completely or twisting the meanings or likening them (giving resemblance) to any of the created things e.g. Allah is present over His Throne as mentioned in the Quran (V:20:5)(The Noble Quran)

ہم اللہ کی ان تمام صفات پر جو اللہ نے اپنے قرآن میں یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بیان کر دیں بغیر کسی تاویل (تشبیہ) کے ایمان لاتے ہیں جیسا کہ: ا لرحمن علی

العرش استوی۔ جو رحمان ہے عرش پر قائم ہے (طہ ۵)

The Most Gracious (Allah) rose over (Istawa) the (Mighty) Throne (in a manner that suits His Majesty) ," over the seventh heaven; and He comes down over the first (nearest) heaven to us during the last third part of every night as mentioned by the prophet PBUH but He is with us by His Knowledge , not by His Personal - Self

Also Allah says: There is nothing like Him and He is the All-Hearer, All-Seer.: (V42:11)(The Noble Quran)

اللہ ساتویں آسمان پر ایسے مستوی ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اللہ پاک ہر رات تیسرے پہر پہلے آسمان پر تشریف لاتے ہیں، وہ ہر جگہ اپنے علم کے ساتھ موجود ہے نہ کہ اپنی ذات کے ساتھ جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ: اس کے مثل کوئی نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ الشوری:۱۱)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سادہ الفاظ میں استوی تو معلوم ہے مگر اس کی کیفیت غیر واضح ہے۔

سلف کی رائے یہ ہے اللہ کی جو صفت بھی قرآن اور حدیث میں آئی ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے وہ کس طرح ہے اس کی وضاحت ضروری نہیں۔

This Noble Verse Proves the quality of hearing and the quality of sight for Allah without likening (or giving resemblance) to any of the created things, and likewise He also says:

: To one whom I have created with Both My Hands.: (V38:75)

and He also says: :The Hands of Allah is over their hands (V48:10)(The Noble Quran)

یہ آیت مخلوق سے بغیر کسی تشبیہ کہ اللہ تعالیٰ کی سننے اور دیکھنے کی صفت ثابت کرتی ہے اسی

طرح اللہ کہتا ہے کہ جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔(ص:۷۵)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔(الفتح:۱۰)

This confirms two Hands for Allah, but there is no similarity for them.

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے دو ہاتھ ہیں لیکن ان کی کوئی مماثلت نہیں ہے:

This is the Belief of all true believers , and was the Belief of all the
Prophets of Allah , from Noah,Abraham,Moses and Jesus till the last of the Prophets, Muhammad PBUH (It is not as some pepole think that Allah is present everywhere - here , there and even inside the breasts of men)(The Noble Quran

یہ تمام مومنوں کا عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ تھا اس سے پہلے نبیوں نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

اور یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اللہ (اپنی ذات کے ساتھ) ہر جگہ یہاں اور وہاں موجود ہے جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے۔

ہمارے حنفی بھائی ہاتھوں کا ترجمہ قوت کرتے ہیں جس میں تین چیزیں اہم ہیں۔

۱۔ کیا قوت کے لیے عربی میں کوئی لفظ نہیں کہ اللہ کو یہ کہنا پڑا کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے یا آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔

۲۔ یہ ایسا خطرناک دروازہ ہے اگر ایک دفعہ کھل گیا تو کوئی عقیدہ سلامت بچے گا؟ جس چیز کو دل اور عقل تسلیم نہ کرے اس کی تاویل کردو قصہ ہی ختم۔ کیا ہم نے قرآن کو مانا؟

۳۔ ہمیں یہ کس نے بتایا کہ اللہ نے لفظ ہاتھ استعمال کر کے اس سے مراد طاقت یا قوت لی ہے؟

حالانکہ سلف کا اس بارے میں بڑا واضح نظریہ ہے جو قرآن اور صاحب قرآن نے بتا دیا۔ مثلاً: اللہ عرش پر ہے۔ اللہ کا ہاتھ ہے۔ اللہ کی پنڈلی ہے۔ اللہ کا چہرہ ہے۔ اللہ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔

سب سچ ہے مگر کیسے ہے اس کا ہمیں شعور نہیں ہے کہ کوئی اس کی مثل ہی نہیں جیسے اس کی شان کے لائق ہے ویسے ہی ہے۔

یوسف علیہ السلام کو اللہ نے بڑا حسن دیا تھا ہم اگر کسی خوبصورت انسان کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ یوسف ثانی ہے کہ یوسف علیہ السلام بڑے خوبصورت تھے یہ بھی بڑا خوبصورت ہے یعنی ہم نے اس کی خوبصورتی کو تشبیہ دی یوسف علیہ السلام کے حسن سے اب اللہ جیسا ہے ہی کوئی نہیں تو ہم کیسے بتائیں کہ اللہ کا ہاتھ کیسا ہے یا چہرہ کیسا ہے؟

سورۃ بقرہ میں یہی چیز بتائی گئی ہے کہ اگر قرآن یا صاحب قرآن کی کوئی بات سمجھ نہ آئے اس کی تاویل نہیں کرنی بلکہ اس پر ایمان لانا ہے اور یہی ایمان لانے والے کامیاب ہیں۔

اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔ (البقرہ:۴۔۵)

جب ایک لونڈی نے وحدت الوجود کے تار و پود بکھیر دیئے:

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھی جو بکریاں چرایا کرتی تھی ایک دن ایک بھیڑیا ایک بکری اٹھا کر لے گیا صحابی رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور لونڈی کو تھپڑ مار دیا اور پھر اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اس نے کہا میں اسے آزاد کر دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بلاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آسمان پر پھر پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے کہا اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ مومنہ ہے۔

صرف دو سوالوں پر کہ اللہ عرش پر ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں محمدی گواہی کہ یہ مومنہ ہے۔

بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے (بخاری کتاب التوحید احکام ومسائل)

کچھ ایسی چیزیں ہیں جن سے غیر شعوری طور پر اظہار ہوتا ہے کہ اللہ عرش پر (یعنی اوپر) ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ وحی نازل ہوئی تھی (نازل ہونا اس چیز کو کہتے ہیں جو اوپر سے آئے)
سیڑھیاں اترتے وقت سبحان اللہ پڑھنا (یعنی میں پستی میں جا رہا ہوں لیکن اللہ کی ذات اس سے پاک ہے اور وہ بلند ہے)
سجدہ میں دعا سبحان ربی الاعلی (میری پیشانی خاک آلود ہوگئی مگر میرا اللہ اس سے پاک ہے اور وہ بلند ہے)
جب ہم دعا مانگتے ہیں تو ہمارے ہاتھ اوپر کی طرف اٹھتے ہیں یہاں تک کہ ہم صاحب قبر کے اوپر بھی کھڑے ہوں تو ہمارے ہاتھ اوپر کو ہوتے ہیں۔
جب یہ مثال دی جاتی ہے کہ مکان پر چڑھنے کے لیے سیڑھی اللہ تک پہنچنے کے لیے بھی تو کچھ چاہیے۔
مومن خان مومن عام شعراء کے برعکس نظریہ وحدت الوجود کے مخالف تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے زمانے کی خالص دینی انقلابی تحریک تحریک مجاہدین سے ذہناً وابستہ تھے۔ اسی لیے کہتے ہیں:

ہم بندگی بت سے ہوتے نہ کبھی کافر
ہر جائے اگر مومن موجود خدا ہوتا

کیا اللہ کو دیکھا جا سکتا ہے؟

ولما جاء موسی لمیقا تنا وکلمه ربه قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترنی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترنی فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسی صعقا فلما افاق قال سبحنک تبت الیک وانا اول المومنین. (الاعراف:۱۴۳)

اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجیے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد

ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسی علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات منزہ ہے میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں۔

وماکا ن لبشر ان یکلمه الله الا وحیا اومن ورای حجاب اویرسل رسولا فیوحی باذنه ما یشاء انه علی حکیم (الشوریٰ: ۵۱)

ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے بے شک وہ برتر حکمت والا ہے

لا تدرکه الابصار و هو یدرک الابصار وهو اللطیف الخبیر (الانعام: ۱۰۳)

آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ باریک بین باخبر ہے۔

صحیح مسلم میں ہے وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟

صحیح مسلم ہی میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جان لو تم میں سے کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھے گا۔

اللہ کا حجاب نور ہے اگر وہ اس حجاب کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کے انوار سے وہ ساری مخلوق جل کر رہ جائے جس کو اس نے پیدا کیا ہے جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔(مسلم: کتاب الایمان)

معراج کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا؟

اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے لیکن اس میں بھی قطعی فیصلہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کا ہے کہ جو کہتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر اپنے رب کو دیکھا وہ جھوٹا ہے۔(مسلم)

شیخ عبدالقادر جیلانی کا واقعہ:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک دن میں عبادت کر رہا تھا کہ ایک تخت جس

پر نور ہی نور تھا نمودار ہوا اور کہا اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں اور تمہارے لیئے وہ تمام چیزیں حلال کرتا ہوں جو پہلے حرام تھیں میں نے جواب دیا دور ہو دشمن اللہ۔ اس پر نور غائب ہو گیا اور تاریکی چھا گئی آواز آئی اے عبدالقادر تو اپنی فقاہت اور علم سے بچ گیا ورنہ میں اسی طریقہ سے ستر شیوخ گمراہ کر چکا ہوں شیخ سے پوچھا آپکو کیسے پتہ چلا جواب دیا کہ شریعت مکمل ہو گئی اب ایسی بات شیطان ہی کر سکتا ہے۔

فرعون کی بھڑک اور روسی سائنسدان کا متکبرانہ انداز:

وقال فرعون یایھا الملأ ما علمت لکم من اله غیری فاوقد لی یھا من علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی اله موسی وانی لا ظنه من الکذبین. (القصص:۳۸)

اور فرعون نے کہا اے درباریو! میں تو اپنے علاوہ تمہارے کسی الہ کو جانتا نہیں سوائے ہامان تو مٹی (کی اینٹوں کو) آگ سے پکا پھر میرے لیے ایک اونچی عمارت تیار کرتا کہ میں موسی کے الہ کو جھانک سکوں اور میں اسے جھوٹا آدمی سمجھتا ہوں۔

اور پھر اس متکبر کو اللہ نے سمندر میں ڈبو کر اس کی لاش کو عبرت بنا دیا۔

ایسی ہی متکبرانہ بات روس کے سائنسدان نے خلا سے واپسی پر کہی کہ مجھے تو کہیں اللہ نہیں ملا۔

سائنسی وضاحت:

کائنات میں فاصلوں کی پیمائش کے لیے جو اکائی استعمال کی جاتی ہے اسے نوری سال (Light Year) 12 کہتے ہیں یہ وہ فاصلہ ہے جو روشنی ایک سال میں طے کرتی ہے اس کی مقدار (9.46X10 km) ہے۔

جس کہکشاں میں ہمارا نظام شمسی (Solar System) واقع ہے اسے (Milky Way Galaxy) کہتے ہیں اس کا قطر ایک لاکھ نوری سال ہے (100000 Light Year) ہے اس میں لگ بھگ ایک سو بلین ستارے دریافت ہو چکے ہیں۔ (Milky Way سے اگلی کہکشائیں ۸ لاکھ نوری سال (800000) کے فاصلے پر واقع ہے ابھی تک

بیسیوں ملین کہکشائیں (Tens of Millions Glaxies) دریافت ہو چکی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں موجود ستاروں (Stars) کی تعداد کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا تاہم ان کی تعداد بلین بلین (Billion Billion =1024) سے زیادہ ہے۔ The (Guinness Encylopedia of Science) یہ بے وقوف ایک نوری سال کے بھی کئی ہزار ویں حصے کا فاصلہ طے کر آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ (تیسیر القرآن:۷۹۱)

جنت میں اللہ کا دیدار ہوگا؟

جو خوش قسمت جنت میں جائیں گے وہ ضرور اللہ کا دیدار کریں گے اور یہ دیدار سب سے اعلیٰ نعمت ہوگا اور وہ اپنے رب کو بغیر کسی رکاوٹ کے دیکھیں گے۔

الی ربھا ناظرۃ ووجوہ یومئذٍ باسرۃ (القیامۃ: ۲۲. ۲۳)

اس روز بہت سے منہ رونق دار ہونگے اور اپنے پروردگار کے محو دیدار ہوں گے۔

ستارہ پرستی

ستاروں کی پیدائش کا مقصد:

وھوالذی جعل لکم النجوم لتھتدوا بھا فی ظلمت البروالبحر قد فصلناالایت لقوم یعلمون(الانعام:۹۷)

اور وہ ایسا ہے جس نے تمھارے لیے ستاروں کو پیدا کیا تا کہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں خشکی میں اور دریا میں راستہ معلوم کرسکو بے شک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کردیئے ہیں ان لوگوں کے لیے جو خبر رکھتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین چیزوں کے لیے پیدا فرمایا ہے:

آسمان کی زینت کے لیے

شیاطین کو مارنے کے لیے

بر و بحر میں راستے معلوم کرنے کے لیے

جو شخص اس کے علاوہ کوئی اور مطلب لیتا ہے وہ خطا کار ہے اس نے اپنا حصہ شرعی ضائع کر دیا اور خود کو تکلف میں ڈال دیا جس کا کوئی علم نہیں۔

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنھا رجوما للشیطین واعتدنا لھم عذاب السعیر(الملک: ۵)

نیز ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے سجا دیا ہے اور ان چراغوں (ستاروں) کو شیطان کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اور ان کے لیے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

سائنسی وضاحت:

فروری ۱۹۹۵ء میں ایک مصنوعی سیارے نے فضاء میں داخل ہونے والے شہابیئے

(Meteorites) شمار کیے اس رپورٹ کے مطابق روزانہ ملین شہابیئے زمین کی فضا میں داخل ہوتے ہیں۔(Merit Student Encyclopedia)

شہابیوں کی ایسی بارش شیاطین کو آسمان کی جانب چڑھنے سے روکتی ہوگی۔زیادہ تر شہابیئے کرہ فضائی میں داخل ہونے کے بعد ہوا کی رگڑ سے جل جاتے ہیں اور فضا میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ (بحوالہ تیسیر القرآن)

ستارہ کیا میری تقدیر کی خبر دے گا:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نجومی کے پاس جائے اور اس سے (مستقبل کے بارے میں) کوئی بات دریافت کرے تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی۔(مسلم)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت جاہلیت کے چار کام ترک نہیں کرے گی: خاندانی شرافت، نسب میں عیب اور نقص نکالنا، ستاروں سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا اور چوتھا نوحہ خوانی۔(رواہ مسلم)

ستارہ پرستی ایمان اور کفر کے درمیان فرق:

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز حدیبیہ کے مقام پر پڑھائی اسی رات کو بارش بھی ہوئی تھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو تمھارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے صبح میرے بندوں میں سے کچھ مومن ہو گئے اور کچھ کافر ہو گئے جس نے کہا ہم پر اللہ کے فضل وکرم سے بارش ہوئی اس نے مجھے مانا اور ستاروں (کے موثر ہونے) کا انکار کیا جس نے کہا کہ بارش فلاں ستارے کی گردش کی وجہ سے ہوئی اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔(رواہ مسلم: کتاب الایمان)

ستارہ پرستی کی انتہا:

انگریزی زبان میں اتوار کو سنڈے (Sunday) سورج دیوتا کا دن ، سوموار کو (Monday) چاند دیوتا کا دن کہا جاتا ہے۔ مریخ (Mars) کے دیوتا کا نام (Tiw) تھا اسی نسبت سے منگل کو (Tuesday) کہتے ہیں۔ عطارد کے دیوتا کا نام (Weden) رکھا گیا اور اسی نسبت سے بدھ کو (Wednesday) کہتے ہیں۔ Weden دیوتا کا ایک بیٹا تھا رThor تسلیم کیا گیا ہے جو گرج یا رعد کا دیوتا تھا اسے مشتری کا دیوتا قرار دیا گیا اور اسی نسبت سے جمعرات کو Thursday کہتے ہیں ۔ Weden کی بیوی کا نام فرگ Frigg یا فرگا Firgga تجویز ہوا۔ اسے جونو بھی کہتے ہیں۔ یہ زہرہ سیارہ کی دیوی تھی اور اسی نسبت جمعہ کے دن کو Friday کہا جانے لگا زہرہ کا مالک دیوتا کی بجائے دیوی (مونث) تجویز کرنے کی شاید یہ وجہ ہو کہ زہرہ کو ایک خوبصورت سیارہ تصور کیا جاتا ہے۔ زحل کو انگریزی میں Saturn کہتے ہیں۔ یہی اس کے دیوتا کا نام تھا اور اسی نسبت سے ہفتہ کے دن کو Saturday کہتے ہیں۔

جنوری کا لفظ رومن دیوتا جنیس کی یاد تازہ کرتا ہے۔ فیروری فیبر وآ کی، مارچ رومنوں کے جنگ کے دیوتا مریخ کی، اپریل ایپر ائر کی، مئی رومنوں کی نشو ونما کی دیوی میئیا کی، جون جونو دیوی کی، جولائی روم کے بادشاہ جولیس سیرز کی، اگست اگسٹس سیرز کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ (الشمس والقمر بحسبان: ص ۳۱)

مشرکین مکہ کا عقیدہ بمقابلہ عہد حاضر کے مسلمان

مشرکین مکہ:

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون (یونس : ۳۱)

آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمانوں اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ۔ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے؟

ولئِن سألتهم من خلق السموت والارض ليقولن الله قل افرء يتم ما تدعون من دون الله ان ارادني الله بضر هل هن كشفت ضره اوارادني برحمة هل هن ممسكت رحمته قل حسبى الله عليه يتوكل المتوكلون (الزمر:٣٨)

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ آپ ان سے کہیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

قل لمن الارض ومن فيها ان كنتم تعلمون. سيقولون لله قل افلا تذكرون. قل من رب السموت السبع ورب العرش العظيم. سيقولون لله قل افلاتتقون. قل من بيده ملكوت كل شيء وهو يجيرولا يجار عليه ان كنتم تعلمون. سيقولون لله قل فانى تسحرون. (المومنون : ٨٩. ٨٤)

دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور بہت باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟ پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا اگر تم جانتے ہو تو بتلا دو؟ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے کہہ دیجئے کہ پھر تم کدھر سے جادو کر دیے جاتے ہو؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مشرک کہا کرتے تھے اللہ تیری جناب میں ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں اس جملے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تم پر افسوس ہے (انہی الفاظ پر) رک جاؤ مگر وہ ساتھ یہ بھی کہتے مگر وہ جو تیرا ماتحت ہے جس کا تو ہی مالک وہ کسی

چیز کا مالک نہیں مشرکین یہ کلمات اس وقت کہتے جب وہ اللہ کے گھر کا طواف کر رہے ہوتے تھے۔(رواہ مسلم: کتاب الحج)

ھوالذی یسیرکم فی البر و البحر حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم بریح طیبۃ وفرحوا بھا جا ء تھا ریح عاصف وجاء ھم الموج من کل مکان وظنوا انھم احیط بھم دعوا اللہ مخلصین لہ الدین لئِن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشکرین. ﴿یونس : ۲۲﴾

وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں (برے) آ گھرے (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو بچالے تو ہم ضرور شکر گذار بن جائیں گے۔

جب مکہ فتح ہوگیا تو عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل وہاں سے فرار ہو گئے کشتی پہ سوار ہوتے ہی کشتی طوفانی ہواؤں کی زد میں آ گئی تو ملاح نے کشتی پر سوار لوگوں سے کہا کہ اب اللہ واحد سے دعا کرو تمہیں اس طوفان سے اس کے علاوہ کوئی نجات دینے والا نہیں عکرمہ کہتے ہیں میں نے سوچا اگر سمندر میں نجات دینے والا ایک اللہ ہے تو یقیناً خشکی میں بھی نجات دینے والا وہی ہے اور یہی بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں چنانچہ انہوں نے فیصلہ کرلیا اگر میں یہاں سے بچ گیا تو مکہ واپس جا کر اسلام قبول کرلوں گا چنانچہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔(ابوداؤد)

سب کچھ تسلیم مگر اللہ کی الوہیت کا انکار اس مغالطے پر کہ یہ بھی اللہ کے نیک بندے تھے اللہ نے ان کو کچھ اختیارات دے رکھے ہیں ان کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں یہی مغالطہ اس وقت سے کہیں بڑھ کر آج بھی ہے بلکہ آج کا مسلمان تو ربوبیت کا بھی انکاری ہے۔

عہد حاضر کے مسلمان

بھر دو جھولی میری یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

قل لا اقول لکم عندی خزآئِن الله ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی قل هل یستوی الا عمی والبصیر افلا تتفکرون. (الانعام : ۵۰)

آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کرتا ہوں آپ کہیے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہوسکتا ہے۔ سو کیا تم غور نہیں کرتے؟

شہباز کرے پرواز کہ جانے حال دلاں دے:

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس به نفسه ونحن اقرب الیه من حبل الورید. (ق:۱۶)

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

بابا شاہ جمال پتر دے رتا لال:

واذا مس الانسان ضر دعا ربه منیبا الیه ثم اذا خوله نعمة منه نسی ما کان ید عو االیه من قبل وجعل لله انداد ا لیضل عن سبیله قل تمتع بکفرک قلیلا انک من اصحب النار (الزمر: ۸)

اور انسان کو جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب رجوع ہو کر اپنے رب کو پکارتا ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس سے نعمت (اولاد) عطا فرما دیتا ہے تو اس سے پہلے جو دعا کرتا تھا اسے (بالکل) بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کرنے لگتا ہے جس سے (اوروں

کو بھی) اس کی راہ سے بہکائے، آپ کہہ دیجئے ! کہ اپنے کفر کا فائدہ کچھ دن اور اٹھا لو، (آخر) تو دوزخیوں میں ہونے والا ہے۔

بری بری امام بری میری کھوتی قسمت کرو کھری:

وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر (الانعام :۱۷)

اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

رکھ لاج میری لج پال بچالے مینوں غم توں قلندر لال:

من کان یرید العزۃ فللّٰہ العزۃ جمیعا الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ والذین یمکرون السیات لھم عذاب شدید ومکر اولئِک ھو یبور. (فاطر:۱۰)

جو شخص عزت چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی ساری عزت ہے، تمام تر ستھرے کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے، جو لوگ برائیوں کے داؤں گھات میں لگے رہتے ہیں ان کے لیے سخت تر عذاب ہے، اور ان کا یہ مکر برباد ہو جائے گا۔

نورانی نور ہر بلا دور:

یولج الیل فی النہار و یو لج النھار فی الیل وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی ذلکم اللہ ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر. (فاطر:۱۳)

وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو اسی نے کام میں لگا دیا ہے۔ ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے۔ یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکارتے رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

اے مولا علی اے شیر خدا میری کشتی پار لگا دینا:

ھو الذی یسیرکم فی البر و البحر حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم

بريح طيبة وفرحوا بها جا ء تها ريح عاصف وجاء هم الموج من كل مكان وظنوا انهم احيط بهم دعوالله مخلصين له الدين لئِن انجيتنا من هذه لنكو نن من الشكرين.

وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے۔اور ہر طرف سے ان پر موجیں اُٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں (برے) آ گھرے (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو بچالے تو ہم ضرور شکر گذار بن جائیں گے۔﴿یونس:۲۲﴾

مشرک کی بخشش کبھی نہیں ہوگی

قرآن کی پکار:

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما (النساء : ۴۸)

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ (النساء:۱۱۶)

لقد کفر الذین قالو ان اللہ ھوا لمسیح ابن مریم وقال المسیح یبنی اسراء یل اعبدوااللہ ربی وربکم انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوئہ النار وما للظلمین من انصار.

بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابنِ مریم ہی اللہ ہے حالانکہ خود مسیح نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا رب ہے یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اسکا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (المائدہ:۷۲)

ماکان للنبی والذین امنو اان یستغفرواللمشرکین و لو کانوااولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحب الجحیم (التوبہ:۱۱۳)

پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام (اورلونڈیاں) آئے تو ان میں سے ایک عورت کی چھاتی سے دودھ بہہ رہا تھا وہ سرگرداں دوڑ رہی تھی کہ اس عورت نے ان میں سے بچے کو پالیا تو اسے سینے سے چمٹالیا اور اسے دودھ پلانے لگی تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا تمہارا کیا خیال ہے یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟ ہم نے کہا اگر قدرت رکھے تو کبھی نہ پھینکے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس عورت سے کہیں زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ (بخاری: کتاب الادب)

وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک اور حصہ دار نہیں اگر وہ شرک کو بھی معاف کر دے تو کیا ہے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اللہ یہ کیوں کہتا ہے کہ میں شرک کو قطعاً نہیں بخشوں گا اس کے لیے ایک مثال ہے کہ ایک زانیہ عورت ہے وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر ادھر ادھر منہ کالا کرتی ہے اب اس کے شوہر کو سارے بے غیرت کہیں گے حالانکہ برائی کا ارتکاب اس کی بیوی کر رہی ہے اور اگر وہ تھوڑی سی بھی غیرت والا ہوا تو فوراً علیحدگی اختیار کر لے گا اسی طرح اگر اللہ شرک کو معاف کر دے تو اس کی غیرت باقی نہیں رہتی اور یہ ممکن نہیں وہ تو سب غیرت والوں سے زیادہ غیرت والا ہے۔

شرک انتہائی ناقص عقیدہ ہے

قرآن کی پکار:

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت. اتخذت بیتاو ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانو ا یعلمون (العنکبوت: ۴۱)

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز مقرر کررکھے ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ بودہ گھر مکڑی کا گھر ہی ہے کاش وہ جان لیتے۔

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعائِھم غفلون. (الاحقاف: ۵)

اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسکی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔

مکڑی کا گھر کمزور ترین چیزوں میں سے ایک ہے ایسی ہی پکار مشرک کی ہے کہ اس کا قبول ہونا تو ایک طرف جس کو پکار رہا ہے وہ ہی بے خبر ہے۔

قبریں اور آستانے

جب سعودی عرب میں قبریں شریعت اسلامی کے مطابق کر دی گئیں تو اس پر سب سے زیادہ شور ہندوستان میں ہوا کہ گستاخ رسول اور گستاخ صحابہ ہیں باقاعدہ یہاں سے وفد سلطان کے پاس گئے، سلطان نے ان کی بات سن کر کہا اگر آپ مجھے قرآن اور حدیث سے ثابت کر دیں کہ قبریں پختہ اور اونچی ہونی چاہیے تو میں سونے اور چاندی سے تعمیر کرنے کو تیار ہوں سلطان کا اس قدر مدلل جواب سن کر وہ لوگ تو آ گئے مگر توحید والوں کے خلاف وہابی پروپگنڈہ آج بھی کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔

خصوصی مشن:

ابوالھیاج اسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تجھے اس مشن پر روانہ نہ کروں جس پر مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا؟ وہ مشن یہ ہے کہ کسی تصویر کو نہ چھوڑ مگر اسے مٹا دے اور کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑ مگر اسے برابر کر دے (رواہ مسلم: کتاب الجنائز)

چلہ کشیاں اور مجاوری؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص کسی انگارے پر بیٹھے اور وہ انگارہ اس کے کپڑوں کو جلا دے پھر اس کے بدن کو جا لگے تو یہ اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کسی قبر کا مجاور بنے۔ (رواہ مسلم: کتاب الجنائز)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کے اوپر مسجدیں بنانے والے پر اور ان پر چراغ جلانے پر والے لعنت فرمائی۔ (ابی داؤد)

شدرحال:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تین مساجد کے علاوہ کسی بھی مسجد کے لیے سفر کا سامان نہ باندھا جائے:۔

۱۔ مسجد حرام

۲۔ مسجد الرسول

۳۔ مسجد اقصیٰ

(رواہ البخاری کتاب التھجد)

پختہ قبر کی ممانعت:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ قبر کو پختہ بنایا جائے۔ اس پر مجاوری کی جائے۔ اس پر عمارت تعمیر کی جائے۔

(رواہ مسلم: کتاب الجنائز)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بلاشبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے میرے اللہ میری قبر کو وثن (آستانہ) نہ بننے دینا کہ اس کی پوجا ہونے لگے اللہ کا سخت عذاب ہو اس قوم پر جو اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتی ہے۔ (رواہ المالک فی الموطا)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا اور اپنے گھروں کو قبرستان بھی نہ بنانا۔ (یعنی ان میں نفلی نماز پڑھو)

ان احادیث کی الفاظی تصویر کشی مولانا حالی رحمہ اللہ نے کیا خوب کی ہے۔

نہ تربت کو میری بنانا صنم تم
نہ کرنا میری قبر پہ سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں مجھ سے کچھ کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ ہوں اس کا اور ایلچی بھی

تئیس سال کی تبلیغ کا اہم نکتہ:

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پانچ دن پہلے فرماتے سنا: خبردار، تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اپنے نبیوں اور نیک بزرگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا تھا خبردار تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا میں تمہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔ (رواہ مسلم: کتاب المساجد)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنی اس بیماری میں ارشاد فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات واقع ہوئی اللہ لعنت کرے یہود ونصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا آپ فرماتی ہیں اگر یہ خدشہ نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر نمایاں کر دی جاتی لیکن مجھے اس بات کا خدشہ تھا کہ آپ کی قبر سجدہ گاہ بنا لی جائے گی۔ (رواہ البخاری: کتاب الجنائز)

بدترین انسان:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد: فرمایا بے شک لوگوں میں بدترین ہوں گے وہ لوگ جنہیں قیامت آئے اور وہ زندہ ہوں گے اور وہ لوگ بھی جو قبروں کو سجدہ گا بناتے ہیں۔

(رواہ احمد فی المسند)

فقہ حنفی کی وضاحت:

جتنی مٹی قبر سے نکالی جائے اس سے زیادہ کرنا مکروہ ہے۔ قبر ایک بالشت اونچی اور کوہان نما بنائی جائے چوکور نہ بنائی جائے قبر کو پختہ نہ کیا جائے پانی چھڑ کانے میں کوئی حرج نہیں قبر پر عمارت بنانا بیٹھنا سونا یا نشانی کے طور پر کچھ لکھنا مکروہ ہے۔

(فتاوی عالمگیری)

قبر کو ہاتھ نہ لگائے نہ اسے بوسہ دے یہ عیسائیوں کی عادت ہے والدین کی قبر کو چوم سکتا ہے۔ (فتاوی عالمگیری: صفحہ ۳۵۱)

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی صراحت:

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ التفہیمات الالٰہیہ میں فرماتے ہیں:

کل من ذھب الی بلدہ اجمیر اوقبر سالار مسعود اوماضاھا ھا لاجل حاجة یطلبھافانه اثم اثما اکبر من القتل والزنا الیس مثله الا مثل من کان یعبد المصنوعات اومثل من کان یدعو ا اللات والعزی(اتفھیمات الا لٰھیه: ج ۲ ص ۴۹)

ہر وہ شخص جو شہر اجمیر یا سالار مسعود کی قبر اور دیگر ان جیسی قبروں اور جگہوں پر طلب حاجات کی غرض سے جاتا ہے وہ قتل وزنا سے بھی زیادہ بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے ایسا شخص بالکل اس شخص کی طرح ہے جو خودساختہ چیزوں (بتوں) کی عبادت کرتا ہے یا اس شخص کی طرح ہے جولات وعزی کو پکارتا ہے۔(بحوالہ قبر پرستی)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

مفتی عزیز الرحمان لکھتے ہیں:

آج بھی ان کے مزارات سے فیوضات کے چشمے بہہ رہے ہیں۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:

آپ کا مزار اور خانقاہ اب بھی منبع فیوض و برکات بنا ہوا ہے۔(ولی کامل:ص۵۴۔۹۴)

علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے بہت سے اعمال ثابت ہیں مثلاً اذان،اقامت،اور قرآن پڑھنا۔(فیض الباری:ا۔۱۸۳)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ایک بریلوی عالم عثمان صاحب لکھتے ہیں:

قبروں کی زیارت کرنے سے نفع حاصل ہوتا ہے نیک مردوں سے مدد ملتی ہے۔(کشف فیوض)

ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

زیارت سے مقصود یہ ہے کہ اہل قبور سے نفع حاصل کیا جائے۔(کشف فیوض:ص۴۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں زندگی

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

انبیاء کرام علیہ السلام کی حیات حقیقی حسی و دنیاوی ہے۔

(ملفوظات:۳۔۲۷۶)

دیدار علی لکھتا ہے:

تین روز تک روضہ شریف سے برابر پانچوں وقت اذان کی آواز آتی رہی۔

خانقاہی دنیا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی سخت وعیدوں کے باوجود اسلامی جمہوریہ پاکستان میں منعقد ہونے والے سالانہ عرسوں کا چارٹ حسب ذیل ہے۔

قمری	تعداد	عیسوی	تعداد	بکرمی	تعداد
محرم	۴۱	جنوری	۸	پوہ	۳
صفر	۲۴	فروری	۲	ماگھ	۳
ربیع الاول	۴۰	مارچ	۱۵	پھاگن	۳
ربیع الثانی	۱۸	اپریل	۷	چیت	۲۵
جمادی الاول	۲۴	مئی	۱۱	بیساکھ	۵
جمادی الثانی	۵۰	جون	۱۱	جیٹھ	۱۷
رجب	۴۴	جولائی	۵	ہاڑھ	۲۲
شعبان	۶۰	اگست	۳	ساون	۴
رمضان	۳۹	ستمبر	۶	بھادوں	۲
شوال	۲۱	اکتوبر	۷	اسوج	۹

ذوالقعدہ	۲۲	نومبر	۹	کاتک	۸
ذوالحجہ	۳۸	دسمبر	۴	مگھر	۲
کل	۴۳۹		۸۸		۱۰۷

(کل عرس ۶۳۴ (بحوالہ توحید کے مسائل: ص ۶۰)

مردے نہیں سنتے؟ (سماع موتی)

قرآن کی پکار:

انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین(النمل : ۸۰)

بے شک آپ نہ مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیرے روگرداں جارہے ہیں۔

وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بسمع من فی القبور. (فاطر: ۲۲)

اور زندے اور مردے برابر نہیں ہوسکتے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

غلط استدلال (شہید زندہ ہیں مگر کیسے؟)

ولا تقولو ا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون. ﴿البقرہ: ۱۵۴﴾

اللہ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔

موت شہادت کی ہو طبعی ہو یا غیر طبعی مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی فنا (Destruction) نہیں بلکہ ٹرانسفر ہے ایک دنیا سے دوسری دنیا میں برزخی زندگی ہر ایک کو حاصل ہے مسلم ہو یا غیر مسلم۔ لیکن یہاں آیت کا ایک حصہ لیا جاتا ہے اور دوسرا نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کسی مولانا نے بچے سے پوچھا بیٹا نماز پڑھتے ہو بچہ کہنے لگا میں تو نماز کے نزدیک بھی نہیں جاؤں گا اس نے پوچھا کیوں بچے نے جواب دیا قرآن میں لکھا ہے کہ نماز کے نزدیک بھی مت جانا۔

مولانا نے پوچھا بیٹا اس کے آگے کیا لکھا ہے وہ کہنے لگا چھوڑیں مولوی صاحب اتنے پہ عمل ہو جائے تھوڑا ہے۔

اب اس آیت کا دوسرا حصہ اس کی وضاحت کر رہا ہے: ولکن لاتشعرون: لیکن تم نہیں سمجھتے وہ زندگی کیسی ہے اور پھر ہمارے وہ بھائی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں جن کی لغت میں لفظ جہاد سرے سے ہے ہی نہیں بلکہ ان کے بڑوں نے فتوے صادر کئے کہ جہاد کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ جہاد اور فساد کا قافیہ ملایا اور اس آیت میں شہید کے زندہ ہونے کی بات ہو رہی ہے اور شہادت میدانِ جہاد میں ملتی ہے اور وہ زندگی کون سی ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیئے۔

مسلم شریف میں ہے کہ شہیدوں کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں ہیں اور جنت میں جس جگہ چاہیں چرتی چگتی، اڑتی پھرتی ہیں پھر ان قندیلوں میں آ کر بیٹھ جاتی ہیں جو عرش کے نیچے لٹک رہی ہیں ان کے رب نے ایک مرتبہ انہیں دیکھا اور ان سے دریافت فرمایا کہ اب تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا اللہ ہمیں تو تو نے وہ وہ دے رکھا ہے جو کسی کو نہیں دیا پھر ہمیں کس چیز کی ضرورت ہو گی۔ ان سے پھر یہی سوال ہوا جب انہوں نے دیکھا کہ رب کو ہمیں کوئی جواب دینا ہی ہو گا تو کہا اللہ تو ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج ہم تیری راہ میں پھر جنگ کریں پھر شہید ہو کر تیرے پاس آئیں اور شہادت کا دوگنا رتبہ پائیں ربِ کعبہ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا یہ تو میں لکھ چکا ہوں کہ کوئی بھی مرنے کے بعد دنیا کی طرف پلٹ کر نہیں جائے گا۔
(مسلم: کتاب الامارۃ بیان ارواح الشھداء فی الجنہ)

شانِ نزول:

جنگ بدر میں چودہ مسلمان شہید ہوئے تھے ان کے وارث حسب طبیعت انسانی ان کا رنج رکھتے تھے اور ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے کہ فلاں شخص مر گیا فلاں قتل ہوا ان کو ملال ہوتا تھا۔ ادھر کفار نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ ناحق ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے

ہو کر جان دیتے ہیں۔ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور مارے جاتے (آل عمران ۱۵۶) اس لئے مسلمانوں کو شہداء کے مردہ کہنے سے جوان کے حق میں باعث رنجیدگی کا ہو روکنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ شہید کا اعزاز بھی ہے اور شہید کی موت قوم کی حیات ہوتی ہے

جنگ بدر میں کافر مقتولین کو جو قلیب بدر میں پھینک دیئے گئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا جس پر صحابہ نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے روح جسموں سے خطاب فرما رہے ہیں (صحابہ نے بھی تعجب کیا کہ مردے بھی سنتے ہیں؟ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایسی کوئی سوچ ہی سرے سے موجود نہ تھی ورنہ تعجب کے کیا معنی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے زیادہ میری بات سن رہے ہیں یعنی معجزانہ طور پر اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مردہ کافروں کو سنوادی۔ (بخاری)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کچھ لوگوں کی قبروں کے پاس آ کر سلام کر کے ان سے کہہ رہا تھا: اے قبر والو! کیا تمہیں کچھ خبر بھی ہے اور کیا تمہارے پاس کچھ اثر بھی ہے میں تمہارے پاس کئی مہینوں سے آ رہا ہوں اور تمہیں پکار رہا ہوں تم سے میرا سوال بجز دعا کرنے کے اور کچھ نہیں تم میرے حال کو جانتے ہو یا میرے حال سے بے خبر ہو؟ امام ابوحنیفہ نے اس کی یہ بات سن کر اس سے پوچھا کیا (ان قبر والوں نے) تیری بات کا جواب دیا؟ وہ کہنے لگا نہیں تو آپ نے فرمایا تجھ پر پھٹکار ہو تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو ایسے (مردہ) جسموں سے بات کرتا ہے جو نہ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہوں اور نہ کسی چیز کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کی آواز (فریاد) سن سکتے ہیں پھر امام صاحب نے قرآن کی یہ آیت پڑھی اے پیغمبر تو ان کو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں۔ (تفہیم المسائل: مولانا محمد بشیر الدین قنوجی، قبر پرستی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا قول:

اے اللہ کریم قبروں والے اپنی کوتاہیوں کی بدولت مقید ہیں ان کی رہائی ممکن نہیں وہ

وحشت کے قیدی ہیں آزاد نہیں ہو سکتے وہ ایسے مسافر ہیں جن کا انتظار کوئی نہیں کر رہا قبروں کی مٹی نے ان کے چہروں کی خوبصورتی مٹادی اور حشرات الارض انکی قبروں کے مجاور ہیں وہ بے جان ہیں کلام نہیں کر سکتے وہ قریب کے پڑوسی ہیں لیکن مل نہیں سکتے وہ قبروں میں پڑے ہیں حشر تک وہاں سے حرکت نہیں کر سکتے ان میں نیکوکار (بزرگ) بھی ہیں اور اور گنہگار بھی کوتاہی کرنے والے بھی اور سرگرم رہنے والے بھی اے اللہ جو اپنی جگہ پر خوش وخرم ہیں ان کی خوشی میں اضافہ فرما اور جو غمناک ہیں ان کے غم کو سرور میں بدل دے۔(غنیّۃ الطالبین: مترجم ۳۷۶ شیخ عبدالقادر جیلانی)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

ایک صاحب کشف حضرت حافظ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے بعد فاتحہ کہنے لگے۔ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ کسی مردہ پر پڑھو۔ یہاں زندہ پر پڑھنے آئے ہو۔ یہ کیا بات ہے۔لوگوں نے بتلایا کہ یہ شہید ہیں۔(ارواح ثلاثہ:۲۲۳)

ایام تحریک خلافت میں ایک بزرگ نقشبندی دیوبند آئے۔ مولانا نانا توی کا وصال ہو چکا تھا۔حضرت نانا توی کے مزار پر حاضر ہوکر مراقب ہوئے۔ دیر تک مراقبے میں رہے بعد میں فرمایا میں نے مراقبہ میں حضرت نانا توی سے خلافت کی میں نے حکام کی سختیوں کا تذکرہ کیا تو حضرت نے مولانا محمود الحسن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مولوی محمود حسن عرش خداوندی کو پکڑ کر اصرار کر رہے ہیں کہ انگریز کو جلد ہندوستان سے نکال دیا جائے۔(نقش حیات:۴۷۳)

مولانا نجم الدین دیوبندی لکھتے ہیں:

علمائے دیوبند اس بات کے بھی قائل نہیں ہیں کہ انسان اپنی زندگی میں یا مرنے کے بعد سرے سے کوئی تصرف نہیں کرسکتا۔(زلزلہ در زلزلہ:ص ۱۰۱)

اشرف السوانح کے مصنف اشرف علی تھانوی صاحب کے پردادا محمد فرید صاحب کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت صاحب کسی بارات میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ڈاکوؤں نے آ کر بارات پر حملہ کیا۔ ان کے پاس کمان تھی اور تیر تھے۔ انہوں نے ڈاکوؤں پر دلیرانہ تیر برسانا شروع کیے۔ چونکہ ڈاکوؤں کی تعداد کثیر تھی اور ادھر بے سروسامانی تھی۔ یہ مقابلے میں شہید ہو گئے شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شب کے وقت اپنے گھر میں مثل زندہ تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا اگر تم کسی پر ظاہر نہ کرو گی تو اسی طرح سے روز آیا کریں گے لیکن ان کے گھر والوں کو اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو نہ معلوم کیا شبہ کریں گے اس لیے ظاہر کر دیا اور آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔ (اشرف السوانح: ج ا ص ۱۵)

قاری طیب صاحب فرماتے ہیں کہ:

مدرسہ دیوبند کے صدر مدرسین کے درمیان کچھ جھگڑا پڑا۔ اس وقت رفیع الدین صاحب مہتمم مدرسہ تھے اور صدر مدرس محمود الحسن صاحب بھی اس جھگڑا میں شریک ہو گئے اور جھگڑا طول پکڑ گیا۔

اسی دوران میں ایک دفعہ علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ نے مولانا محمود الحسن کو اپنے حجرے میں بلایا مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرے کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا، پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی صاحب جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تربتر ہو گیا اور یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے پس میں نے یہ کہنے کے لیے بلایا ہے۔ مولانا محمود الحسن نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔ (ارواح ثلاثہ: ۲۶۲)

شیخ الحدیث زکریا صاحب دیوبندی فرماتے ہیں:

ایک بزرگ جو میرے والد کے دوست اور مخلص خدام میں سے تھے جو بڑے صاحب

کشف تھے۔ کشف قبور میں بہت بڑھے ہوئے تھے وہ والد صاحب کے انتقال کے دوسرے دن ان کی قبر پر حاضر ہوئے والد صاحب نے ان سے تین باتیں فرمائیں اور والد صاحب کے مخالفین بہت تھے۔

۱۔ فرمایا کہ مولوی زکریا سے کہہ دیجیے کہ ان کی فکر نہ کرو یہ خود اپنا نقصان اٹھائیں گے۔

۲۔ والد صاحب پر قرض بہت تھا اس کے مانگنے والے بہت تھے فرمایا کہ اس کی فکر نہ کرو۔ (الحمدللہ سب ادا ہو گیا)

۳۔ بزرگوں سے ڈرتے رہنا ان کی الٹی بھی سیدھی ہوتی ہیں۔ (تین مجالس: ص ۱۸۵)

تمیں مجالس کے دیوبندی مصنف لکھتے ہیں:

اکابر کے لیے ایصال ثواب ضرور کیا کرو اس سے ان کی ارواح متوجہ ہوتی ہیں اور ان کے فیوض و برکات ملتے ہیں۔ (تمیں مجالس: ص ۲۱۱)

احسن گیلانی صاحب لکھتے ہیں:

پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں ارواح طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مومن کی امداد کا کام قدرت اگر لے تو قرآن کی کس آیت یا حدیث سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ (حاشیہ سوانح قاسمی: ۱۔۳۳۲)

زلزلہ در زلزلہ کے مصنف ایک جگہ لکھتے ہیں:

ہر انسان کو چاہے وہ دنیا میں ہو یا عالم برزخ میں اسے اللہ کی اجازت اور اس کا فیض ضروری ہے جب تک اجازت ہے تب تک عالم برزخ سے بھی کچھ روحیں آکر دنیا والوں کی مدد کرتی ہیں اور انہیں بعض باتیں بتا دیتی ہیں۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

انبیاء علیہ السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (ملفوظات احمد رضا: ج ۳ ص ۳۲)

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

ایک بار حضرت سیدی اسماعیل حضرمی ایک قبرستان سے گذرے امام محبّ الدین طبری بھی ساتھ تھے حضرت سیدی اسماعیل نے ان سے فرمایا کیا آپ ایمان لاتے ہیں کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا ہاں۔ (حکایات رضویہ: ص ۵۷۔۵۸)

اے میرے گھر والو! اے میرے بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقے سے مہربانی کرو چنانچہ میت کی روح اپنے گھر میں جمعہ کی رات آ کر دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا گیا ہے یا نہیں؟ (رسالہ اتیان الارواح در مجموعہ رسائل: ۲۔۶۹)

جناب احمد رضا صاحب فرماتے ہیں:

انبیائے کرام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کی آن موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرما دی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دینویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کا نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں۔ (ملفوظات احمد رضا ص ۲۷۶ حصہ سوم)

نیز فرماتے ہیں قبر شریف میں اتارتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم امتی امتی فرما رہے تھے۔ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ پر الزام کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ دفن کر دیا تھا بڑا ہی گھٹیا الزام ہے۔

دوسری جگہ ہے اولیاء کرام اپنی قبروں میں پہلے سے زیادہ سمع اور بصر رکھتے ہیں۔ (حکایات رضویہ ص ۶)

سیدی ابوعلی قدس اللہ سرہ راوی ہیں:

میں نے ایک فقیر (یعنی صوفی) کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا ان کا سر خاک پر رکھ دیا فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا:

اے ابوعلی تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے؟

میں نے عرض کی اے میرے سردار کیا موت کے بعد بھی تم زندہ ہو؟

فرمایا میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر پیارا زندہ ہے بے شک وہ عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اس سے میں تیری مدد کروں گا۔ (رسالہ احکام قبور)

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

انبیاء مرسلین اولیاء و علماء صالحین سے ان کے وصال شریف کے بعد بھی استعانت و استمداد جائز ہے۔ اولیاء بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔ (رسالہ حیاۃ الموات از احمد رضا بریلوی، فتاوی رضویہ ۴۔۳۰۰ پاکستان)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ مردے سنتے نہیں مگر یہاں تو جسد عنصری سے ادھر ادھر چہل قدمی کر رہے ہیں۔

تصویر بنانے والے:

بخاری میں ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا اس کے لیے ہر تصویر کے عوض ایک ایک جان بنائی جائے گی جس کے ذریعہ اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کوئی تصویر بناتا ہے تو قیامت کے دن اس سے کہا جائے گا کہ اس تصویر میں روح پھونکے لیکن وہ ان میں روح ہرگز نہ پھونک سکے گا (بخاری)

سگ مدینہ:

صحیح مسلم میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ جبریل نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ کیا وہ نہ آئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ اس کے پیغام رساں وعدہ خلافی کرتے ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر ادھر دیکھا تو کتے کا بچہ (پلا) چارپائی کے نیچے پایا پھر اس کو باہر نکالا گیا جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا

کہ کتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھا اس نے مجھے روک رکھا تھا جس گھر میں کتا اور تصویر ہو ہم اس میں داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح مسلم: کتاب اللباس)

ارشاد ہوتا ہے۔

میں مدینے کی گلی کا کوئی کتا
کاش ہوتا نہ میں انسان مدینے والے

(مغیلان مدینہ:۴۳)

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

یا رسول اللہ آکر دیکھ لو
یا مدینے میں بلا کر دیکھ لو
اس جمیل قادری کو بھی حضور
اپنے در کا سگ بنا کر دیکھ لو

(مجموعہ نعت: جمیل قادری)

کسی کو کتا یا کتے کا پتر کہو وہ آپ سے لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو جائے گا کیونکہ یہ گالی ہے لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو خود ہی کتا کہے تو اس کا کیا علاج؟ حقیقت بات یہ ہے کہ انسان جب اللہ کی بارگاہ کو چھوڑتا ہے تو عقل وخرد وہاں سے رخصت ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ اوپر حدیث بیان کی گئی ہے اس کتے کے پاس مدینے کا ڈومیسائل ہے لیکن اس نے جبرائیل علیہ السلام کی آمد کو روک دیا۔ کتا نجس جانور ہے حدیث میں آتا ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھوڈالو یہ حکم اللہ کے کتے کے بارے میں ہے تو پھر غیر اللہ کے کتے کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ اگر لازمی کتا ہی بننا ہے تو نسبت تو اللہ کی طرف رکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کتا کتنا ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو وہ اللہ کے کتے سے بڑا تو نہیں ہوسکتا؟ اسی طرح ایک دفعہ اہل حدیث مولانا سے کسی کا مناظرہ ہوا تو اس شخص نے باتوں باتوں میں کہہ دیا کہ ہم تو غوث پاک کے کتے ہیں اہل حدیث مناظر نے اپنی چھڑی اٹھا کر اس کو مارنا شروع کر دیا۔ لوگوں

نے منع کیا کہ یہ آپ غلط کر رہے ہیں اس نے کہا بات یہ ہے میں نے کبھی مسجد میں اللہ کا کتا نہیں گھسنے دیا تو پیر جیلانی کا کتا مسجد میں کیسے برداشت کر سکتا ہوں؟

اللہ کے بندو ذرا سوچو کہ خالق نے تمہیں انسان بنا کر کیا مقام عطا کیا اور تم نے اپنے لیے کونسا مقام منتخب کیا؟

شفاعت

قرآن کی پکار:

من ذاالذی یشفع عندہ الا باذنه (البقرة:٢٥٥)

کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔

یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم و لا یشفعون الا لمن ارتضی وھم من خشیته مشفقون(الانبیاء:٢٨)

وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو وہ تو خود ہیبت الٰہی سے لرزاں وترساں ہیں۔

اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں تجارت ہے نہ دوستی اور نہ شفاعت۔(البقرة:۲۵۴)

ظالموں کا نہ کوئی ولی دوست ہوگا نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائی گی۔(المومن:۱۸)

وکم من ملک فی السموت لا تغنی شفا عتھم شیئا الا من بعد ان یاذن الله لمن یشاء ویر ضی (النجم : ٢٦)

آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں جن کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آتی لیکن یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور چاہت سے جس کے لیے چاہے اجازت دے دے۔

سیدنا عوف بن مالکی اشجعی فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس میرے اللہ کی طرف سے ایک آنے والا آیا تو مجھے میری آدھی امت کے جنت میں جانے اور شفاعت کرنے کے درمیان ایک چیز کا اختیار دیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا وہ اس شخص کے لیے ہوگی جو اس حال میں مرا ہو کہ وہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرتا ہو۔(رواہ الترمذی :ابواب صفة القیامتہ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بلاشبہ انہوں نے فرمایا (کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند

کون ہے جس کو قیامت کے دن آپ کی شفاعت نصیب ہوگی؟ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں جانتا تھا کہ تجھ سے پہلے کوئی مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال نہیں کرے گا اس لیے کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپکو حدیث سننے کی بڑی تڑپ ہے لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند جس کے نصیب میں سفارش ہوگی وہ شخص ہوگا جس نے اپنے دل سے یا اپنے جی سے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔

و انذربه الذين يخافون ان يحشروا الى ربهم ليس لهم من دونه ولي ولا شفيع لعلهم يتقون ﴿الانعام : ۵۱﴾

اور ایسے لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کئے جائیں گے کہ جتنے غیر اللہ ہیں نہ کوئی ان کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا، اس امید پر کہ وہ ڈر جائیں۔

جو یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں ساتھ بزرگوں کے بارے میں اعتقاد ہے کہ وہ انہیں بچا لیں گے ان کی تردید، ایسی شفاعت کی نفی مشرکین کے لیے ہے۔ مگر مومنین شفاعت کریں گے۔

مگر وہ شفاعت اس کے بارے میں ہوگی جس کی اللہ پاک اجازت دے گا شفاعت کرنے والا اپنی پسند کے انسانوں کی شفاعت نہیں کر سکے گا اور نہ مشرک کی شفاعت ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل ماننے سے شفاعت کا انکار لازم ہے اگر آپ مختار کل ہیں تو شفاعت کیسی اور شفاعت کریں گے تو مختار کل کیسے؟

حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک دیہاتی عرض کرنے لگا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانیں تلف ہو گئیں بچے بھوکے مر گئے اور مال برباد ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے ہم اللہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے ہاں سفارشی بناتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتی کی بات سن کر بار بار سبحان اللہ

بڑھا یہاں تک کہ اس کا اثر صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں پر بھی نمودار ہوا پھر فرمایا تجھ پر افسوس! تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ کی شان کتنی بلند ہے؟ اس کی شان اتنی بلند ہے کہ اسے کسی کے حضور سفارشی نہیں لے جایا جاتا۔ (ابوداؤ دقرۃ عیون الموحدین)

زمین پر اکثریت اہلِ باطل کی ہے:

زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا جن میں اکثر لوگ مشرک تھے۔ (الروم:۴۲)

ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ہم اکثریت میں ہیں لہذا ہم سچے ہیں۔ اللہ اکبر! کتنی غلط دلیل ہے اکثریت جہالت کی دلیل تو ہوسکتی ہے لیکن اہل حق کی نہیں یہی وجہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند ساتھی تھے اس وقت بھی اور جب مکہ فتح ہوگیا اس وقت بھی یہ بات کسی نے نہیں کہی کہ اسلام سچا ہے کیونکہ اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔

دوسری بات جو بھائی یہ دلیل دیتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا میں اکثریت عیسائیوں کی ہے، اگر اکثریت ہی اہل حق ہونے کی نشانی ہے تو پھر کیا انہیں مسلمان ہونا چاہیے؟

اکثریت جہالت کی دلیل تو ہوسکتی ہے جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہر عیسائی گلے میں صلیب لٹکائے پھر رہا ہے مرنے کے بعد ان کی قبر پر صلیب ضرور بنائی جاتی ہے ان کا جو پوپ ہے اس کے پاس جو چھڑی ہوتی ہے اس پر بھی صلیب ضرور ہوتی ہے۔

عیسائی عقیدہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پہ لٹکا دیا گیا تو صلیب ان کے لیے قابل تکریم ہونی چاہے یا قابل نفرت؟

دیکھ لیں اس کی سمجھ نہ تو وائٹ ہاوس کو آئی نہ پینٹا گون اور نہ پوپ کو۔ دنیاوی لحاظ سے بڑے عقل مند کہ لوہے کو ہوا میں اڑا دیا، لیکن یہ سمجھنے سے قاصر کہ جس چیز نے تیرے نبی کی جان لی اسے تو تجھے دنیا سے مٹا دینا چاہیے تھا لیکن تو اس کو گلے میں لٹکائے پھر رہا ہے۔

خانقاہی نظام اور عشق ومستی

لفظ عشق اپنے حقیقی تناظر میں:

مشہور لغت القاموس 233/3 میں ہے کہ عشق حد سے بڑی ہوئی محبت کو کہا جاتا ہے جس میں افراط اور از حد زیادتی ہوتی ہے کبھی محبت کی حد تک اور کبھی معاملہ بداخلاقی تک بھی پہنچ جاتا ہے یہ ایک وہم اور وسواس کا مرض ہے جو کوئی خوبصورت چہرہ دیکھ کر اس کی فکر ذہن پر غالب آجاتی ہے۔

ایک مرتبہ ابوالعباس احمد بن یحیٰ ثعلب بغدادی سے سوال کیا گیا کہ عشق اور محبت میں کون سا کام قابل تعریف ہے؟ انہوں نے کہا محبت کیونکہ عشق میں حد سے گذرا جاتا ہے اور عاشق کو عاشق اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سوکھ اور جل جاتا ہے جیسے عشقہ (سبز ٹہنی کا ایک پودا) زمین سے اکھاڑنے کے بعد سوکھ جاتا ہے۔ (لسان العرب)

معروف طبیب محمد ارزانی بھی عشق کو وہم کا مرض قرار دیتے ہیں کہ عشق مالیخولیا (دماغی امراض) کی قسم سے ہے۔ (حدودولامراض: ص۴۴)

صاحبِ غیاث اللغات کہتے ہیں:

بعض اطباء کے نزدیک عشق دیوانگی کی ایک قسم ہے جو کسی دلکش چہرے کو دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے اور حکیم عبدالرزاق نے فتوحات الحکم سے نقل کیا ہے۔ عشق دراصل عشقی سے لیا گیا ہے جو درختوں پر چڑھنے والی ایک بیل ہے جسے لبلاب اور عشق پیچہ کہتے ہیں اور یہ بیل جس درخت پر چڑھتی ہے اسے سکھا دیتی ہے بعینہ عشق بھی عاشق کو سکھا کر ختم کر دیتا ہے۔ (غیاث اللغات: ص۴۵)

بقول داغ کہتے ہیں جسے عشق خلل ہے دماغ کا

ان ہی وجوہات کے پیشِ نظر کتاب وسنت میں کہیں بھی لفظ عشق استعمال نہیں ہوا سیدنا

یوسف علیہ السلام کے واقعے کے ضمن میں بھی قرآن نے زلیخا کے متعلق وہ اس پر فریفتہ ہوگئی استعمال کیا ہے۔

حالانکہ عزیز مصر کی بیوی پر سیدنا یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر دیوانگی طاری ہوگئی تھی۔ محدثین اور مفسرین نے بھی اس لفظ سے گریز کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس لفظ کو شاعروں اور صوفیاء نے استعمال کیا ہے اور انہی نے متعارف کرایا ہے۔

آج ہمارے بعض سادہ لوح مسلمان بھائی فرطِ عقیدت سے عشق الٰہی اور عشق محمدی کا غلغلہ بڑے زوروشور سے بلند کرتے ہیں حالانکہ ہمارے معاشرے میں لفظ عشق نہایت برا سمجھا جاتا ہے مثلاً کوئی شخص آپکو یہ کہتے ہوئے نہیں ملے گا کہ مجھے اپنی بہن سے عشق ہے یا میں اپنی بیٹی کا عاشق ہوں۔ (بحوالہ باب الدعوۃ مجلّہ الدعوۃ فروری ۲۰۰۱)

خانقاہی دنیا میں عشق کی دہائی:

عارف جامی صاحب فرماتے ہیں:

متاب از عشق او گرچہ مجازی ست
کہ آں بہرِ حقیقت کارسازی ست

عشق سے روگردانی نہ کر کہ اگرچہ وہ مجازی ہو کہ یہ حقیقت (عشق حقیقی) کے لیے ایک حیلہ ہے۔

جعلی روایت:

من عشق فعفف وکتم فمات مات شہیدا

جو شخص کسی پر عاشق ہو جائے، پھر عفیف رہے اور پوشیدہ رکھے، پھر مر جائے، تو وہ شہید مرے گا۔ (تجدید تصوف سلوک: ص ۱۳۷)

صوفیاء میں یہ معقولہ بڑا مشہور ہے:

العشق نار یحرق ما سوی اللہ

عشق ایک ایسی آگ ہے جو اللہ کے سوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔

ابوموسی کہتے ہیں کہ رات میں نے خواب دیکھا کہ عرشِ الٰہی سر پر اٹھائے اڑ رہا ہوں۔ اس خواب سے سخت متعجب ہوا اور اس کی تعبیر پوچھنے کے لیے بایزید بسطامی کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ان کا وصال ہو گیا ہے اور بے شمار مخلوق ہر طرف سے جمع ہو رہی ہے۔ جنازہ اٹھایا گیا تو میں نے چاہا کہ اسے کندھا دوں، مگر کثرت ہجوم کی وجہ سے میری باری نہ آئی تھی۔ بالآخر جنازہ کے نیچے گھس کر اسے اپنے سر پر اٹھالیا، تو ناگہاں اس وقت کیا سنتا ہوں کہ کوئی کہہ رہا ہے اے ابوموسی! یہی تیرے خواب کی تعبیر ہے۔ وہ عرش الٰہی تو یہی عاشق الٰہی کا جنازہ ہے۔(صوفیائے نقشبند: ص ۹۵)

خانقاہی دنیا کا دستور ہی نرالا ہے کہ ہر وہ بات جس کے کہنے سے لوگ آپ کو پتھر ماریں اگر وہ کسی دربار پر بیٹھ کر کی جائے تو کرامت بن جاتی ہے۔ جس قدر خرافات زیادہ ہوں گی اسی قدر صاحب قبر کو اللہ کا ولی سمجھا جائے گا۔

تعالوا   نخرب   الجامع

ونجعل   فيه   خماره

آ ؤ ہم لوگ مسجد کو ویران کریں اس میں شراب خانہ بنائیں۔

ونحن   نكسر   المنبر

ونجعل   منه   طنباره

اور منبر کو توڑ کر اس سے ساز و مزامیر بنائیں۔

ونحن   نخرق   المصحف

ونجعل   منه   ذماره

اور قرآن کو پھاڑ کر اس کی بانسری بنائیں۔

وننقف   لحية   القاضى

ونجعل   منه   اوتاره

اور قاضی کی ڈاڑھی کو اکھاڑ کر اس سے تانت بنائیں۔

(تاریخ دعوت وعزیمت: ص۱۹۳ ج ۲)

بقول اقبال:

تمدن تصوف شریعت کلام
بتان عجم کے پجاری تمام
حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

اس کا کوئی علاج نہیں ہے:

حکیم فیض عالم صدیقی: اختلاف امت کا المیہ کے صفحہ ۹۴ پر لکھتے ہیں:

میں آپ کے سامنے اپنا ایک واقعہ حلفیہ پیش کرتا ہوں۔ چند روز ہوئے میرے پاس ایک عزیز رشتہ دار آئے۔ میں نے باتوں باتوں میں کہا کہ فلاں پیر صاحب کے متعلق اگر چار عاقل بالغ گواہ پیش کر دوں، جنہوں نے انہیں زنا کا ارتکاب کرتے دیکھا ہو، تو پھر ان کے متعلق کیا کہو گے؟ کہنے لگے: یہ بھی کوئی فقیری راز ہو گا، جو ہماری سمجھ میں نہ آتا ہو گا۔ پھر ایک پیر صاحب کی شراب نوشی اور بھنگ نوشی کا ذکر کیا تو کہنے لگے بھائی جان یہ باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں وہ بہت بڑے ولی ہیں۔

صوفیاء کا کوئی مذہب نہیں ہوتا

صوفیاء کے ہاں مشہور معقولہ ہے کہ:

الصوفی لا مذهب له

صوفی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا کہ دن مسجد میں اور رات مے خانے میں۔

اس ضمن میں ایک مشہور واقعہ ہے کہ معروف کرخی نے جب وفات پائی تو یہود و نصاری دعوی کرنے لگے کہ شیخ ہمارے مذہب پر تھے۔ مسلمانوں نے تردید کی۔ نزاع بڑھی۔ خدام کہنے لگے کہ ہمارے شیخ کی وصیت تو یہ ہے کہ: جو ہمارا جنارہ زمین سے اٹھائے گا، ہم اسی سے ہیں۔ اس پر یہود و نصاری نے باری باری اٹھانے کی کوشش کی، مگر اٹھا نہ سکے۔ پھر مسلمان آئے، انہوں نے جنازہ اٹھایا تو اٹھ گیا۔ پھر جس جگہ شیخ نے وفات پائی وہیں انہیں دفن کیا۔ شیخ

معروف تجرید وتفرید اور بے سروسامانی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔(خزینۃ الاصفیاء:ص۱۲۹)

کشف کی حقیقت:

کشف کی حقیقت کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

کشف کوئی بڑا کمال نہیں، اگر کافر بھی ریاضت ومجاہدہ کرے تو اس کو بھی ہونے لگتا ہے۔ نیز مجانین (مجنونوں، مجذوبوں، دیوانوں) کو بھی کشف ہوتا ہے۔ صاحب شرع اسباب نے لکھا ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے ایک مجنوں کو اس قدر کشف ہوتا تھا کہ بزرگوں کو بھی نہیں ہوتا تھا لیکن جب اس کا مسہل ہوا، تو مادہ کے ساتھ کشف بھی نکل گیا۔ (اشرف السوانح: ج ۲، ص ۸۷)

مشہور مستشرق مورخ ومحقق مسٹر رچرڈ ایف برٹن نے اپنی کتاب (سندھ اور وادی مہران میں بسنے والی قومیں ص ۱۹۸) میں سندھ میں دو قسم کے صوفیائے کرام کا تصور پیش کیا ہے ایک جلالی اور دوسرے جمالی۔ (جو حسن و جمال کے پرستار ہوں)۔

جلالی صوفیائے کرام کی ایک جھلک

انوکھی ولایت:

ایک بابا جی میں یہ کمال تھا کہ جو بات منہ سے نکالتا وہی ہو جاتی راجہ نے اس سے پوچھا کہ مہاراج آپ کو یہ کمال کیوں کر حاصل ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ میں بارہ برس سے اپنا پاخانہ پیشاب کھاتا پیتا ہوں اس کی بدولت میری زبان کو یہ تاثیر حاصل ہے کہ اگر کسی فقیر کو بادشاہ یا راجہ کہہ دوں تو فوراً ہو جائے۔ راجہ نے کہا پھر آپ کو کیا ملا؟ ایک تو بادشاہ بن گیا اور دوسرا راجہ اور تمہاری قسمت میں تو وہی پاخانہ پیشاب رہا۔ (تذکرہ غوثیہ: ص۳۴۹ مطبوعہ ملک سراج دین اینڈ سنز لاہور)

ایمرجنسی ولی:

جناب احمد رضا فرماتے ہیں:

ایک صاحب پیر کامل کی تلاش میں تھے۔ بہت کوشش کی، مگر پیر کامل نہ ملا۔ طلب صادق

تھی۔ جب کوئی نہ ملا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا، اے رب تیری عزت کی قسم! آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا، اس سے بیعت کرلوں گا۔ صبح کی نماز پڑھنے جا رہے تھے، سب سے پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کے لیے آ رہا تھا۔ انہوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت بیعت لیجیے، وہ حیران ہوا بہت انکار کیا نہ مانے۔ آخر کار اس نے مجبور ہو کر کہہ دیا حضرت میں چور ہوں، یہ دیکھئے چوری کا مال میرے پاس موجود ہے۔ آپ نے فرمایا! میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو بھی ملے گا بیعت کرلوں گا۔ اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس چور کو مراتب دیئے، تمام مقامات فوراً طے کر لیے، ولی کیا اور اس سے بیعت لی اور انہوں نے ان سے بیعت لی۔ (حکایات رضویہ: ص ۷۱۔۷۲)

پیروی نہ شیریں و فرہاد کریں گے
ہم اور ہی اک طرز جنوں ایجاد کریں گے

اس طرح بھی ہوتا ہے؟

ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا، ایک روپیہ دے وہ نہ دیتا تھا، فقیر نے کہا: روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے اتفاقاً ایک صاحب دل کا گذر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے دو ورنہ دکان الٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے۔ فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا کہ بالکل خالی ہے۔ پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا۔ پھر اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا۔ انہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب ان کی زبان سے نکلے اور میں دکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا۔
(ملفوظات احمد رضا: ج ۲ ص ۷۶۔۷۷)

دردزہ سے مت چلا صبر بچہ قرآن پڑھ رہا ہے:

قطب الاقطات حضرت شاہ مراد شیراز سے مکۃ اولالیاء یعنی ولیوں کے مکہ شہر ٹھٹہ میں

تشریف لائے۔آپ کی پیدائش سے قبل ہی حضرت لنگوٹی شاہ نے آپ کی بشارت دے دی تھی جس شب آپ کی ولادت ہو رہی تھی ان لمحات میں آپ کی والدہ شدید دردزہ میں مبتلا تھیں جب آپ کے والد گرامی سے ذکر کیا گیا تو انہوں نے وضو کر کے نماز شروع کی اور رفع تکلیف کے لیے بارگاہ خداوندی میں دعا کرنے لگے اسی اثنا میں ان پر اونگھ سی طاری ہوگئی دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے آپ کا بچہ اپنی ماں کے شکم میں پورا قرآن اور اس کے علوم پڑھ رہا ہے صرف ایک سبق باقی رہ گیا تھوڑی دیر صبر کرو وہ خود بخود اس جہاں میں جلوہ افروز ہونے والے ہیں۔ (بحوالہ مذہبی اور سیاسی باوے: صفحہ ٦٦۔٦٥)

نو ماہ کا پروسیجر چند گھنٹوں میں مکمل:

ایک عورت حضرت بہاوالدین سے بچہ لینے آئی حضرت نے بچہ دینے سے انکار کر دیا تب عورت روتی جا رہی تھی راستے میں حضرت بہاول حق کے پوتے شاہ رکن عالم مل گئے انہوں نے عورت سے پوچھا روتی کیوں ہے؟ عورت نے کہا: بڑے حضرت نے بچہ دینے سے انکار کر دیا ہے تب حضرت رکن عالم جو کہ خود بچے تھے اور کھیل رہے تھے عورت کو لیکر دادا کے پاس آئے اور بچہ دینے کی فرمائش کی اب حضرت بہاول حق نے لوح محفوظ پر نظر ڈالی تو پتہ چلا کہ بچہ تو وہاں بھی اس کی قسمت میں نہیں ہے اس پر پوتے شاہ رکن عالم نے کہا:

دادا جان میں دعا کرتا ہوں آپ آمین کہیں اے اللہ جو دہلی میں فلاں ہندو عورت ہے اس کے پاس چھ بچے تو پہلے ہی موجود ہیں اور اب تو اسے اکٹھے دو (جڑواں) دے رہا ہے (ان میں سے) ایک ہندو عورت کو دے دے اور ایک اسے دے دے اب اس عورت کو کہا تو گھر جا رہی ہے تو اپنے ہمراہ دائی لے کر جانا چنانچہ وہ گھر گئی اور اگلے دن ہی بچہ پیدا ہو گیا۔ (مذہبی اور سیاسی باوے: ١٨٣)

خواجہ محمد بن احمد:

مادرزاد ولی تھے حمل کے زمانہ میں والدہ کے پیٹ سے ذکر اللہ کی آواز آتی تھی۔ پیدا

ہوتے ہی سات مرتبہ کلمہ پڑھا۔ ایام رضاعت میں مشغول بذکر رہتے تھے اور پانچوں وقت (یعنی نمازوں کے وقت) آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر ان گنت کلمہ پڑھتے۔ جو شخص آزمانے آتا وہی مسلمان ہو جاتا۔ (تاریخ مشائخ چشت مولانا زکریا: ص ۱۵۵)

فریدالدین گنج شکر:

حضرت نظام الدین فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ (فریدالدین) کی والدہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ ایک چور چوری کرنے آیا۔ جب اس کی نگاہ والدہ پر پڑی، فوراً اندھا ہو گیا۔ اس نے آواز دی اگرچہ میں چوری کی نیت سے آیا تھا اور نابینا ہو گیا ہوں، مگر اب عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی چوری نہ کروں گا۔ حضرت شیخ کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ حضرت نے دعا کی اللہ کے فضل سے اچھا ہو گیا صبح جا کر بمعہ اہل وعیال مشرب بہ اسلام ہوا۔ عبداللہ نام تجویز ہوا اور اخیر تک حضرت شیخ کی خدمت میں رہا۔ (تاریخ مشائخ چشت مولانا زکریا: ص ۱۷۷)

لاجواب:

حضرت بشیر حافی قدس اللہ سرہ پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے تھے۔ جب تک زندہ رہے، جانوروں نے رستے میں لید گوبر پیشاب کرنا چھوڑ دیا کہ بشیر حافی کے پاؤں خراب نہ ہوں۔ ایک دن کسی نے بازار میں لید پڑی دیکھی، کہا:

انا للہ وانا الیہ راجعون

پوچھا گیا کیا ہوا؟

کہا، حافی نے انتقال کیا۔ تحقیق کے بعد امر نکلا۔ (حکایات رضویہ: ص ۱۷۲)

اللہ کے بندو پیر صاحب کو دس روپے کی چپل لے دو بے چارے جانوروں کو کس مصیبت میں ڈال دیا ہے۔

طی الارض:

خواجہ مودود چشتی کو طی الارض حاصل تھا۔ چنانچہ جب طواف کو جی چاہتا ہوا کے ذریعے

مکہ مکرمہ پہنچ جاتے تھے۔ (تاریخ مشائخ چشت مولانا زکریا: ص ۱۵۹)

شیخ کمال یا کمال کا شیخ؟

آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت کیونکر معلوم ہو کہ اب سلوک کا مرتبہ تمام ہو گیا اور یہ شیخ کمال کو پہنچ گیا؟ فرمایا: اگر وہ کسی مردہ پر دم کردے اور وہ مردہ خدا کے حکم سے زندہ ہو جائے تو اس وقت سمجھ لو کہ وہ کمالیت کو پہنچ گیا۔ اتنے میں ایک ہندو عورت روتی ہوئی آئی اور قدموں میں سر رکھ دیا اور کہا کہ: میرا ایک ہی بچہ تھا جسے بادشاہ نے بے گناہ دار پر کھنچوا دیا آپ اپنے اصحاب کے ساتھ عصا ہاتھ میں لئے وہاں پہنچے اور فرمایا: الٰہی اگر اسے بادشاہ نے بے گناہ دار پر کھینچا ہے تو اسے زندہ کر دے۔ آپ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ لڑکا زندہ ہو کر ساتھ چلنے لگا۔ یہ کرامت دیکھ کر کئی ہزار ہندو مسلمان ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا کہ: مرد کی کمالیت اس سے زیادہ نہیں ہے۔

(ملفوظات خواجہ فریدالدین ص ۱۱۰۔۱۱۱، مرتبہ بدر اسحاق۔ ترجمہ غلام احمد۔ شریعت وطریقت ص ۳۶۶)

خواجہ ودود چشتی صاحب:

فوائد السالکین ص ۱۲۹۔۱۲۸ پر لکھا ہے کہ جب خواجہ ودود چشتی کو اشتیاق کعبہ غالب ہوتا تو فرشتوں کو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ کو چشت میں پہنچا دیں اور خواجہ کے آگے کر دیں، جب خواجہ اسے دیکھتے طواف کرتے، نماز پڑھتے، پھر فرشتے اس کو اس کے مقام پر پہنچا دیتے۔

ہر وقت اللہ کے گھر کا طواف ہوتا رہتا ہے یہ حضرت چھٹی صدی ہجری میں تھے اتنا اہم واقعہ کہ کعبہ غائب ہو گیا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور اس وقت جو لوگ مکہ میں تھے وہ کس کا طواف کر رہے تھے؟

الٹا لٹک کر:

شیخ عبدالرحمٰن نوشاہی کا مجاہدہ یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ تمام رات بہ حبس دم ذکر خفی کرتے اور بعض اوقات معکوس لٹک کر رات بھر ذکر میں مشغول رہتے۔ خلوت اختیار کرتے تو قبر کھدوا کر

اس میں بیٹھ جاتے اور اوپر سے بند کرا دیتے۔ چالیس چالیس روز ایسی حالت میں مراقبہ اور ذکر وفکر میں محو رہتے۔ (خزینۃ الاصفیاء: ص ۳۰۵۷۔ شریعت وطریقت: ص ۴۳۲)

غوث پاک کی دھونس اللہ پر......

ملفوظ الغیاثیہ میں ہے کہ غوث اعظم کے زمانہ میں ایک مقرب کی ولایت سلب کر لی گئی، سب چھوٹے بڑے اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگے، تو اس نے تین سو ساٹھ اولیاء اللہ سے دعا کی درخواست کی۔ ان سب اولیاء نے اللہ کی بارگاہ میں سفارش کی لیکن ان سب نے اس کا نام لوح محفوظ پر اشقیاء کی فہرست میں لکھا دیکھا اور اسے کہا: اب تم کامیاب نہیں ہو گے۔ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا بالآخر وہ غوث اعظم کے پاس آیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: اگرچہ تم مردود ہو چکے ہو، تاہم میں تمہیں مقبول بنا سکتا ہوں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ندا آئی: کیا تم کو علم نہیں اس کے لیے میرے ۳۶۰ اولیاء سفارش کر چکے ہیں اور میں نے ان کی سفارش قبول نہیں فرمائی، کیونکہ یہ لوح محفوظ پر شقی اور بد بخت لکھا جا چکا ہے۔ غوث پاک نے عرض کیا: اے رب کریم تو مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود بنانے پر قادر ہے۔ اگر تیری منشاء یہی ہے کہ یہ مردود ہی رہے، تو تو نے اس کو مقبول بنانے کے لیے مجھ سے دعا کیوں کروائی؟ تو ندا آئی اے عبدالقادر اسے میں نے تیرے سپرد کر دیا، جو چاہو بنا دو۔ اور تمہارا مقبول میرا مقبول ہے اور تمہارا مردود میرا مردود ہے۔ بے شک میں نے تم کو معزول کرنے اور مقرر کرنے کے اختیارات عطا فرما دیئے ہیں۔ بعد ازیں آپ نے اس کو منہ دھونے کا ارشاد فرمایا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نام اشقیاء کی فہرست سے مٹا کر اصفیاء کی فہرست میں لکھ دیا۔ (تفریح الخاطر: ص ۲۱۔ شریعت و طریقت: ص ۲۵۸)

احمد رضا بریلوی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف نسبت کر کے لکھتے ہیں:

آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک کہ مجھ پر سلام نہ کرے اور نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ اس طرح نیا مہینہ نیا ہفتہ نیا دن مجھ پر سلام کرتے ہیں اور مجھے ہر ہونے والی بات کی خبر دیتے ہیں۔ (الامن والعلی ص ۱۰۹)

جمالی صوفیائے کرام کی ایک جھلک (اے کیٹگری)

جب ککڑ شاہ صاحب جنت بی بی پر عاشق ہو گئے:

سائیں کا نام سمن سرکار ہے آپ شروع ہی سے حسن و جمال کے دلداہ خوبصورت لباس کے رسیا میلوں ٹھیلوں میں شریک ہو کر ساز و سرور کی محفلوں میں شریک ہونے والے تھے پھر ایسا ہوا کہ سمن سرکار کی نظر ایک لڑکی پر پڑ گئی اس کا نام جنت بی بی تھا یہ جھڈو گاؤں کے قریب مٹی کے برتن بنانے والے ایک شخص کی بیٹی تھی یہ بڑی خوبصورت اور حسین تھی سائیں نے اسے جونہی دیکھا پھر کیا تھا اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا کے مصداق ہوش وحواس کھو بیٹھے اب حضرت دن رات اس کی فکر میں مگن رہتے حتی کہ کئی بار لوگوں نے حضرت کو جنت بی بی کے ساتھ دیکھا مگر یہ بات جنت بی بی کے ماں باپ اور اس کے عزیز و اقارب کو ایک آنکھ نہ بھائی اور دونوں کا ملنا ملانا ناممکن بنا دیا حضرت بھی ہر طرح کے وسائل بروئے کار لا کر جنت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر جب جنت ہاتھ نہ آئی تو حضرت کا عشق جو مجازی تھا حقیقت کے روپ میں ڈھلنا شروع ہوا۔

حضرت ککڑ شاہ کے معمولات مبارکہ:

چنانچہ آپ نے کپڑے اتار دیئے بالکل برہنہ اور ننگے ہو گئے جنگل میں پھرا کرتے تھے اکثر و بیشتر آگ کا بڑا الاؤ روشن کرتے اس کے قریب بیٹھ جاتے کسی نے کچھ دیا تو کھا لیا وگرنہ کھانے سے بے نیاز رہتے البتہ مرغ شوق سے کھاتے اور آنے والے زائر اور مرید سے پہلا سوال یہ کرتے کہ ککڑ لائے ہو؟ اور پھر ان کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ وہ ککڑ کے سالن میں چرس کی جلی ہوئی راکھ ڈال کر زیادہ شوق سے تناول فرماتے حقہ خوب پیتے اور اس کا پانی بھی نوش فرماتے ان کے جسم کے سارے بال بڑھے ہوئے تھے انہیں بالکل نہ مونڈتے آپ مجذوب اور ابدال بن چکے تھے شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہو گئے تھے (مذہبی اور سیاسی باوے: ۸۹)

حجروں کا صحیح مصرف:

جناب احمد رضا صاحب فرماتے ہیں:

سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑھی۔ وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے تو صاحب مزار نے ارشاد فرمایا:

عبدالوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟

عرض کیا ہاں: شیخ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہیے۔ ارشاد فرمایا: اچھا ہم نے وہ کنیز تم کو ہبہ کی۔ آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو ارشاد ہوا، انہوں نے وہ آپ کی نذر کر دی۔ (صاحب مزار) نے ارشاد فرمایا، اب دیر کا ہے کی ہے؟ فلاں حجرے میں جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔ (ملفوظات احمد رضا: ص ۲۷۵۔۲۷۶)

حضرت نوشاہ قوم گلگو کی وجہ شہرت:

مشہور یہ ہے کہ حضرت نوشاہ قوم گلگو (کمہار) سے تعلق رکھتے ہیں، مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ قوم کھکھر و (کھوکھر) سے تھے۔ اس قوم (گلگو، کمہار) سے مشہور ہو جانے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے بزرگوں میں سے کوئی بزرگ اس قوم (گلگو، کمہار) کی ایک حسین وجمیل لڑکی پر عاشق ہو گئے تھے اور اس کے عشق میں ایسے خود رفتہ ہوئے تھے کہ اسی قوم کے طور طریقے اختیار کر لیے۔ آخر عشق مجازی عشق حقیقی میں تبدیل ہو گیا اور آپ زمرۂ اولیا میں آ گئے۔ (خزینۃ الاولیاء: ص ۲۶۹، شریعت وطریقت: ص ۲۰۷)

اس لڑکی کا بوسہ لو بگھا پیر کا جلالی حکم:

اسی طرح ایک نوجوان لڑکا جو کہ اپنی ماں کے ہمراہ لاہور سے آیا تھا وہ حضرت کو ہاتھ جوڑ کر اور منتیں کر کر کے تھک گیا آخر بابا جی کو اس پر رحم آ ہی گیا اور اس نے اپنے پاس بیٹھی ہوئی

لڑکی کا بوسہ لینے کا حکم دیا اور پھر کہا کہ اس کی ٹانگوں کے نیچے سے گذرو اب یہ منظر اس قدر شرمناک تھا کہ جو دیکھا نہ جاتا تھا مگر حضرت کے حکم سے دونوں کو یہ منظر کشی کرنا ہی پڑی یہ منظر دیکھ کر کئی لوگ وہاں سے چل دیئے۔ لڑکا شرم کے مارے ذرا جھجکا تو حضرت کی طرف سے کئی من وزنی غلیظ گالی نے لڑکے کو دھمکایا پھر وہ حکم بجا لایا لڑکی کی شرم وحیاء بھی آسمانوں کی بلندیوں کو چھو رہی تھی مگر پیر صاحب کی نافرمانی بقول لڑکی کی ماں کے ایک بڑی آفت ومصیبت کا باعث بن سکتی تھی۔

دوسری طرف ایک اس سے بھی عجیب صورتحال تھی اور وہ یہ تھی کہ یہ حضرت اپنے گرد بیٹھنے والے مرید اور مریدنیوں کو ایک دوسرے کے بوسے لینے کا حکم دیتے بابا اس بوسے کو (بگھا) کہتا تھا جو ایسا نہ کرتا بابا اس کو غلیظ گالیوں سے نوازتے اسی نسبت سے بابا کو بگھا پیر کہا جاتا ہے۔ (مذہبی اور سیاسی باوے: ۲۲۸)

جمالی صوفیائے کرام کی ایک جھلک (بی کیٹگری)

شیخ مادھو حسین لاہوری کے خلفاء ارجمند اور محبوبان دل پسند میں شمار ہوتے ہیں۔ شاہدرہ کے ایک برہمن کے لڑکے تھے بڑے صاحب جمال اور خوش شکل تھے۔ ایک دن گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ شیخ حسین کا دل موہ لیا بس پھر کیا تھا شیخ حسین لاہور چھوڑ کر شاہدرہ آ گئے ساری رات مادھو کے مکان کا طواف کرتے ان کے متعلق جہاں سے خبر ملتی کہ مادھو لال فلاں جگہ ہے، وہاں چلے جاتے۔ ان حالات نے شاہ حسین کے عشق کو زمانہ میں مشہور کر دیا۔ آخر عشق کے اثرات مادھو لال کے دل پر وارد ہونے لگے اور وہ بھی شیخ حسین کے پاس آنے لگا۔ والدین آڑے آئے مگر بے سود۔ آخر مادھو سے کہنے لگے ہم گنگا اشنان کرنے جا رہے ہیں، تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ مادھو لال، شیخ حسین کے پاس اجازت کے لیے گیا، تو شیخ حسین نے کہا۔ والدین سے کہہ دو۔ تم جاؤ، بوقت غسل میں موجود ہوں گا۔ مادھو اس کرامت کے مظاہرے کے لیے لاہور رہ گئے۔ جب غسل کا وقت تھا، تو شیخ حسین نے مادھو لال سے کہا آنکھیں بند کر کے میرے قدم پہ قدم رکھتے آؤ۔ تھوڑی دیر بعد شیخ حسین نے کہا، اب آنکھیں

کھول لو۔ مادھو نے دیکھا وہ دریائے گنگا میں اپنے والدین کے ساتھ غسل کر رہے ہیں اور شاہ حسین بھی کنارے پر موجود ہیں۔ مادھو والدین سے ملاقات کے بعد اسی طرح شیخ حسین کے قدم پر قدم رکھ کر واپس لاہور پہنچ گئے اور مسلمان ہو گئے۔ دو ماہ بعد ہولی اور بسنت کے تہوار آئے، تو شیخ حسین نے مادھو لال کی دلجوئی کے لیے مجلس سماع منعقد کی اور عالم مستی میں ایک دوسرے پر بسنتی رنگ پھینکا، چنانچہ تا حال یہ رسم جاری ہے اور شیخ حسین کے معتقدین آپ کے مزار پر گلابی رنگ پھینکتے ہیں۔ اس مجلس میں مادھو لال، شیخ حسین کی بیعت ہوا اور شیخ کی نگاہ کیمیا اثر نے مادھو لال کو کمالات فقر پر پہنچا دیا۔ (خزینۃ الاصفیاء: ص ۲۵۰۔ ۲۵۱، شریعت و طریقت: ص ۲۰۵، ۲۰۶)

میاں شیر محمد شرقپوری آپ قطب العالم، غوث ربانی، شیرِ یزدانی اور مادر زاد ولی تھے خزینہ معرفت کا مصنف بیان کرتا ہے کہ: ایک مرتبہ آپ کو ایک نوعمر لڑکے غلام محمد کٹاریہ سے محبت ہوگئی۔ اس کے عشق میں اس درجہ محویت ہوئی کہ آپ ہر وقت اسے یاد کرتے رہتے، جب اسے نہ پاتے، تو بے چین ہو کر اسے ڈھونڈنے نکل جاتے اور تلاش کر کے لاتے اور جب کبھی وہ چلا جاتا، تو اکثر فرماتے۔ ادھر عشق ستا رہا ہے ادھر غلام محمد یاد آ رہا ہے۔ بہت عرصہ دراز تک میاں صاحب اس نوجوان کے عشق میں مبتلا رہے اور آہ و فغاں کرتے رہے۔ پھر کافی مدت بعد آہستہ آہستہ اس سے کسی قسم کا تعلق نہ رہا۔ (صوفیائے نقشبند خواجہ قطب الدین بختیار کاکی)

صوفیاء کے ہاں عبادت کا بھی اپنا ہی معیار ہے، کسی صوفی کا قول ہے۔

النظر الی وجه الا مرد عبادة

یعنی بے ریش لڑکے کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ابوبکر شبلی صاحب فرماتے ہیں:

مجھے اس وقت تک سکون حاصل نہیں ہوتا، جب تک کسی بے ریش لڑکے کو نہ دیکھ لوں۔ (البقات الشعرانی: ص ۱۰۴، بحوالہ شریعت و طریقت: ص ۲۰۰)

ابوبکر شبلی صاحب روایت کرتے ہیں کہ: میں نے ایک بار ابلیس کو دیکھ کر آواز دی، تو اس نے

کہا، مجھے تجھ سے کچھ کام نہیں، میں تمہاری گمراہی سے فارغ ہو چکا ہوں۔ میں نے پوچھا، وہ کیسے؟ ابلیس کہنے لگا، تم نوخیز لڑکوں کے ساتھ محبت کرتے ہو؟ شبلی نے بیان کیا کہ واقعتاً یہ ایسی چیز ہے جس سے کوئی صوفی محفوظ رہا ہو۔ (البقات الشعرانی: ص ۱۰۴، بحوالہ شریعت وطریقت: ص ۲۰۰)

اللہ پر دھونس:

وتخلق کل ذی وجہ جمیل

تکادلہ تصلی العابدینا

صوفی عبدالغنی نابلسی

اور تو ہی خوبصورت چہروں کا خالق ہے۔ جن کی خوبصورتی کی وجہ سے عبادت گذاران کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

وتامرنا بغض البصر منھم

کانک ما خلقت لنا عیونا

(الفتح الربانی للفیض الرحمانی: ص ۲۷)

پھر ہمیں حکم دیتا ہے کہ ان سے نگاہیں نیچی رکھیں کیا تو نے ان کو دیکھنے کے لیے ہمیں آنکھیں عطا نہیں کیں۔

جمالی صوفیائے کرام کی ایک جھلک (سی کیٹگری)

جمالی صوفیاء کا تیسرا درجہ یعنی (سی کیٹگری)، یہ درجہ خانقاہی دنیا کی معراج ہے اور اس میں منازل بہت جلد طے ہوتی ہیں لیکن اس کو لکھنے سے میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ میرا قلم اس فحاشی کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ میں نے بہت کوشش کی ان واقعات کو تھوڑا مہذب انداز میں پیش کر دوں لیکن ناکام رہا۔

عضو مخصوص کی پوجا والا دربار:

میں ایک دفعہ بھنبھور (دھابے جی ضلع ٹھٹھہ) گیا کہ یہاں محمد بن قاسم کی آمد ہوئی وہاں پر

ایک میوزیم بھی تھا میں نے دیکھا کہ وہاں پر اس دور کے ہندوؤں کی ثقافت کو محفوظ کیا گیا تھا، کہ وہاں انسانی شرم گاہیں پتھر کی شکل میں محفوظ تھیں میں نے سوچا کس قدر نیچ ہے ہندو کہ وہ اعضاء جو چھپانے چاہیے تھے ان کی پرستش کرتا ہے۔

میرے ذہن میں ایک دھندلا سا عکس تھا کہ میرے کسی دوست نے بتلایا تھا کہ کمالیہ میں ایک ایسا دربار بھی ہے کہ جس کا نام نہیں لیا جا سکتا ہے۔ کمالیہ ہمارے گاؤں سے بائیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے میں نے سوچا یہ بندہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے یا مذاق کر رہا ہے۔ لیکن مذہبی اور سیاسی باوے پڑھی تو ایک دم چونک گیا کہ یہ کیا۔ کہ یہ سب تو واقعی لا الہ الا اللہ کی اساس والے ملک میں ہو رہا ہے۔ اس کی تفصیل آپ بھی ملاحظہ فرمائیں: اور اب خانقاہی نظام شرم و حیاء کی حدود کو پھلانگتے ہوئے اس قدر آگے بڑھ چکا ہے کہ کمالیہ کے علاقے میں ایک ایسا مزار بنا دیا گیا ہے جہاں انسان کے اس عضو کی پوجا شروع کر دی گئی ہے جس کا نام کوئی بھی مہذب شخص اپنی زبان پر لانا پسند نہیں کرتا یہ اعضاء وہاں لکڑی کے بنا کے رکھے گئے ہیں اور دور دور سے عورتیں اولاد کے لیے یہاں آتی ہیں غور فرمائیے جب سر عام اور علانیہ صورتحال یہ ہو جائے تو پھر اندر کھاتے ان درباروں پر کیا ہوتا ہو گا اندازہ لگانا مشکل نہیں یقیناً شیطان قہقہے لگا کر ہنستا ہو گا کہ خانقاہوں اور درباروں پہ تقدس اور ولایت کا پردہ چڑھا کر جو کچھ میں کروا رہا ہوں اس پہ تو لاہور کا شاہی محلّہ بھی شرما اٹھتا ہو گا کہ جہاں دن سوتے اور راتیں جاگتی ہیں۔ لیکن افسوس کہ یہ کام وہ لوگ کر رہے ہیں کہ جن پر اسلام کا لیبل اور عشق اولیاء کا ٹھپہ لگا ہوا ہے۔ (مذہبی اور سیاسی باوے: ۲۳۳)

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی:

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے انٹرویو سے دو واقعات پیش خدمت ہیں جو اپریل ۱۹۹۸ کو اردو ڈائجسٹ کو دیا گیا۔

ابا جی قبلہ کے وصال کے دس روز بعد خواب میں ان کی زیارت ہوئی تو میں نے ان سے

تین سوال کئے وہ تین سوال یہ تھے:

پہلا سوال یہ کیا کہ جنازے کے بعد جب ہم نے آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کی تو آپ بے ساختہ مسکرا رہے تھے۔ آپ کی آنکھیں اس وقت کھل گئی تھیں۔ لب وا ہو گئے تھے اور چہرے پر اتنی بھرپور مسکراہٹ تھی کہ خود مجھے، واقعتاً یہ گمان ہو گیا کہ کہیں ہم نے غلطی تو نہیں کر دی شاید تکلیف کی شدت سے ڈاکٹر کو مغالطہ ہو گیا ہو کہ آپ وفات پا گئے ہیں۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ وصال کے دس روز بعد آج آپ ملے ہیں، دس روز جو ملاقات نہیں ہوئی اس کی وجہ کیا تھی؟

تیسرا سوال یہ تھا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو جائے تو قبر میں نکرین سوال کے لیے آتے ہیں وہ سوال پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو ابا جان! آپ یہ فرمائیے کہ جب نکرین یہ سوال کرنے کے لیے آئے تو آپ نے کیا جواب دیا؟ اور وہ معاملہ کیسے ہوا؟

پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا بیٹے! جب آپ لوگ جنازہ پڑھ کر فارغ ہوئے اور آپ نے کپڑا میرے چہرے سے ہٹایا اور مسکراتا ہوا پایا اس وقت پردے اٹھا دیے گئے تھے اور وہ عالم آخرت کے مقامات اور باغات جنت اور وہ علیین کی اعلیٰ سیر گاہیں اللہ پاک نے مجھے دکھانا شروع کیں اور میں جب ان کو دیکھنے لگا، تکنے لگا تو ان خصوصی انعامات کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہا تھا اور مسکرا رہا تھا اور آپ میری مسکراہٹ کا تعلق ادھر سمجھ رہے تھے۔ میری مسکراہٹ کا سبب یہی تھا کہ اسی وقت عالم بالا کی سیر شروع ہو گئی تھی۔

دس روز تک نہ ملنے کا سبب یہ فرمایا کہ مجھے دس روز تک اس عالم کی سیر کرائی جاتی رہی۔ اور آج فارغ ہوا تو آپ کو ملنے کے لیے آ گیا ہوں۔

تیسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا بیٹے نکرین سوال کرنے کے لیے میری قبر میں آئے تو میں اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا انہوں نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس چلے گئے اور آج دس دن ہوئے میں انتظار کر رہا ہوں کہ آ کر سوال تو کریں لیکن وہ مڑ کر ہی نہیں آئے۔

یعنی فرشتے ڈر کر بھاگ گئے واقعی۔

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

اپنے والد صاحب کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے: ایک شب سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ اس حالت میں خواب میں تشریف لائے کہ میں اپنے کلینک پہ بیٹھا ہوں اور آپ مغرب کی طرف سے کلینک میں داخل ہوئے اور آتے ہی ارشاد فرمایا: وہ وظیفوں والی کاپی لاؤ۔ ابا جی قبلہ فرماتے ہیں، میں نے وہ پانچ روپے والا وظیفہ اور دوسرے کئی وظائف ایک کاپی پر لکھے ہوئے تھے، میں وہ کاپی اندر سے اٹھالایا تو دوبارہ ارشاد فرمایا کہ وہ پانچ روپے والا وظیفہ نکالو۔ میں نے وہ صفحہ نکال کر پیش کر دیا۔ انہوں نے اپنی جیب سے قلم کھولتے ہوئے اور اس وظیفے پر پھیرتے ہوئے فرمایا: یہ پڑھو گے تو ساری عمر پانچ روپے ہی ملیں گے، کبھی پانچ سو کی ضرورت پڑ جائے گی اور کبھی پانچ ہزار کی تو پھر کیا کرو گے؟ یہ وظیفہ آج سے پڑھنا چھوڑ دو اور زندگی میں ہزاروں اور لاکھوں کی ضرورت ہوگی تو۔ ابا جی فرماتے ہیں، میں صبح اٹھا، وہ کاپی دیکھی تو پانچ روپے کے وظیفے والا صفحہ قلم زد تھا، وظیفہ کاٹا ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ بہ نفس نفیس تشریف لائے تھے اور اس کے بعد واقعتاً خزانوں کے منہ کھل گئے تھے۔

کرامات کیسے وجود میں آتی ہیں؟

مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت (جو بعد وفات واقع ہوئی) بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑے بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے آرام ہو جاتا پس لوگ اس کثرت سے مٹی لے جاتے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہوا ایک دفعہ مولانا کی قبر پر جا کر کہا آپ کی تو کرامت ہوگی اور ہماری مصیبت بلائی۔ یاد رکھو اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہو گے لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر ہی چلیں گے۔ بس اسی دن سے کسی کو

آرام نہ ہوا جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہوگئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا۔ (ارواح ثلاثہ: ص ۳۳۹)

ذاتی واقعہ:

ایک دفعہ میں اپنے سسرال جا رہا تھا میری بیگم بھی میرے ساتھ تھی ہم فیصل آباد پہنچے تو بس ناولٹی پل کے قریب ایک نالے کے پاس رک گئی یکا یک ایک شخص پکار اٹھا وہ دیکھو نالے میں پانی کے اندر سانپ ہے۔ لوگوں کے دو گروہ بن گئے کچھ کہنے لگے سانپ ہے کچھ نے کہا ایسے ہی جھاڑیوں میں کوئی چیز پھنسی ہوئی ہے۔

واقعی دور سے دیکھنے پر سانپ کا گمان ہوتا تھا لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلتا نہ تھا پانی اس کے اوپر سے اس طرح گذر رہا تھا کہ بالکل سانپ معلوم ہوتا تھا۔

اتنے میں کچھ لوگ کہنے لگے کہ بزرگ ہے بڑا کرنی والا ہے ہماری بھینس دودھ کم دیتی تھی ہم اس کے لیے دودھ لے کر آتے تو بھینس کے دودھ میں برکت ہو جاتی وہاں کرامات کا ایک چیپٹر کھل گیا لیکن وہ چیز جسے سانپ کہا جا رہا تھا اب بھی اسی جگہ تھی۔ لیکن سو فیصد یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ سانپ ہے۔

لوگوں کے کرامات بیان کرنے سے واقعی باقی لوگوں کا بھی ذہن بن گیا تھا کہ سانپ ہے اتنے میں ایک نوجوان نیچے اترا اور ساتھ والی دکان سے ایک ڈانگ لی اور توحیدی سوٹا مارا تو پتہ چلا کہ عیدِ قربان پہ کسی نے گائے ذبح کر کے اس کی الائشیں ایسے ہی نالے میں پھینک دیں جو کنارے پہ جھاڑیوں میں اس طرح پھنس گئیں کہ واقعی سانپ کا گمان ہوتا تھا۔

اگر نوجوان توحیدی سوٹے کا وار نہ کرتا تو پتہ نہیں اس بزرگ سانپ کی کرامتیں کہاں کہاں پہنچ جاتیں کیونکہ اس وقت بس میں سو کے قریب افراد سوار تھے۔ لوکل بس تھی آگے گاؤں کو جاتی ہے۔ اسکا پندرہ منٹ کے قریب سمن آباد کالج کے ساتھ جو نالہ ہے وہاں پر سٹاپ تھا جس میں یہ ساری کہانی ہوئی۔ جن لوگوں نے دور دراز دیہاتوں کو جانے والی بسیں دیکھی ہیں

انہیں پتہ ہے ایک بس میں چھت کے اوپر اور بس کے اندر سوا فراد سوار ہونا معمولی بات ہے۔

وصیت یا دعوت ولیمہ:

کوئی مر جائے ملا تیری عید ہو گئی
مردہ جنت گیا لو رسید ہوگئی

احمد رضا صاحب اپنی وصیت کچھ اس طرح لکھواتے ہیں:

۱۔ دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کا دودھ ہو۔

۲۔ مرغ کی بریانی۔

۳۔ مرغ پلاؤ خواہ بکری کا۔

۴۔ شامی کباب۔

۵۔ پراٹھے۔

۶۔ بالائی کی فیرنی۔

۷۔ ادرک کی پھریری دال مع ادرک ولوازم۔

۸۔ گوشت بھری کچوریاں۔

۹۔ سیب کا پانی۔

۱۰۔ انار کا پانی۔

۱۱۔ سوڈے کی بوتل۔

۱۲۔ دودھ کا برف خانہ ساز اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو یا جیسے مناسب جانو۔

(وصایا شریف: ص ۹)

اس وصیت پر شورش کاشمیری اور مولانا ظفر علی خان نے کچھ تبصرہ کیا ہے جو پیش خدمت ہے:

مشرب احمد رضا میں مفتیانِ بد زبان
سامنے آ کر بتاؤ کیا یہی اسلام ہے

حاشیہ ادرک کی چٹنی کا پھریری دال میں
قورمہ فرنی پلاؤ کیا یہی اسلام ہے

شورش کاشمیری

تربت احمد رضا پر چڑھاوا ہے فضول
جب تک اس میں ماش کی دال اور بالائی نہ ہو

مولانا ظفر علی خان

جب بندہ وصیت کرتا ہے تو اس کے ذہن میں ایک خوف آتا ہے کہ اب میں مر جاؤں گا اور حقیقی بادشاہ کے دربار میں میری حاضری ہونی ہے، پتہ نہیں میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے گا لیکن احمد رضا صاحب نے اوپر جو وصیت کی ہے اس میں ۱۲ قسم کی آئیٹم انہوں نے لکھوائی ہیں کہ یہ ان کی قبر پر حاضر کرنا۔ خان صاحب نے اس حد تک اسلام کو بدل ڈالا کہ مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ کو کہنا پڑا۔

کوئی ترکی لے گیا کوئی ایراں لے گیا
کوئی دامن لے گیا کوئی گریباں لے گیا
رہ گئی تھی فقط اک دولت اسلام کی
وہ بھی چھین کر احمد رضا خان لے گیا

خانقاہی دنیا اور علم ایک دوسرے کی ضد ہیں:

منبر تے چڑھ وعظ پکاریں
کیتا تینوں علم خوار
پھوک مصلے بھن سٹ لوٹا
نہ پھڑ تسبیح عاصا سوٹا
عاشق کہندے دے دے ہوکا
ترک حلالوں کھا مردار

مزید ارشاد ہوتا ہے:

علموں بس کریں او یار
ساہنوں اکو الف درکار

کسی صوفی نے کہہ دیا:

الجهل احب الی من العلم

یعنی جہالت مجھے علم سے زیادہ عزیز ہے۔

گپ شریف:

خانقاہی دنیا میں تحقیق غیر ضروری چیز ہے۔ تصوف کی بنیادی کتابوں میں لکھا ہے کہ سید الطائفہ جنید بغدادی اور دیگر مشائخ وقت نے منصور حلاج کے قتل کا فتوی لکھا اور اسے سولی پر چڑھایا گیا۔

جنید بغدادی کا سن وفات بالاتفاق ۲۹۸ھ ہے اور منصور حلاج ۳۰۹ھ میں مقتول ہوا تو جنید بغدادی فتوی کس طرح لکھ سکتے ہیں۔ (بحوالہ شریعت وطریقت: ص۵۳)

منصور حلاج کہتا ہے:

كفرت بدين الله ولكفر واجب
لدى وعند المسلمين قبيح

میں اللہ کے دین سے کفر کرتا ہوں اور یہ کفر میرے لیے واجب ہے جب کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک یہ برا ہے۔

بلکہ بلھے شاہ نے تو خانقاہی دنیا میں داخلے (Entry) کے لیے ایک شرط رکھی ہے کہ:

چٹی چادر لا سٹ کڑیئے پہن فقیراں لوئی
چٹی چادر داغ لگیسی لوئی داغ نہ کوئی

اس پر امیر حمزہ صاحب نے ''اللہ موجود نہیں؟'' میں دلچسپ تبصرہ کیا ہے:

سفید چادر تو شریعت ہے وہاں خلاف شرع کام کیا تو فوراً داغ لگے گا مگر لوئی جو صوفیت کا

نشان ہے اس پر جو مرضی لگتا رہے اس داغ کا پتہ نہیں چلتا لہذا تصوف میں جو بھی کیا جائے اس کے بارے میں کہہ دیا جائے گا کہ جی یہ معرفت کی باتیں ہیں ظاہر کچھ نظر آتا ہے مگر باطن میں اس کا مطلب کچھ اور ہے لہذا اس پر مت بولو ولی صاحب کی توہین ہو جائے گی۔

خانقاہوں میں مریدوں کو نچانے والے
اک عجب چیز ہیں بدعت کے گھرانے والے

یہی وجہ ہے کہ جوتے کھانے والے عاشقوں کے مزارات سے تصوف کے چشمے پھوٹ رہے ہیں اور گھر سے بھاگنے والے پریمی جوڑوں کا پہلا سٹاپ حضرت مائی ہیر اور حضرت رانجھا صاحب کا مزار ہوتا ہے پھر وہاں سے فرانس اور برطانیہ کے سفارت خانوں کے ذریعے یورپ کے ویزے کا حصول ممکن ہوتا ہے۔

یہ تصوف ہی کے کرشمے ہیں کہ آج واجپائی اجمیر میں چڑھاوے چڑھاتا ہے تو ایڈوانی گھٹنے ٹیکتا ہے۔ بقول مومن خان مومن

اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل
میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

اللہ کی توہین:

اللہ کی توہین تصوف کی دنیا کا خاصہ ہے اس کے بغیر آپ طریقت کی منزلیں طے نہیں کر سکتے، اسلام میں بنیادی چیز توحید ہے تو انہوں نے سب سے پہلے اس پر ہی ہاتھ صاف کیا۔

اہل حق کی توحید:

وفی كل شیء له اية
تدل علی انه واحد

اور ہر ایک چیز میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ایک نشانی ہے، جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ایک ہے۔

صوفیاء کی توحید:

وفی کل شیء له ایة
تدل علی انه عینه

اور ہر ایک چیز میں اس کے لیے ایک نشانی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اسی کا عین ہے۔

صوفیاء کی توحید کا عملی مظاہرہ جس کی وضاحت ہم پیچھے کافی حد تک کر آئے ہیں:

بندرا بن وچ بین وجائے
متھرا دے وچ گنواں چرائے
چوچک دے گھر چاکر سدائے
عرشاں تے رحمٰن کہائے
گھر عبداللہ جائی دا

اگر ہاتھ میں بین پکڑ لے تو وہ رانجھا (جوتے کھانے والا عاشق) ہے اور اگر عبداللہ کے گھر پیدا ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عرش پر وہی رحمان کہلاتا ہے یعنی تینوں ایک ہیں۔

نعوذباللہ من ذلک الخرافات

اور معین الدین اجمیری نے فرمایا کہ: اگر روز قیامت خدا تعالیٰ کا جمال میرے پیر کی صورت میں ہوگا، تو دیکھوں گا، ورنہ اس کی طرف منہ بھی نہ کروں گا۔ (ریاض السالکین: ۲۳۱)

اور بابا فرید الدین گنج شکر نے فرمایا: اگر قیامت کے دن خدا تعالیٰ میرے پیر کی صورت کے سوا کسی دوسری صورت میں اپنا جمال یا کمال دکھائے گا تو میں اس طرف آنکھ بھی نہ کھولوں گا۔ (اقتباس الانوار: ص ۲۹۰، بحوالہ شریعت وطریقت: ص ۲۲۷)

ابوالحسن نوری نے ایک کتے کو بھونکتے دیکھا تو کہنے لگا: لبیک وسعدیک: میں حاضر ہوں اور تجھ سے سعادت چاہتا ہوں۔ (شریعت وطریقت)

یعنی کتے کے بھوکنے کو خدا کی پکار کہہ رہے ہیں کیا اب بھی تمہیں شک ہے کہ اللہ پاک نے ان لوگوں کو اپنے در سے دھتکار دیا ہے۔

بلھے شاہ اللہ پاک کی یوں توہین کرتے ہیں:

بلھیا پی شراب تے کھا کباب

پر بال ھڈاں دی اگ

چوری کر تے بن گھر رب دا

ایس ٹھگاں دے ٹھگاں نوں ٹھگ

اس بے غیرت نے تو انتہا کر دی کہ عزتوں کے مالک رب کو ٹھگوں کا ٹھگ قرار دیا لعنت ہے ایسی سوچ پر ان جیسوں کا علاج عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کوڑا ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں یا اللہ ایک اور عمر کو بھیج کہ آج کا دور اپنے عمر کی تلاش میں ہے۔

وہی دیرینہ بیماری وہی نا محکمی دل کی

علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ساقی

اقبال

بایزید بسطامی سے مندرجہ ذیل روایات منسوب ہیں:

مافی جبتی الا اللہ

میرے جبہ میں اللہ کے سوا کچھ نہیں۔

ملکی اعظم من ملک اللہ

میری بادشاہی خدا کی بادشاہی سے عظیم ہے۔

اللہ کی حیثیت صرف منشی کی ہے۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا

ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

(حدائق بخشش: ج ا ص ۲۰)

لفظ کن سے پیدا کرنا یہ صرف اللہ کا خاصہ ہے، لیکن خانقاہی دنیا میں یہ صفت اللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غوث پاک کو اور اب یہ آگے ٹرانسفر ہو چکی ہے۔

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

(حدائق بخشش: ج۲ ص۱۹)

کن اولیاء کی شان ہے اولیاء اللہ جس چیز کے لیے کن کہتے ہیں وہ فوراً پیدا ہو جاتی ہے اولیاء غیب دان ہیں اور مشکل کے وقت تشریف لا کر دستگیری فرماتے ہیں اور ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ (الجنہ لاہل السنہ: ص۵۰۴)

احمد رضا کے صاحبزادے مصطفےٰ رضا اپنی کتاب شرح استمداد ص ۲۸ پر لکھتے ہیں اولیا میں ایک مرتبہ صاحب تکوین کا ہے جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہوتی ہے جسے کن کہا وہی ہو گیا۔ جب اللہ نے یہ صفت آگے ٹرانسفر کر دی تو معاذ اللہ پھر وہ خود تو بے اختیار ہو گیا؟

اللہ بے اختیار؟

رب عزوجل نے غزوہ احزاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا چاہی اور شمالی ہوا کو حکم دیا کہ جا میرے حبیب کی مدد کر اور کافروں کو نیست و نابود کر دے اور ہوا نے انکار کر دیا اور کہا: بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں: اللہ تعالیٰ نے اس کو بانجھ کر دیا اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برسا۔ (ملفوظات احمد رضا خان: ج۴ ص۹۳)

اللہ کو بے اختیار کرنے کا مقصد اللہ سے کشتی کرنا تھا:

حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں پچھاڑ دیا۔ (فوائد فریدیہ: ص۷۸)

اللہ کو موسیٰ علیہ السلام سے بڑا پیار تھا کہ اللہ پاک نے اس نبی کو اپنے پانچ پیاروں میں سے ایک کہا ہے۔ اللہ کا اس قدر لاڈلا نبی، اللہ کی ایک تجلی برداشت نہ کر سکا، لیکن ابوالحسن صاحب اللہ

سے گستاخی فرما رہے ہیں۔

اس کے بعد اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی توہین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کھلے جلوے ہیں اس در پر فقط اللہ اکبر کے
ہمیں سجدے روا ہیں خواجہ اجمیر کے در کے
خدا کی پاک صورت کو محمد میر کہتے ہیں
محمد بے کدورت کو خدا یا پیر کہتے ہیں

(دیوان محمدی:ص ۱۳۱)

حقیقت جن کی مشکل تھی تماشہ بن کے نکلیں گے
جسے کہتے ہیں بندہ قل ہو اللہ بن کے نکلیں گے
بجاتے تھے جو انی عبداللہ کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پر انی انا اللہ بن کے نکلیں گے

(دیوان محمدی:ص ۱۱۹)

آج کل شیطان نے اللہ کی توہین کے لیے مسلمانوں کو ایک اور پلیٹ فارم مہیا کر دیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کے نقشے پر اللہ کا نام کیا اللہ کی توہین نہیں ہے؟ جوتا تو جوتا ہی ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو لیکن یہاں تو معاملہ بالکل برعکس ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا بھی نہیں کاغذ پر خود ایک عکس بنایا اور اس پر اللہ کا نام لکھ دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین:

اللہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے بغیر بھی طریقت کا تاج محل مکمل نہیں ہوتا۔ بظاہر تو ان لوگوں نے عشق رسول کا کنٹریکٹ (Sign) کیا ہوا ہے کہ ان کے سوا سارے ہی گستاخ رسول ہیں اس کی حقیقت کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابلیس ہم مرتبہ ہیں (معاذ اللہ)

در مذہب عاشقاں یک رنگ
ابلیس و محمد ست ہم سنگ

(تذکرہ غوثیہ:ص ۲۵۵)

حشر کے دن اللہ کچھ خوش نصیب لوگوں کو اپنے سائے میں جگہ دے گا جس کی تفصیل حدیث میں آئی ہے اور حوض کوثر پہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کو پانی پلائیں گے اس کی خوش قسمتی کے کیا کہنے لیکن احمد رضا صاحب کا مرید اس خواہش کا اظہار کر رہا ہے۔

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو
اپنے سایہ میں چلا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت: ص۴۸۔۴۷)

نیا انکشاف (غوث پاک کی محفلِ واعظ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی آتے ہیں؟)

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

(حدائق بخشش: ج ۷ ص۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے اور عرفانِ شریعت والے کہتے ہیں کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نبی ہوتے (عرفان شریعت: ج۳ ص ۸۳)

اس میں دو باتیں ہیں کہ ایک تو عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور دوسرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ نہیں کہ ان کے بعد اگر نبوت جاری رہتی تو نبی بننے کا حقدار کون تھا؟ حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمانا بھی صرف فضلیت کے لیے ہے۔

بایزید بسطامی سے مندرجہ ذیل روایات منسوب ہیں:

خضت بحرا و وقف الانبیاء

میں نے تو سمندر میں غوطا لگا دیا۔ جب کہ انبیاء اس کے ساحل پر ہی کھڑے رہے۔

لواء ی ارفع من لواء محمد

میرا جھنڈا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے سے بلند ہوگا۔

لو جی قصہ پاک ہوا کہ اللہ پاک کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بھی کوئی نہیں جان سکتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چکر ہی دیتے رہے۔(استغفر اللہ)

حقیقت محمد دی پا کوئی نہیں سکدا
ایتھاں چپ دی جا ہے الہ کوئی نہیں سکدا
محمد دی صورت ہے صورت خداوندی
میرے دل توں نقشہ مٹا کوئی نہیں سکدا

(دیوان محمدی:ص ۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲)

تیڈے میم دے برقعے پاونڑ توں صدقے
احد ہو کے احمد سڈاونڑ توں صدقے

(دیوان محمدی:ص ۲۱۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم احمد رضا صاحب کا انتظار کر رہے ہیں؟

اعلیٰ حضرت بریلوی کے وصال کے وقت بیت المقدس میں شامی بزرگ کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پرانوار میں حاضری نصیب ہوئی۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ دربار اقدس میں حاضر تھے لیکن مجلس پہ سکوت کا عالم طاری تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے شامی بزرگ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس کا انتظار ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے۔
(الشاہ احمد رضا:ص ۱۴۴)

مولوی برکات احمد کے انتقال کے بعد مولوی سید امیر احمد خواب میں زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں عرض کی یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔(ملفوظات احمد رضا خان بریلوی: ج ۲ ص ۲۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم احمد رضا کی امامت میں جنازہ پڑھیں تو بھی توہین نہیں ہوتی؟ کائنات کے سب سے افضل انسان ہونے کے باوجود کھڑے ہو کر احمد رضا صاحب کا انتظار کر رہے ہیں پھر بھی عاشقِ رسول؟ لیکن اہلِ توحید یہ کہہ دیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی لائق اتباع نہیں تو گستاخ رسول۔

قرآن کی توہین:

قرآن بھی ان لوگوں کے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ ہے لہذا یہ لوگ قرآن پڑھتے یا اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ اس کے جواب لکھتے ہیں۔

حلاج کے متعلق ابن عربی نے اپنی فتوحات مکیہ میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ مشہور بزرگ شیخ ابوعمرو بن عثمان مکی، حلاج کے سامنے سے گذرے اور پوچھا کیا لکھ رہے ہو؟ حلاج نے جواب دیا قرآن کا جواب لکھ رہا ہوں یہ سن کر مکی نے دعا کی اور انہی کی بددعا کا نتیجہ تھا کہ حلاج قتل کر دیا گیا۔

مولانا جلال الدین رومی اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں:

من ز قرآن مغزر ا برداشتم
استخوان بیش سگاں اندا ختم

میں نے قرآن سے مغز (اصل مطالب) اخذ کر لیے ہیں اور ہڈیاں جو بچ گئیں میں نے (اہل ظاہر) کے آگے پھینک دی ہیں۔

قرآن میں توحید ہے؟

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: شیخ کمال الدین ابن المراغی کو ابتدا میں تلسمانی سے بڑی عقیدت تھی۔ وہ ان سے فصوص الحکم پڑھنے لگے۔ اثناء درس میں کمال الدین نے فصوص الحکم کی بعض قابل اعتراض باتوں پر گرفت کی اور کہا کہ قرآن اور حدیث کے صریح ارشادات کے خلاف ہیں، تو ایک مرتبہ تلمسانی کو سخت غصہ آ گیا اور کہا: بار بار قرآن اور حدیث کا کیا حوالہ دیتے ہو۔ ان کو اٹھا کر دروازے سے باہر پھینکو اور یہاں صاف دل ہو کر آؤ تا کہ تمہیں خالص توحید ملے۔

شیخ کمال الدین ہی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ شیخ تلمسانی نے کہا: قرآن میں توحید ہے کہاں؟ وہ تو پورے کا پورے شرک سے بھرا ہوا ہے، جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ کبھی توحید کے بلند مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔(امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ از کو کن عمری، زیرِ عنوان صوفیاء پر تنقید: ص ۳۲۱)

صوفیاء کی خالص توحید کی ایک جھلک:

شیخ کمال الدین نے ایک مرتبہ اعتراض کیا کہ: اگر عالم کی تمام چیزیں ایک ہیں جیسا کہ تمہارا عقیدہ ہے تو پھر تمہارے نزدیک جورو، بیٹی اور ایک اجنبی عورت میں کیا فرق ہے؟ تلسمانی نے جواب دیا: ہمارے ہاں تو کوئی فرق نہیں۔ چونکہ ان محجوبوں (اہلِ شریعت) نے ان کو حرام قرار دیا ہے تو ہم بھی کہہ دیتے ہیں کہ یہ چیزیں تم پر حرام ہیں ورنہ ہم پر کوئی چیز حرام نہیں۔(امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ از کو کن عمری، زیرِ عنوان صوفیاء پر تنقید: ص ۳۲۱)

حضرت شاہ حسین:

حضرت شاہ حسین خانقاہی دنیا کا ایک تابندہ ستارہ اور ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے برصغیر میں بہت اسلام پھیلایا۔ حضرت شاہ حسین جن کو مادھو لال بھی کہتے ہیں 1539ء میں لاہور کے ٹیکسالی دروازے میں پیدا ہوئے اس کے والد کا نام شیخ عثمان تھا اور ان کے دادا کا نام کلجس رائے تھا وہ راجپوت تھے اور کپڑا بننے کا کام کرتے تھے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر عبادت کرتے اور رات راوی دریا کنارے عبادت کرتے۔

ایک دن شاہ حسین ایک عالم حضرت شیخ سعد اللہ سے تفسیر پڑھ رہے تھے کہ اس آیت پر پہنچے:

وما الحیوۃ الدنیا الا لھو و لعب

اس کا مطلب ہے دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے جب مولانا نے اس کی تفصیل بتائی تو شاہ حسین پر مجذوبی کیفیت طاری ہوگئی اور چھلانگ لگا کر مدرسے سے باہر نکل آئے اور کہا کہ اگر یہ زندگی کھیل تماشہ ہے تو میں اسی طرح گذاروں گا جب اس بات کا پتہ شاہ حسین کے مرشد بہلول دریائی کو چلا تو وہ تشریف لے کر آئے اور شاہ حسین کو نماز پڑھنے کے لیے کہا جب اس

آیت پر پہنچے الم نشرح لک صدرک کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا تو قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اور نماز درمیان میں توڑ کر مسجد سے بھاگ گئے اور ساری زندگی اسی حالت میں گذار دی داڑھی منڈا دی اور ناچ گانے والے گروپ کے ساتھ شامل ہو گئے اور باقی ساری زندگی ایسے ہی گذار دی۔

جب تک کوئی شخص داڑھی مونچھ کا صفایا نہ کرا دیتا، اس وقت تک مرید نہ سمجھا جاتا وہ اپنے ہاتھ سے مرید کو شراب کا پیالہ پیش کرتے اگر وہ پی لیتا تو مریدوں میں سمجھا جاتا (گویا یہی اس کی بیعت تھی) ورنہ مجلس سے باہر نکال دیا جاتا۔

آپ کا تعلق ملامتیہ فرقے سے تھا۔ شاہ حسین کا انتقال ۱۵۹۹ء میں ہوا آپ کو راوی کنارے دفن کیا گیا اور پھر سیلاب آنے کی وجہ سے باغبانپورہ لاہور میں دفن کیا گیا۔ ہر سال بسنت میں آپ کا میلہ لگتا ہے جسے ''چراغاں دا میلا'' کہتے ہیں۔